بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھا ہی سب سے پہلے وصف پیشانیِ جانان کا
سنو اس مین کیا ہی وصف اُسکے روئے تابان کا
حکومت مین نے پائی اُسکے در کی جبہہ سائی سے
بسنو رن پورا ہونا ہو گو اگر تیری محبت مین
عداوت بھائیون کی کیسطرح تکلیف پہونچاتی
تری الفت مین یہ دردِ جگر سے پائی ہو لذت
تعالی شانہٗ کیا اسم اعظم نام ہے تیرا
ترے محبوب پہ دل سے فدا ہو نہین خداوندا
کریگا پیروی جو نفس کی دوزخ مین جائیگا

بنا ہی بیت ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا
بیاضِ صبحِ صادق ہر ورق ہی میرے دیوان کا
یہی تھا قول اس عالم مین ہر لحظہ سلیمان کا
عوض تسبیح کے ہو ہاتھ مین کنٹھا گریبان کا
نگہبان ہر گھڑی تو چاہ مین تھا ماہ کنعان کا
کہ مین عیسی سے بھی طالب نہین ہوتا ہون درمان کا
فزون رتبہ ہوا ہی جسکے باعث سے سلیمان کا
سرِ محشر نہ پردہ فاش کرنا میرے عصیان کا
ہے گا چین سے جنت مین تابع تیرے فرمان کا

زبان پر لے رضا صبح و مساوہ نام جاری ہی
بلا ہی خوب یہ نسخہ دو واسطے دردِ نہان کا

ہوا جب غلغلہ پیدائش ختم رسولان کا / بتو پر ہیبت سے سرنگون ہو کر لئے لب پہ نام یزدان کا

خیال سبزۂ خط مین زمرد کا پسیا پانی / تصور مین ترے دانتون کے ہیرا کوٹ کر کھایا

مہ انور کئے دو ٹکڑے کیے ہین اک اشارے سے / دکھایا معجزہ سب منکر محبوب یزدان کا

ملا ہی ابتدا مین انتہا کا آپ کو رتبہ / کہ پایا پہلے بعثت سے لقب ختم رسولان کا

تری ذات مقدس مظہر ذات الہی ہے / تبارک ہے مصفا آئنہ ہے نور یزدان کا

ترے در کی گدائی پہ جسے ہے فخر عالم مین / وہ خواہان ہو نہین سکتا کبھی ملک سلیمان کا

ادب سے کل فرشتے اسکے آگے سر جھکاتے ہین / تعالی اللہ یہ رتبہ ہے ترے در کے نگہبان کا

درود اس مظہر حق پہ رضا دل سے پڑھو ہردم
بجایا جس نے ڈنکا اس جہان مین دین و ایمان کا

دعا وہ کر رہے ہین روز افزون ہو ستم میرا / قضا اُن سے نکلجائے ابھی سینہ سے دم میرا

مصمم ہوگیا ہے قصد اب سوئے عدم میرا / الہی آبرو رکھنا نکلنے کو ہے دم میرا

ذرا آسان ہو جاتی مصیبت بس یہ مقصد تھا / نہ آئے آپ تو کیا نزع مین نکلا نہ دم میرا

ذرا سے ضبط گریہ دیکھ اپنی آبرو رکھنا / ترے سر خون ہوگا گھٹ کے گر نکلیگا دم میرا

سرہانے نزع مین بیٹھے جو دیکھا اس ستمگر کو / یہ ڈر غالب ہوا نکلا کسی صورت نہ دم میرا

تہمین اچھے ہین پہلے پیر گردون ہتکنڈے تیرے / ہوئی ہے دشمنون کو عید اور نکلا ہے دم میرا

فنا کے بعد وہ عیسی اگر آجائے لاشے پہ / نکلکر جسم سے میرے پلٹ آئیگا دم میرا

الہی عفو کردے سب جرائم اسکے بدلے مین / نکلتا ہے بڑی دقت بڑی مشکل سے دم میرا

سرہانے ہے قضا اور سامنے وہ غیرت عیسی / خدا ہی جانے کسکی آبرو رکھیگا دم میرا

الہی اس نے جسم زار کو مردہ بنایا ہے / قضا کے ساتھ آتا ہے سپے فریاد دم میرا

تجھی کو ایک دن کرنا تھا یہ بھی کام دنیا مین
رضا اچھا ہوا نکلا شب فرقت مین دم میرا

ہاتھ آنے لگا۔ چنانچہ ہم نے اسوقت تک کئی قلمی کتب رقم کثیر صرف کر کے حاصل کیئے ہین۔ اور ارادہ ہے کہ اُن تماموں کو یکے بعد دیگرے اپنے کارخانہ مین طبع کرا کے شایقین علم و ہنر و قدر دانان فن سیر کے نذر کرینگے چنانچہ اب اُنہین سے ایک کتاب موسومہ بہ "وقایع سرمل" پیش کیجاتی ہے۔ جسکا نام ہم نے **ضرب سرمل** رکھا ہے۔

اگر ہم اسموقعپر راجہ راجیشوراو بہادر سمستان دومکنڈہ کا شکریہ نہ ادا کرینگے تو کفران نعمت ہوگا۔ کیونکہ اس جستجو و تلاش مین راجہ صاحب ممدوح نے ہماری بہت کچھہ اعانت فرمائی ہے۔

چونکہ راجہ صاحب ممدوح کو اس قسم کا علمی مذاق ایک زمانہ دراز سے پیدا ہے اور اکثر و بیشتر صاحب موصوف کے عمر عزیز کا حصہ تالیفات و تصنیفات مین صرف ہوا ہے۔ اور ابتک وہی شغل جاری ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ صاحب معز ہمارے ہم خیال اور ہماری تلاش و جستجو مین ممد و معاون رہتے ہین۔

چونکہ اس تاریخ کی عبارت فارسی ہے اور آجکل کے رواج کو دیکھا جائے تو اردو ترقی پذیر ہے۔ اور عام لوگون کے مذاق کا رجحان بھی اُردو کے جانب زیادہ تر پایا جاتا ہے۔ اور فارسی بالکل کمیاب و عنقا ہو رہی ہے حالانکہ زبان فارسی مین جو مزا اور شیرینی ہے وہ اردو کو کہان نصیب ہے۔ گو اردو کے چاہنے والون کی تعداد اسوقت بہت زیادہ ہے۔ مگر فارسی کی چاشنی کا چٹخارا لینے والے خریدارون کی بھی کمی نہین ہے۔

اور خاص خاص لوگون مین اسکا مذاق اب بھی موجود ہے۔ جو اردو کو ہرگز پسند نہین کرتے۔ علاوہ بریں اس کتاب کی فارسی بھی نہایت سلیس ہے

جب کہا دل تری مٹھی مین ہمارا ہوگا
ہنسکے فرمایا کہ جھوٹے کا کلیجا ہوگا

مجھسے اور حشر کے دن آپ کا شکوا ہوگا
یہ بھی اغیار کا چلتا ہوا فقرا ہوگا

ہم نے مانا نہ کرین آہ شب فرقت مین
گھٹ کے مرجائین جو لے ضبط تو اچھا ہوگا

پارہ اوڑ جائیگا پاکر ترے رخ کی گرمی
آئنہ سامنے آئیگا تو شیشا ہوگا

شمع رخسار کی محفل مین بلائین لونگا
ہاتھ جلجائے تو کیا غم کفِ موسیٰ ہوگا

شامیانے کی مجھے کچھ نہین حاجت پسِ مرگ
رحمتِ حق کا مری لاش پہ سایا ہوگا

کیون کشیدہ ہین بھوین مجھسے اگر صاف ہو تم
اب تو فرماؤ کہ جھوٹا نہ یہ دعوا ہوگا

انگلیان اوٹھتی ہین کانٹون کی جو مین جاتا ہون
مجھسا مشہور کوئی بادیہ پیما ہوگا

کیسے مین مانلون جہان وہ ہونگے میرے
چرخ کو اور مرا عیش گوارا ہوگا

بھی افشان کے لیے توڑ کے تارے لادون
اتنا تم کہدو کہ احسان تمھارا ہوگا

سرفرازی نہین دیتا ہے خدا سرکش کو
پھل بھلا سرو مین کسطرح سے پیدا ہوگا

کام آئیگا ترا رنگ پریدہ یوسف
ایک دن غازۂ رخسارِ زلیخا ہوگا

تارے گن گن کے شب ہجر تو کاٹی ہمنے
دن کو لے مہر جہانتاب بتا کیا ہوگا

ہجر مین چشمِ تصور سے اُسے دیکھین گے
دور بین آئنۂ قلب مصفا ہوگا

منتین ہوتی ہین یہ لطف نہ کھوتا اے دل
نقد جان پاکے ہی وہ پاس سے چلتا ہوگا

مضطرب گرد کدورت سے رہتا دل جو ہوا
صفتِ شیشۂ ساعت تہ و بالا ہوگا

انگلیان اُٹھین گی وہ شہر مین شہرا ہوگا
ایسا قاتل تو مرے قتل سے رسوا ہوگا

آپکے تیر نظر نے جسے چھیدا ہوگا
شاید ایجان وہ ہمارا ہی کلیجا ہوگا

ہم کو معلوم نہ یہ حضرت موسےٰ ہوگا
جیب سے ہاتھ نکل کر ید بیضا ہوگا

جان دینے کو جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
تم ہی مرجاؤگے نقصان مرا کیا ہوگا

خط سے پہلے مرا پیغام یہ کہنا قاصد
مین جو مرجاؤن گا فرقت مین تو اچھا ہوگا

اُس گل تر کی محبت مین جو موت آئیگی
پھول والون کا مرے عرس مین میلا ہوگا

ڈالدے گا مری میت پہ جو وہ چادر گل
اے رضا پھول سے ہلکا مرا لاشا ہوگا

او صنم تیرا وہی چاہنے والا ہوگا
سخت پتھر سے سوا جسکا کلیجا ہوگا

جلوہ گر معجزۂ حضرت موسے ہوگا
ہاتھ مین دزد حنا بھی ید بیضا ہوگا

اپنے کوٹھے پہ جو وہ دلبر رعنا ہوگا
کیا خجل چرخ چہارم پہ مسیحا ہوگا

شمع سان ہو گی اگر داغ جگر مین سوزش
پھر پروانہ مرے زخم کا پھاہا ہوگا

سجدہ مجھکو نہ آئیگا یقین او قاصد
مجھے اور اُس بت مغرور نے پوچھا ہوگا

قید یوسف ہو زلیخا کو نہ ہو کچھ پروا
عاشق ایسا نہ کسی نے کہین دیکھا ہوگا

پٹیان غیر پڑھایا کرین پروا کیا ہے
وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکھا ہوگا

ہو کے بیتاب مرے گھر وہ چلے آئے رضا
ظاہر آہون کا بھلا اور اثر کیا ہوگا

آنا گران ہوا نہ شب انتظار کا
ممنون ہون مین دیدۂ اختر شمار کا

کام آیا مرکے عشق کسی گلعذار کا
گلدستۂ بہشت ہے گوشہ مزار کا

قمری صفت مین شیفتہ ہون قد یار کا
دھوکا نہال سرو پہ کھاتا ہون دار کا

عشاق کی نگاہین بنین گی نقاب رخ
محشر مین بھی محال ہے دیدار یار کا

ہان ہان حضور آپکا دامن ہے بے قصور
خود بجھ گیا چراغ ہمارے مزار کا

دیتے ہین دونون دھوپ ہوا آہین چاندنی
پڑتا ہے سایہ خاک پہ سرو قد یار کا

سب آئے دن کے جھگڑے نپٹنے چکا دیے
احسان سر پہ لے ہی لیا تیغ یار کا

افسردہ دل ہون ڈالدو میری لحد پہ تم
کمھلا گیا ہو پھول جو گزرے دن بہار کا

مین کیون کہون رقیب نے لوٹی بہارِ حسن
یہ کام ہے ضرور کسی ہوشیار کا

دم ڈہا گئے دیکے مجھکو بنایا ہے برہمن
لو فقرہ چل گیا بتِ زنار دار کا

نمرود شان ہے یہ کسی بے نیاز کی
تو اور مقابلہ کرے پروردگار کا

مرکز ہوا اسکون دلِ بیقرار کو
تختی نشیب کی ہے مجھے تختہ مزار کا

ہم دل جلون کی قبر پہ روشن چراغ ہے
یا ہے گلِ شگفتہ نہالِ مزار کا

ہمت نے بعد مرگ بھی رکھ لی ہے آبرو
لاشے سے منہ بھرا ہے ہمارے مزار کا

اچھا ہی صاف کہدو نہ آئین گے ہم کبھی
حیلہ حوالہ خوب نہین بار بار کا

پھولون کے بدلے کانٹے ہون جسپر پٹے ہوے
ہوگا مزار وہ ترے زار و نزار کا

شق ہو گیا زمین کا کلیجہ لحد بنی
آیا جو لاشہ آپکے سینہ فگار کا

اچھا ہوا بتون سے مین تنگ آ گیا رضا
لیتا ہون نام نزع مین پروردگار کا

کیا پوچھتے ہو حال دلِ خاکسار کا
ویرانہ ہے لقب اسی اجڑے دیار کا

بیٹھے بٹھائے وعدۂ وصل اُس سے ہو گیا
اُف بجھ گیا چراغ شبِ انتظار کا

عشقِ رسولؐ لیکے گیا زیرِ خاک بھی
نورِ خدا چراغ ہے میرے مزار کا

سوئین گے خفتگانِ عدم خاک چین سے
عالم یہی رہا جو مرے اضطرار کا

تیری گلی سے اُٹھنے کو جی چاہتا نہین
شائد یہی مقام ہے میرے مزار کا

قاصد تڑپ کے ہاتھ سے نامہ نکل نہ جائے
لکھا ہے اِس مین حال دلِ بیقرار کا

کوئی ثمر ہو ہجر مین دیتا نہین مزہ
قطرہ لہو کا ہے مجھے دانہ انار کا

مرنے کے بعد دی یہ حسینون نے آبرو
سرمہ لگایا آنکھ مین میرے غبار کا

طولِ حیاتِ خضر سے دہ چند ہو گیا
ہر اک پہر ہماری شبِ انتظار کا

سیماب اضطراب مین بسمل کیون نہو
پیرو ہے خاص میرے دلِ بیقرار کا

عشاق تاکے جاتے ہین نخچیر کیطرح
چلتے ہین تیر شوق ہوا ہے شکار کا

خواہش ہو جسکو جائے وہ طوبی کی چھاؤن مین
کافی رضا کو سایہ ہے دیوارِ یار کا

قصہ سناؤن کس کو شبِ ہجرِ یار کا
پرسان نہین ہے کوئی مرے حالِ زار کا

عمرِ رواں رواں ہی ہر اک لحظہ اس طرح
گھوڑا دوان ہو جیسے کسی شہسوار کا

ہوگا ضرور عاشقِ شیدا کا امتحان
میدانِ عشق معرکہ ہے کارزار کا

رہتا ہون زلف و رخ کے تصور مین رات دن
شاکی نہ کیون ہون گردشِ لیل و نہار کا

پہلو ہے گرم اُس بتِ کافر کے وصل سے
ادنی کرم یہ ہے مرے پروردگار کا

خط دار عارضون سے ہون ناقص پسند خوش
طالب نہین ہون مین ثمرِ داغدار کا

ہوتے ہین بیگناہ ہزارون شہید روز
اے نامہ بر پتہ ہے یہی کوے یار کا

آئے وہ یا نہ آئے قضا اپنا کام کر
دم لب پہ ہے یہ وقت نہین انتظار کا

بجلی سے بھی سوا ہے تڑپ اسکی اے رضا
فرقت مین حال ہے یہ دلِ بیقرار کا

سرکا دوپٹہ سر سے جو اُس گلعذار کا
آنچل نظر پڑا ہے عروسِ بہار کا

نیرنگیِ زمانہ سے ہرگز عجب نہین
چھلا اتارے دزدِ حنا دستِ یار کا

یارب دعا ہے تجھسے کہ روزِ وصال مین
ٹکڑا ملا دے کوئی شبِ انتظار کا

دیتا ہون جان آپ پہ اے عیسیِ زمان
لیتا ہون کام جبر سے مین اختیار کا

دیکھا جدھر وہ سامنے آیا نظر مجھے
کس سے کہون مین لطف شبِ انتظار کا

کاتب کا ہاتھ کانپ اُٹھا چھٹ گیا قلم
لکھتا وہ خاک حال دلِ بیقرار کا

چمکا فلک پہ جاکے وہ مانندِ آفتاب
ذرہ کوئی اوڑا جو ہمارے غبار کا

بالین سے میری ہوکے خفا اُٹھ گیا وہ بت
اتنا کہا تھا شکر ہے پروردگار کا

ایذا سہون گا آبلہ پائی کی اے جنون — احسان نہ لونگا سر پہ مگر نوکِ خار کا

بعد فنا بھی رُخ نہ کیا خلد کی طرف
ایسا تھا عشق مجھکو رضا کوے یار کا

دیر مین اور دیکھون مین جلوہ خدا کے نور کا — بت کسی نے بھی بنا دیکھا ہے سنگِ طور کا
کام آیا مر کے بھی عشق اُس رخِ پُر نور کا — ہے اثر ہر تختۂ تربت مین شمعِ طور کا
مرحبا پھر یادِ گیسو سامنے آنے کو ہے — آج نقشہ کھینچ لون گا مین شبِ دیجور کا
اپنے کاندھون پہ احبا لیے ہین میری لاش — بوجھ باہمت اٹھا ہی لیتے ہین مجبور کا
مرحبا ایسی سمجھ پہ آفرین اس عقل پہ — مجھسا خوش ہین اور زاہد شیفتہ ہو حور کا
کیا قیامت ہے ہوے جاتے ہین شل سب دست و پا — نزع مین درپیش گو مجھکو سفر ہے دور کا
ڈرتے ہین عصیان سے کیون پیر و جوان نادان ہین — بخشنے والا ہے وہ ہر عاجز و مجبور کا
تھا قصور اتنا کہا تھا طالبِ دیدار ہون — لن ترانی پھل ملا موسیٰ کو شغلِ طور کا
صاف باطن طالبِ امداد کیون ہو غیر سے — خانۂ آئینہ کب محتاج ہے مزدور کا
رات دن بارانِ رحمت جسپہ ہوگا حشر تک — مقبرہ ہوگا وہ تیرے عاشقِ مغفور کا
مرحبا اے شعلۂ آتش فشانِ داغِ دل — ہو گیا کافور بھاہا مرہم کافور کا
مین حقیقت مین مسلمان ہون بظاہر برہمن — دل مین یادِ حق ہے قشقہ ماتھے پہ سیندور کا
مین کرون گا نالہ سنکر آمدِ روزِ فراق — پہلے غل ہوگا قیامت سے صدائے صور کا

عفوِ خالق سے گھٹا بارِ گنہ سر سے رضا
بوجھ ہلکا حکمِ حاکم سے ہوا مزدور کا

عشق ہے موسیٰ مجھے اُس چہرۂ پر نور کا — دل مرا کیونکر نہ پروانہ ہو شمعِ طور کا
خوش ہو نہین وہ غیر ہی کے ساتھ آئے گھر مرے — کفر تو ٹوٹے الٰہی اُس بتِ مغرور کا
زاہدا اچھا نہین یہ زہد و طاعت پر غرور — حال دیکھو تو ذرا تم بلعمِ باعور کا

تیرے در کا ہون گدا شاہانہ ہے میرا مزاج
ہاتھ مین رکھتا ہون کاسہ بھی سر فغفور کا

رونے مین یاد آگیا وہ کان کا جھمکا اگر
اشک کے دانون سے خوشہ بن گیا انگور کا

الفت رخسار و گیسو کو کیا یون آشکار
اپنی آنکھون مین لگایا مین نے سرمہ طور کا

ساعد سیمین جانان سے ہوا جب مین شہید
خون کے بدلے بہا زخمون سے دریا نور کا

دل جلا وہ ہون سمجھکر آبلہ ڈرتا ہون مین
کوئی دانہ دیکھ لیتا ہون اگر انگور کا

جسکو تو ظلمات سمجھا تھا خضر کے ساتھ مین
اے سکندر سایہ تھا میری شب دیجور کا

ہاتھ جائے ظاہری پہ ہو گیا رکھنا محال
آتش دل سے یہ عالم ہے تن محرور کا

سر چڑھا ہے عاشقون کا خون قاتل دیکھ لے
رنگ تیری مانگ مین پیدا ہوا سیندور کا

کسطرح نکلے تمنا دل سے باہر عشق مین
قید خانہ اسکو سینہ ہے ترے رنجور کا

گرمیی عالم ہے تیرا ناخن جوش جنون
ہے بہت دشوار بھرنا زخم کے انگور کا

ساتھ دشمن کے رضا کرتے ہین وہ پھر میکشی
اب خدا حافظ ہے میری چشم کے ناسور کا

موجزن ہجر مین جب دیدۂ گریان نرہا
کشتی نوح کو اندیشۂ طوفان نرہا

دخل مین ایک گھڑی کوچۂ جانان نرہا
میرے قبضہ مین کبھی روضۂ رضوان نرہا

جان جمشید نے دی رنج مین جسدم اپنی
جام پھر دورۂ افلاک مین خندان نرہا

برہمن بنگئے ہین زاہد و واعظ دونون
کوئی اُس بت کے محلہ مین مسلمان نرہا

دورا اب کس سے کرین مصحف رخ کا تیرے
اس زمانے مین کوئی حافظ قرآن نرہا

سر دیا پیٹ بھرا خون سے دیکھا او قاتل
میری گردن پہ تری تیغ کا احسان نرہا

دھجیان کسکی اڑائیگا اب ای دست جنون
پرزے دامن کے اڑے تار گریبان نرہا

جی کے مین وصل کی امید مین کیا پاؤن گا
جب کوئی میرے غم ہجر کا پرسان نرہا

روح نے زیست مین چھوڑا نہ تن خاکی کو
خالی یوسف سے کسی روز یہ زندان نرہا

کیا کہون تم سے رضا اُس بتِ بے دین کے لیے
معرکہ غیرون سے کسدن سرِ میدان نہ ہا

میرے کہنے مین مرہجان اگر دل ہوتا
تجھسے ظالم پہ کسیطرح نہ مائل ہوتا

گر اثر عشق مین ملے حور شمائل ہوتا
میری گردن مین ترا ہاتھ حمائل ہوتا

لذتِ ہجر سے آگاہ اگر دل ہوتا
وصل کا اُس سے کسی طرح نہ مائل ہوتا

اُس مسیحا کی گلی مین جو گذر ہو جاتا
مر کے سو بار نہ جینا مجھے مشکل ہوتا

نزع مین پاس نہ آتا جو وہ رشکِ عیسی
طائرِ روح مرا طائرِ بسمل ہوتا

بے طلب دوڑ کے وہ خود مرے گھر آجاتے
مین تو لے نالۂ دل جب ترا قائل ہوتا

وہ مسیحا جو عیادت کو مری آجاتا
جان لینا ملک الموت کو مشکل ہوتا

رشک سے دیکھکے اغیار گلے کٹواتے
تجھپر آب وار چا و خنجرِ قاتل ہوتا

مایہ دارون سے کبھی فائدہ ہوتا ہی نہین
لب مرا پیاس مین کیا تہ سرِ ساحل ہوتا

بوسہ دینے مین تو انکار ہے یہ کیجیو تم کو
تہ ہوتا مین اگر وصل کا سائل ہوتا

دوسرا آئنہ مین اسکے سوا کوئی تنہا
دعویِ یکتائی کا کسطرح سے باطل ہوتا

عشق ہوتا جو رضا اُس بتِ سنگین دل کا
موت آنے کا بہانہ مرضِ سِل ہوتا

جسنے آئینہ رخ گیسوے پیچان دیکھا
زندگی بھر اُسے حیران و پریشان دیکھا

معرکہ عشق کا جسدن سرِ میدان دیکھا
ہم نے مقتل سے رقیبون کو گریزان دیکھا

مرضِ عشق مین دم ہونٹون پہ آیا لیکن
نہ کسی شخص کو احوال کا پرسان دیکھا

پاس آئے نہ مسیحا نہ قضا ہی آئی
تیرے بیمار سے عالم کو گریزان دیکھا

کرکے انکار زلیخا سے پھنسے زندان مین
اور کیا مصر مین تم نے مہ کنعان دیکھا

لو لگائی جو بتون سے تو خدا کو پایا
دلِ روشن کو چراغِ رہِ عرفان دیکھا

یہی بیماری مین اٹھا اٹھ کے بٹھا دیتا ہے
درد فرقت کو شریک تپ ہجران دیکھا

صاف ہی مصحفِ رخسار نہ خط و خال نہین
بے نقط اور نہ ہم نے کوئی قرآن دیکھا

قتل کرکے مجھے ایسے وہ پشیمان ہوے
عمر بھر سب نے انھین سر بگریبان دیکھا

ساری خلقت پہ زمانے مین فضیلت پائی
تو سیوہ مرتبۂ حضرتِ انسان دیکھا

دل تو کیا جان محبت مین بتون کی کھوئی
اے رضا تجھسا نہ دنیا مین مسلمان دیکھا

تجھکو منظور رہے اے دل جو نہ رسوا ہونا
بھول کر زلفِ پریشان کا نہ شیدا ہونا

حشر مین دید کا دشوار ہے جانا ہونا
غیر ممکن ہے ترے وعدے کا ایفا ہونا

فائدہ حضرتِ عیسیٰ کی دوا سے کیا ہو
تیرے ہاتھون سے مقدر مین ہے اچھا ہونا

صانعِ روز ازل نے تجھے یکتا کرکے
خود ہی دشوار کیا دوسرا تجھسا ہونا

آج ہی وعدۂ دیدار کو پورا کردو
کل تو اے جان خدا جانے کہ ہے کیا ہونا

جب کہا ان سے کہ مہمان کبھی ہو میرے
سنکے کہنے لگے ممکن نہین ایسا ہونا

عاشقِ زلف گرہ گیر چاہ ذقن مین کیونکر
ڈوبتے کے لیے کافی ہے سہارا ہونا

مانگتے ہین وہ دعا وصل کا کرکے اقرار
ہیچ کسی طرح نہ اے وعدۂ فردا ہونا

شور کیون سارے زمانے مین مچا ہے اسکا
ایک جلوے کے سوا حشر مین ہے کیا ہونا

مثل تیرا نہ کیا اس لیے حق نے پیدا
اسکو منظور تھا اے بت ترا یکتا ہونا

جلوۂ یار کا تھا ایک کرشمہ یہ بھی
ورنہ آسان نہ تھا طور کا سرما ہونا

طالبِ دید تو ہو حضرت موسیٰ سا کوئی
اب بھی ممکن ہے رضا طور پہ جلوا ہونا

خوف مجھکو کچھ نہین ہے نار کا
شیفتہ ہون احمدِ مختار کا

ہوگیا جب عشق قدِ یار کا
اے رضا پھر خوف کیسا دار کا

آئینہ حیرت سے اندھا ہو گیا
پڑ گیا جب عکس روئے یار کا

لو کبھی پر اپنی قسمت آ گئی
ہو گیا عشق ابروئے خمدار کا

بزم میں اُن سے کہیں گے حالِ دل
مل گیا موقع اگر اظہار کا

زخم دامن دار خندان ہو گیا
جب ملا بوسہ لبِ سوفار کا

نامہ بر آ گئے نہ اُٹھے گا قدم
یہ پتہ ہے کوچۂ دلدار کا

داغ گردون نے دیا مانگا اگر
ایک پھاہا مرہمِ زنگار کا

حشر میں اُٹھے ہیں مردے قبر سے
یہ بھی فتنہ ہے تری رفتار کا

یاد مژگان میں جو نیند آئی رضا
خواب دیکھا وادیِ پُر خار کا

آئینہ دیکھنے کو سکندر سے لا دیا
مغرور ہم نے حسن پہ آپ کو بنا دیا

آنکھوں پہ جو بٹھاتے تھے احباب زیست میں
مٹی میں بعد مرگ اُنھوں نے ملا دیا

پوچھوں جو خضر سے تو بتائیں نہ عمر بھر
وہ راستہ عدم کا قضا نے بتا دیا

مانی سے جب نہ یار کی تصویر کھنچ سکی
مجبور ہو کے آئینہ اُس کو دکھا دیا

لکھا ہمارے ہاتھ کا خط دیکھتے نہیں
کیا جانے کیا رقیب نے اُن کو پڑھا دیا

چلنے کا تھا ارادہ مرا بزم یار سے
صد شکر اُٹھ کے درد جگر نے بٹھا دیا

خط چاک کر کے یار نے قاصد سے یہ کہا
کہہ بھیجیو کہ نامے کو پرزے اُڑا دیا

دل میں خیالِ عارضِ جانان کو دی جگہ
آئینہ اس مکان میں ہم نے لگا دیا

یعقوب وار ہجر میں اُس ماہ مصر کے
رو رو کے مجھکو آنکھوں نے اندھا بنا دیا

چھیڑا جو وصف آئینۂ رخ کا بزم میں
مارے رشک شمع کو ہمنے بجھا دیا

سینہ میں دل جگر کا پتہ اب نہیں رضا
مٹی کا عشق نے مجھے پتلا بنا دیا

سایہ پڑ جائیگا جس روز دل افگارون کا
غم سے شق ہو گا کلیجہ تری دیوارون کا

اُف کسی کا مری بالین سے یہ کہکر اُٹھنا
منہ نہین دیکھتے ڈرتے ہوئے بیمارون کا

آگے آگے تری رحمت کے فرشتے ہونگے
ٹھاٹھ ہوگا سر محشر پہ گنہگارون کا

شہدا اللہ قدم چومتے ہین شیخ حرم
مرتبہ ہے یہ کسی بت کے پرستارون کا

حسرت جانی کا مجھے ہے سر مقتل رونا
رنج قاتل کو ہے ٹوٹی ہوئی تلوارون کا

چھیڑ کے رہتے ہین کبھی تیر نکل جاتے ہین
میرا سینہ ہے کہ ترکش ہے ستمگارون کا

ہم سفارش تری اور شوق شہادت کرتے
منہ ذرا پاتے جو کھنچتی ہوئی تلوارون کا

پھنس گیا دام مین ہر ایک بقدر ہمت
شوق ہے مجھکو سلاسل کا انھین ہارون کا

تپ فرقت مین نکلکر مری آہون کے شرر
رفعت دکھلاتے ہین اُڑتے ہوئے غبارون کا

دل جلا تھا ترے ماتھے کے ستارے جو گرے
قبر پہ میری چراغان ہوا انگارون کا

شل غربال ہوئے سینہ مین لاکھون روزن
یہ کرشمہ ہے رضا تیر کے سوفارون کا

عشق جسدن سے ہوا ہے ترے رخسارون کا
دھر دمہ پر بھی گمان ہے مجھے انگارون کا

موت کی نیند سلایا ہے قضا نے آکر
بخت جاگا ہے شب ہجر کے بیدارون کا

ہجران مین ڈوبے ہوئے تیرون کی رنگت دیکھو
حال دنیا مین یہ ہوتا ہے دل آزارون کا

خون رویا ہون اس انداز سے مین صحرا مین
سرخ پھولونکی طرح جسم ہوا خارون کا

ابروان پہ جو ازل مین نہ فدا ہوتے ہم
دیکھکر چاند نہ منھ دیکھتے تلوارون کا

غفلت کا جب ترے عشاق کے دھیان آتا ہے
گر کے اٹھتا نہین سایہ تری دیوارون کا

ہون وہ دیوانہ قفس مین جو مقدر لایا
تیلیون پہ مجھے دھوکا ہوا دیوارون کا

ذبح کے بعد غش آئے گا مرے قاتل کو
دیکھنا سہل نہین خون کے فوارون کا

عابدو اپنی عبادت پہ تکبر نہ کرو
مغفرت حشر مین حصہ ہے گنہگارون کا

گن کے بتلا دو مرے سینے کے چھالے مجھکو
حصر ممکن ہے اگر چرخ کے سیارون کا

مرضِ عشق کا منظور ہے اخفا سب سے | نبض کیون حال بتائے گی بیمارون کا
جس جگہ بیٹھ گئے بس ہے وہی گھر اپنا | حال اے خضر یہ ہے ہم غلط آوارون کا
اُف ترستے رہین ہم بختِ سکندر چلگے | آئنہ لطف اُٹھائے ترے رخسارون کا
دلِ سوزان سے مرے آہ نکلتی کیونکر | کس نے دیکھا ہے دھوان ہم ہین انگارون کا

فکرِ دنیا مین رضا خاک غزل اچھی ہو
شاعری سچ تو یہ ہے کام ہے زردارون کا

دیکھکر اُس ماہ کو تن سے ہوا دم ہوگیا | وائے قسمت شربتِ دیدار بھی سم ہوگیا
عارضِ جانانہ پہ ہر گل کا ہوا دم ہوگیا | اُسکے قد کے سامنے سروِ سہی خم ہوگیا
کیا کہون سفاکیان تیغِ نگاہِ یار کی | اک نظر جس نے اسے دیکھا وہ بیدم ہوگیا
کشتۂ تیغِ تغافل ہون جِلا سکتا نہین | یار ہا تربت پہ میری ابنِ مریم ہوگیا
دستِ نقاشِ ازل کا نیا تھا اُسکے رعب سے | کاکلِ پیچان کا نقشہ اس لیے خم ہوگیا
زندگی بھی موت سے بدتر نظر آنے لگی | جب سے وہ رشکِ مسیحا ہم سے برہم ہوگیا
تابشِ گل سے پسینہ مین جو ڈوبا وہ صنم | شرم سے ہر گل چمن مین غرقِ شبنم ہوگیا
مرگیا جب قیس ہو اگردون سے تا زیرِ زمین | ساری دنیا مین ترے مجنون کا ماتم ہوگیا
گل سے دو دو ہاتھ سینے مین اُچھلتا ہی جو دل | دیکھکر اُس مہ کو کیا واللہ اعلم ہوگیا
تھر گلشن شیشہ ساقی جام تھے ابرِ بہار | قسمتون سے آج یہ سامان فراہم ہوگیا
رات دن جاری ہے آنکھون سے مری سیلِ سرشک | ہر مہینہ ہجر مین مجھکو محرم ہوگیا
قلقلِ مینائے مے سے صاف آتی ہے صدا | جام ساقی نے دیا جسکو وہی جم ہوگیا
ہمکو پامالِ حوادث چرخ نے رکھا مدام | دردِ دل دونا ہوا اگر دردِ سر کم ہوگیا

سرد مہری پہ پری رویون کی موت آئی رضا
میری آہِ سرد سے ٹھنڈا جہنم ہوگیا

عمر بھر یہ چرخ اُسکے درپئے غم ہو گیا
ایک ساعت جسکا دل دنیا مین خرم ہو گیا

غیر نے کوچے سے اُس بت کے نکالا یون ہمین
جیسے شیطان باعثِ اخراجِ آدم ہو گیا

ہون وہ دیوانہ گیا جب مین بیابان کی طرف
بیدِ مجنون دور سے تسلیم کو خم ہو گیا

ہاتھ سے اپنے دیا اُس بت نے ہمکو جام مے
فضلِ حق سے آج حاصل رتبۂ جم ہو گیا

بعد مرنے کے اثر یہ عشقِ قامت نے کیا
قبر کا سبزہ بھی بڑھکر قامتِ آدم ہو گیا

کیا سمومِ فرقتِ جانان نے دکھلایا اثر
سوزِ فرقت سے مرا سینہ جہنم ہو گیا

وقتِ بد مین سچ ہے ساتھی کوئی بھی ہوتا نہین
عیش کا تو ذکر کیا ہم سے خفا غم ہو گیا

غیرتِ باغِ جنان کوچہ ہی تیرا حور وش
جو یہان داخل ہوا وہ رشکِ آدم ہو گیا

بے نقاب آیا جو اپنی بام پر وہ مہر وش
شرم سے مہتاب پانی مثل شبنم ہو گیا

دامنِ وحشت کو ہمارے او بتِ خورشید رو
دیکھکر گلشن مین شرمندہ سپہر غم ہو گیا

جب ارادہ باغ مین اُس نے کیا گلگشت کا
ہم ہی کے واسطے ہر سرو آدم ہو گیا

ہے پسینہ اُس پری کے پھول سے رخسار پر
یا گلِ تر گلستان مین غرقِ شبنم ہو گیا

بعد مدت کے اُسے دیکھا مگر غیرون کے ساتھ
رنج و راحت کا رہا سامان باہم ہو گیا

عشق مین کیون کرین گلا دل کا
پیش آیا لکھا ہوا دل کا

گر سنو حال دلربا دل کا
کچھ کہین تم سے ماجرا دل کا

فصل گل آئی دن جنون کے ہین
تو ہی حافظ ہے اے خدا دل کا

تارے گننا کبھی رونا
رات دن ہے یہ مشغلا دل کا

ق
حشر کے ایک دن مین داورِ حشر
طے نہوگا معاملا دل کا

لاکھون قصے ہزارون جھگڑے ہین
نہین آسان فیصلا دل کا

خاک صحرا اوڑھانا اے مجنون
یہی پردہ ہے بنے نہ محمل کا

خاکساری گئی نہ بعدِ فنا
بنکے بیٹھا مکان مری گل کا

جسم سب عشقِ رخ مین زرد ہوا
دیکھو ہوتا ہے یون مرض سِل کا

پا چکا چین تین لحد مین رضا
گر تڑپنا یہی رہا دل کا

لگے ٹھوکر شہیدِ ناز پھر مدفن سے ہو پیدا
مسیحا ہو کوئی اعجاز تو توسن سے ہو پیدا

دلا کیونکر چھپاؤن گریۂ طوفانِ خونی کو
جو پنہان آستین مین کیسے دامن سے ہو پیدا

پسِ مردن بھی وحشت نے ہماری سر اُٹھایا ہی
عجب کیا بیدِ مجنون سبزۂ مدفن سے ہو پیدا

مسی مالیدہ لب پہ پان کھایا یار نے دیکھو
نرالا ہے تماشہ برگِ گل سوسن سے ہو پیدا

تبسم گر کرے وہ ماہ رو ہو جائے گھر روشن
ستارون کی چمک بیساختہ روزن سے ہو پیدا

کرون نالہ تو وہ طفلِ برہمن خود بخود آئے
عجب کیا ہی صدا ناقوس کی شیون سے ہو پیدا

ابھی ذرے زمین کے مثل ہیرے کے چمک جائین
جو اُس خورشیدِ تابان کی جھلک چلمن سے ہو پیدا

اگر کھل جائے جوڑا تیرے بالون کا نہانے مین
تو افعی بہن کے کاکلِ پر فن سے ہو پیدا

مثالِ برق گر تڑپون جلا دون سارے عالم کو
گرے بجلی بھبوکا آگ کا گلخن سے ہو پیدا

نہ چھوٹے انکی چوکھٹ کبھی ہم بیدماغون سے
دماغِ رفتہ گر سیرِ گل و گلشن سے ہو پیدا

دکھا مجھے ناز سے قاتل اگر شمشیرِ ابرو کا
جو کا دون سر نثارِ عاشقی گردن سے ہو پیدا

اگر سیہ خانۂ ظلمت مین وہ مہر وجو آ جائے
فروغِ دل ہمارا چہرۂ روشن سے ہو پیدا

یہ شورش ہی جنون کی گر پڑے زنجیر پاؤن مین
صدائے الامان بیساختہ آہن سے ہو پیدا

رضا اچھا نہین ملنا کسی سے تر فسردہ ہو کر
کرو تم خلق ایسا دوستی دشمن سے ہو پیدا

جبکہ وہ خورشید رو میرے مقابل ہو گیا
دیکھنا اشکون کے باعث مجکو مشکل ہو گیا

بام پہ عریان جو مثلِ تیغِ قاتل ہو گیا
شب کو دو ٹکڑے فلک پر ماہِ کامل ہو گیا

کیا گنہ مین نے کیا تقصیر مجھسے کیا ہوئی
قتل پر کیون مستعد بے وجہ قاتل ہوگیا

زندگانی اب ہمین اپنی نظر آتی نہین
دوست دشمن ہوگیا دلدار قاتل ہوگیا

واہ ری گرمی شعاعِ چہرۂ پر نور کی
شب کو ہر ذرہ زمین پر ماہِ کامل ہوگیا

کوئی صورت اسکے بچنے کی نظر آتی نہین
طائرِ دل تیغِ ابرو کے مقابل ہوگیا

مرگیا مین ساقیا پیتے ہی ہجر یار مین
قطرۂ مے میرے حق مین سمِ قاتل ہوگیا

کر دیا زلفِ پریشان نے پریشان اپنا حال
باعثِ آوارگی اُس آنکھ کا تل ہوگیا

دودِ آہِ آتشین سے میرے اے خورشید رو
ہالے کے مانند کالا ماہِ کامل ہوگیا

سنبلستان کی رضا پھر سیر خوش آنے لگی
پھر کسیکی زلف پر دل اپنا مائل ہوگیا

دفن ہوگا اے پری کشتہ جو تیری چال کا
تھرتھرائے گی زمین ہوگا گمان بھونچال کا

ہو عیان جیسے شفق کے پاس ٹکڑا ابر کا
دیدۂ خونبار پر عالم ہے یہ رومال کا

ہاتھ مین لیگا اگر وہ نوگلِ گلزار حسن
بوے گل پیدا کریگا پھول ہر اک ڈال کا

کھا گیا گھر تیری فرقت مین مجھے اے بحرِ حسن
کام دروازے کی مچھلی نے کیا گھڑیال کا

جسطرح روشن کوئی اختر قریب ماہ ہو
زیرِ رخ عالم ہے یہ اُس ماہرو کے خال کا

یون پڑے ہین تیرے کوچے مین ہم اے غفلت شعار
باغ مین ہو جیسے عالم سبزۂ پامال کا

مرگیا ہون عشق مین اُس شوخ آہو چشم کے
دوستو دینا کفن مجھکو ہرن کی کھال کا

آہِ سوزان سے ہماری جل رہا ہے اک جہان
کوکبِ افلاک پہ ہوتا ہے شک تبخال کا

نور چھن چھن کر نکل آتا ہے باہر ہر گھڑی
تیری دیوارون پہ عالم ہوگیا غربال کا

مین بناؤن فصلِ گل مین جسپر اپنا آشیان
وائے قسمت باغبان دشمن ہو بس اُس ڈال کا

دیدۂ کوکب سے روئے چرخ خون شبنم کی جا
مین بیان اُس سے کرون قصہ جو اپنے حال کا

دیکھتا ہون جھلملاتا ابر مین اختر اگر
یاد آتا ہے چمکنا گیسوؤن مین خال کا

عاشقون کے مرغ دل کیونکر نہ ہو جائین اسیر　　یار نے پھندا بنا یا زلف کے ہر بال کا

وہ بتِ پردہ نشین ہوئے رضا جسدم سوار
عرشِ اعظم سے فزون ہو مرتبہ سکھپال کا

اوج پر ہے اندنون اختر ترے اقبال کا　　غیرتِ انجم ہے پیشانی پہ دانہ خال کا
عکس سے تیرے رخِ انور کے اے صیادِ خلق　　مثلِ اختر بنگیا ہر ایک حلقہ جال کا
جسکو گردِ ماہ ہالہ جانتا ہے اک جہان　　عکس ہے یہ اُس پری کے حلقۂ خلخال کا
اسقدر خارِ مغیلان دشتِ غربت مین چبھے　　ہو گیا عالم کفِ پا مین مرے غربال کا
عشق مین اُس بت کے مین طفلی سے دیوانہ رہا　　بند سادہ ہی رہا نامہ مرے اعمال کا
چھن گیا ہے تیرِ مژگان سے یہ سینہ اسقدر　　جس نے دیکھا اُسکو دھوکا ہو گیا غربال کا
ڈالدون گردن مین اُسکی موتیون کا ہار مین　　ہنس چلکر گر دکھائے طور تیری چال کا
دوستو سینہ پہ رکھدینا مرے تصویرِ یار　　بعد مردن ہے یہی نامہ مرے اعمال کا
غیرتِ ماہِ درخشان چہرۂ پرنور ہے　　مشتری ہے اک نمونہ اُس پری کے خال کا
طائرِ دل کو ہے پھر شوقِ اسیری اندنون　　خانۂ عشرت ہوا پھر مجھکو حلقہ جال کا
دے بشارت سچ بتا قاصد تجھے میری قسم　　سب پڑھا جو خط مین تھا مضمون میرے حال کا
اپنی پیشانی کے لکھے پر انھین ہے اعتماد　　ڈر نہین ہے عاشقون کو کاتبِ اعمال کا
انعکاسِ ساقِ سیمین سے تمھارے اے مہ رو　　بدرِ کامل بنگیا حلقہ تری خلخال کا
جب کہی قاصد نے میری سرگذشت اُس شوخ سے　　ہنس کے بولا حال ہے کیسا پریشان حال کا

رات دن اللہ سے بس یہ دعا ہے اے رضا
حشر مین ہو ہاتھ مین دامن نبیؐ کی آل کا

رخ کھلے ذرہ خورشیدِ درخشان ہو گیا　　سنگ پارہ پیشِ لب لعلِ بدخشان ہو گیا
ابرِ رحمت بیکسی پر میری گریان ہو گیا　　سایہ افگن گور پر گردونِ گردان ہو گیا

استقدر گل کھائے اُس شمشاد قد کے عشق مین — تن مرا سرتا قدم سروِ چراغان ہوگیا

کافر و دیندار سب رہتے ہین کوچے مین ترے — دیر خالی ہوگیا ہے کعبہ ویران ہوگیا

کارِ عیسےٰ کر گئی کافر کی دزدیدہ نظر — بخیہ ہر تار مژہ سے زخمِ پنہان ہوگیا

بعد مردن لطف دکھلایا فراقِ یار نے — داغِ حسرت مشعلِ گورِ غریبان ہوگیا

خاکساری نے مری رتبہ دکھایا بعد مرگ — تن مرا گل کر غبارِ کوے جانان ہوگیا

دوست اور دشمن سبھی آئے جنازے پر مرے — کوئی گریان ہوگیا اور کوئی خندان ہوگیا

یاد گیسو مین وہ پھرتا ہے پریشان کو بکو — کیا ترے وحشی کو سودا دست گردان ہوگیا

کھینچے تصویر کیا تیری کہ صورت دیکھکر — دنگ مانی ہوگیا بہزاد حیران ہوگیا

اے رضا وحشت زدہ مین وہ ہون جسکے واسطے
صورتِ نشتر ہر اک خارِ مغیلان ہوگیا

کاکلِ مشکین کا جب سے سر کو سودا ہوگیا — مین پریشان تیرے سر بازون مین طرا ہوگیا

وہ بنایا حق نے تیرا چہرۂ انور صنم — جسکے آگے رنگِ مہر و ماہ پھیکا ہوگیا

جب گیا گلشن مین بہر سیر وہ خوش قد مرا — ہر شجر مارے خوشی کے جھکے طوبیٰ ہوگیا

دودِ آہِ آتشین سے میرے ہجرِ یار مین — ماہِ تابان آسمان پہ سنگِ موسیٰ ہوگیا

ولے قسمت لکھ چکا اُس بیوفا کو جب مین خط — ہر کبوتر پھیر کر آنکھون کو طوطا ہوگیا

کل جو بے تیرے گیا مین سیر کو اے گلعذار — مثلِ خنجر باغ مین ہر ایک پتا ہوگیا

اے رضا یہ فیض سب استادِ مینائی کا ہے
بزمِ عالم مین جو ہر سو تیرا شہرا ہوگیا

نزع کی حالت مین کل تک آپکا شیدا رہا — آج سنتے ہین کہ اپنی جان سے جاتا رہا

عمر بھر مجھکو خیالِ قامتِ زیبا رہا — جنّتی تھا میرے سر پہ سایۂ طوبیٰ رہا

جب تلک زندہ رہا مین گلستانِ دہر مین — کشتِ دل مین تخمِ الفت کو ترے بوتا رہا

عہد پیری مین نہ دکھلا ساقیا جام شراب
میکشی کا شوق مدت ہو چکی جاتا رہا

محتسب کیا ایک عالم بادہ کش ہو جائیگا
دستِ ساقی مین یونہین گر ساغرِ صہبا رہا

کیا لڑکپن ہے نہ دیکھا بھول کر بھی آئنہ
مارِ گیسو سے ہمیشہ وہ صنم ڈرتا رہا

یاد ہے لیلی تری رہتی تھی ہر دم ہمنشین
کون کہتا ہے کہ مجنون دشت مین تنہا رہا

جب گیا گلشن مین بہرِ سیر وہ سرو روان
دیکھکر شمشاد اُسکے قد کو بیتا تا رہا

خوب لوٹی دولتِ دیدار مینے خواب مین
بخت تھا بیدار گو ظاہر مین مین سوتا رہا

سایہ سنبل کا رہے گا میری تربت پر رضا
مرتے مرتے مجھکو اُسکی زلف کا سودا رہا

چلا جب ناز سے قاتل ہمارا
حنا بنکر پسا ہے دل ہمارا

ہوا اسدرجہ زخمی دل ہمارا
کہ خود مقتول ہے قاتل ہمارا

نگاہ و زلف مژگان ابروے یار
انھین مین ہے کوئی قاتل ہمارا

گیا ہے عشق اُس چاہِ ذقن کا
ہوا مسکن چہِ بابل ہمارا

ق

منور دیکھکر خالِ سیہ کو
یہ کہتا ہے مہِ کامل ہمارا

شبِ یلدا مین چمکے سب جیسے اختر
ہے روشن یچ لعن مین یون تل ہمارا

نہ دیکھا مصحفِ رخ آنکھ بھر کر
ہوا سیپارۂ غم دل ہمارا

مرے جب ہم تو بحرِ عشق بولا
ادھر آ تو یہ ہے ساحل ہمارا

نہین اُٹھتا ترے کوچے سے قاتل
نہین کیا دفن ہوگا دل ہمارا

وہ لیلی وش اگر لاشے پہ آئے
کفن ہو پردۂ محمل ہمارا

جسے خوفِ خدا کچھ بھی نہین ہے
ہے اُس کافر پہ مائل دل ہمارا

نہ دینا ہجر کا غم کر لو اقرار
اگر لیتے ہو ایجان دل ہمارا

لکھا دلبر جو ہم نے انکو القاب
ترش رو ہوکے پھیرا دل ہمارا

بتون کے عشق کا پایا یہ ثمرہ
کہ پتھر ہو گیا ہے دل ہمارا

بہار آتے ہی وحشت ہو گئی ہے
چلا ہے سوے صحرا دل ہمارا

رضا حاصل کیا یہ عشق کا فن
کہ مجنون بھی ہوا قائل ہمارا

دے رہا ہے یہ اشارے سے خبر دل میرا
بن سنور کر وہ چلا آتا ہے قاتل میرا

جب ٹھہرتا ہے کوئی دم تن بسمل میرا
دیکھتا سانس کو جھک جھک کے ہے قاتل میرا

مثل موسے کے ہین غش دیکھنے والے لاکھون
شعلۂ طور ہے گویا مہ کامل میرا

تم چلے جاؤ گے مقتل سے جو اپنے گھر کو
خاتمہ ہوگا مع الخیر بمشکل میرا

جذب الفت جو دکھائے گا اثر بعد فنا
قبر تک ساتھ چلا آئے گا قاتل میرا

مین نے رکھا تھا کلیجے سے لگا کر اسکو
آپ پاؤن سے ملے ڈالتے ہین دل میرا

آپ بوسہ بھی نہ دین یون ہی دیے دیتا ہون
لیجیے لیجیے موجود ہے یہ دل میرا

ہنسکے کہتا ہی قیامت مین یہ وہ آئنہ رو
سامنے آئے جو ہو کوئی مقابل میرا

درد الفت مین خدا جانے مزہ کیا پایا
عافیت خواہ ذرا بھی نہ ہوا دل میرا

کبھی فرصت جو نزاکت سے ملے آجاؤ
خانۂ دل نہین کچھ سیکڑون منزل میرا

شیشہ نازک ہے تو ہو لیجیے ہو جیے نہ خفا
توڑیے پھوڑیے مانگے کا نہین دل میرا

اور برہم ہوا وہ یار ترحم کیسا
ذکر چھیڑا جو کسی نے سر محفل میرا

ہو رضا جان کا کسطرح نہ دربان دشمن
جب سگ کوچۂ دلدار ہو قاتل میرا

دیکھکر خاک پہ غلطان تن بسمل میرا
کیسا پچھتاتا ہے بیٹھا ہوا قاتل میرا

کیسے بیچین نہ ہو بعد فنا دل میرا
بیٹھا رہتا ہے سرہانے مرے قاتل میرا

یار و اغیار سبھی بیٹھے تھے پہلو مین مرے
کسطرح لیگئے حیران ہون وہ دل میرا

کہتے ہین وہ کہ ہر اک شے مین ہے جلوہ میرا
آئینہ ہو نہین سکتا ہے مقابل میرا

حشر تک مانونگا احسان نہ بھولونگا کبھی
سر اُتارے گا اگر خنجر قاتل میرا

نبض کیطرح سے بیتاب مری رگ رگ ہی
اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل میرا

ناپہ دارون سے کوئی کام نہ نکلا اپنا
پیاس مین لب نہوا تر لب ساحل میرا

لیجیے آپکے مین نذر کیے دیتا ہون
دے نہ دیجیےگا رقیبون کو مگر دل میرا

شمع بہ جائیگی پانی کی طرح غیرت سے
امتحان آپ نہ کیجیے سر محفل میرا

شمع رویون کی بھی ہو جائینگی آنکھین روشن
ہوگا جس بزم مین وہ رونق محفل میرا

دار پہ چڑھکے یہ منصور نے چپکے سے کہا
کھل گیا آپ پہ اب تو حق و باطل میرا

خوف ہے مجھکو تڑپنے سے نہ ڈرجائے ضیا
ابھی نادان ہے کم عمر ہے قاتل میرا

لطف اُٹھایا دل نے ظل احمد مختار کا
مین نہین طالب کسیکے سایۂ دیوار کا

داغ کھائیگا جو عشق رنگ روے یار کا
آئیگا منھ کو کلیجہ لالۂ کہسار کا

نور پھیلا ہے مکان مین شمع روے یار کا
مہر تابان بنگیا روزن ہر اک دیوار کا

دیکھ لے عالم بھر میرے آنسوؤن کے تار کا
پانی پانی دل ابھی ہو ابر دریا بار کا

باغ گل لالہ بنے اور چرخ پر پھولے شفق
چشم سے فوارہ گر چھوٹے لہو کی دھار کا

دیر و کعبہ ڈھونڈکر ہم بے نشان خود ہوگئے
کیا پتہ دین دوستو تم کو مکان یار کا

وصل کی شب نیند اُسکے پاس تک آنے نہ دی
ہے یہ احسان میرے سر پر طالع بیدار کا

کیا تعجب ہی نہ ہو گر یہ شگفتہ عمر بھر
دل مرا اک پھول ہو شیداے گلزار کا

مشق کرنے کو پڑہیں بلبل کے نغمے ہر فصل
شوق ہے اُس شوخ کو ایسا خط گلزار کا

اُٹھ سکے دیوانہ تیرا دبیہ دو کس صبح
سر پہ ہے جن کی طرح سایہ چمن دیوار کا

ناتوان مجھکو کیا تھا اُس کمر کے دھیان نے
کیا پتہ ملتا اجل کو میرے جسم زار کا

گردشِ چشمِ صنم ہے گردشِ قسمت مجھے
پھیر ہے تقدیر کا پھرنا نگاہ یار کا

یاد ابرو مین گلا کاٹین گے اپنے ہاتھ سے
ہم نہ احسان لینگے او قاتل تری تلوار کا

دشمنِ جان ہو گیا ہے یار اپنا اے رضا
اب کرین کیا شکوہ ہم بیرحمیِ اغیار کا

ہے خیال انکو مرا اور پاس ہے اغیار کا
دیکھون وعدہ کس سے ہوتا ہی وفا دیدار کا

عشق ہو کیون بلبلِ دل کو نہ [illegible] کا
خطِ رخ پر اُسکے عالم ہے خطِ گلزار کا

سامنا تھا وقتِ فکر اُس شعلہ رخسار کا
مطلعِ خورشید مطلع ہے مرے اشعار کا

ہم نہ کہتے تھے مقابل ہو نہ جانبازون سے تو
دیکھ وہ منھ پھر گیا قاتل تری تلوار کا

کفر و ایمان مین ہین یہ جھگڑے بکھیڑے کسلیے
ایک ہی ہوتا ہے ڈورا سبحہ و زنار کا

عام خلقت جسکو کہتی ہے سمندر آجکل
ایک قطرہ ہی وہ میری چشمِ دریا بار کا

سخت دل صیاد بھی سن سن کے ہو جاتے ہین موم
کچھ اثر ایسا ہے نغمہ بلبلِ گلزار کا

کسنی دیکھو حنا بھی ہاتھ مین ملتا نہین
خون جب تک کر نہین لیتا ہی وہ دو چار کا

سیر کرنے جائیگا جسدن مرا یوسف لقا
بند ہو جائیگا رستہ مصر کے بازار کا

تا ابد کانٹے ترے کوچے کے تلوون مین چبھین
حشر تک سر پہ رہے سایہ تری دیوار کا

میری صورت سے خفا رہتا ہی وہ خورشید رو
کیا ستارہ اوج پر ہے اندنون اغیار کا

بعد مرنے کے بھی وا آنکھین رہین گی اے رضا
شوق دل مین رہگیا گر یار کے دیدار کا

جا بجا لکھا جو مضمون آہِ آتشبار کا
جلکے خاکستر ہوا دفتر مرے اشعار کا

تا ابد زندہ ہے کشتہ ابروے خمدار کا
کیا بجھا ہی آب حیوان مین کہین اس تلوار کا

ہے مداوا مرگ قاتل عشق کے آزار کا
چارہ عیسیٰ سے نہین ممکن ترے بیمار کا

بے ترے صحنِ چمن صحرائے محشر ہے مجھے
ہے صدائے صور نالہ بلبلِ گلزار کا

عشق اک طفلِ برہمن کا ہوا ہے جوشِ جنون
میرا ہر تارِ گریبان تار ہے زنار کا

کاٹے کھاتا ہی تیری فرقت مین اپنا گھر مجھے
روزنِ دیوار پر شک ہے دہانِ مار کا

دختِ رز کی تاک ہی ساقی سے الفت مرے عشق
مجھسے جانا ترک ہوگیا خانۂ خمار کا

محوِ نکہت اسقدر ہی کہ نہین سکتا ہے رم
آہوے دشتِ ختن قیدی ہی زلفِ یار کا

ایسجنون لیچل ہمین اب وادیِ وحشت مین تو
آبلون کو پاؤن کے ہی شوق نوکِ خار کا

بیکسی مین قبر پر میری ہوا سایہ فگن
مین ہوا ممنونِ منت گنبدِ دوار کا

آکے رہجاتے ہین پلکون تک ہماری طفلِ اشک
کھیل لڑکون کا سمجھتے ہین یہ چڑھنا دار کا

قیس نے جب وحشتِ غربت مین سنی بانگِ جرس
ہوگیا دھوکا کسی پازیب کی جھنکار کا

سرخ رہتی ہین رضا آنکھین ہماری ہر گھڑی
دھیان رہتا ہے کسیکے آتشین رخسار کا

ایک شب وہ حور وش گر میہمان ہوجائیگا
غیرتِ خلدِ برین میرا مکان ہوجائیگا

لے پری جو عاشقِ مہ سے میان ہوجائیگا
لاغری سے مثلِ عنقا بے نشان ہوجائیگا

چشمِ غلمان طوق اور زنجیر ہوگی زلفِ حور
قید خانہ ہجر مین باغِ جنان ہوجائیگا

شامِ تربت کو نہ دکھلائیگی منہ صبحِ قیام
زلف کا اُسکی جو قصہ درمیان ہوجائیگا

مثلِ عیسی اُسکا پہونچیگا دماغ افلاک پر
در پہ جو اُس مہروش کے پاسبان ہوجائیگا

کیون نہ لٹکین اُسکی زلفین آتشین رخسار پر
آگ ہوئے گی جہان ظاہر دھوان ہوجائیگا

بام پر اپنے جو آجاے گا مرا یوسف جمال
پیر گردون دیکھکر اُسکو جوان ہوجائیگا

کسطرح پہونچون گا اُس تک جوشِ گریہ کے سبب
ایک دریا میرے اُسکے درمیان ہوجائیگا

سامنے میرے ملا گر غیر سے وہ ماہ وش
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثلِ کتان ہوجائیگا

رتبہ معراجِ الفت ہوگا حاصل اوپری
سر مرا جب زیب افزاے سنان ہوجائیگا

دن کو پڑھنے فاتحہ گر آئے وہ نازک مزاج
ابر کا تربت پہ میری سائبان ہوجائیگا

میرے جینے کی نہ آئیگی کوئی صورت نظر
وصل اُسکا گر نصیب دشمنان ہوجائیگا

رو دشتی مین طے کرینگے اے رضا راہِ عدم
جا بسے مشعل ہمکو داغِ دوستان ہوجائیگا

صبحِ وصل آنکھون سے وہ محجوب نہان ہوجائیگا
تیرہ نظرون مین ہماری آسمان ہوجائیگا

لالہ رویون سے جو ہوگا چار دن صحبت مرا
داغون سے سینہ مثالِ بوستان ہوجائیگا

اُٹھ کے پھر سیر کعبے سے چلے تھے دیر کو
یہ نہ تھا معلوم وان عشقِ بتان ہوجائیگا

پھول لے بلبل نہ اتنا فصلِ گل پر جان سے
وہ بھی دن ہین باغ یہ نذرِ خزان ہوجائیگا

صور کا دھوکا ذرا دینگے اگر نالے مرے
بالیقین سب کو قیامت کا گمان ہوجائیگا

باغبان روتا ہے کیون آنے تو دے فصلِ بہار
بلبلون کا شاخِ گل پر آشیان ہوجائیگا

چھوڑ دے ہاتھون سے حاصل کچھ نہوگا ہان سے
دامنِ یوسف زلیخا دھجیان ہوجائیگا

کھینچے گا شمشیرِ ابرو گر وہ قاتل قہر سے
خلق مین ہر سمت شورِ الامان ہوجائیگا

رو عشقی و اثرِ الفت دیکھنا بڑھ جائیگی
گر وہ رشکِ ماہ دم بھر مہربان ہوجائیگا

ہم طوافِ خانۂ کعبہ کرینگے رات دن
چشم سے گر چشمۂ زمزم روان ہوجائیگا

خاکسارون کی ذرا آہِ رسا بڑھنے تو دو
ایک دم مین انقلابِ آسمان ہوجائیگا

روک لیگا ناقۂ لیلےٰ کو صحرا مین ضرور
مہربان گر قیس پر کچھ سارِبان ہوجائیگا

قدردانی سے جو پیش آئیگا وہ صیادِ خلق
بلبلِ دل کو قفس بھی آشیان ہوجائیگا

عشق تیرے چہرے سے ہوجائیگا ظاہر رضا
راز یہ ایسا نہین ہے جو نہان ہوجائیگا

میرے مہمان ہوے غیر کا گھر چھوڑ دیا
آہ نے اب بھی کہو گے کہ اثر چھوڑ دیا

روز مہمان رقیبون کا ہوا کرتا ہے
میرا گھر اُس بتِ خوبی نے مگر چھوڑ دیا

گرد عشاق تھے مجمع مین کھڑے تھے اغیار
کسکو مارا کسے ابروانی شمر چھوڑ دیا

کسطرح صبح شب ہجر نظر آئیگی مجھے
روز روشن شب تاریک نظر آئیگا
اے صنم سنکے ترے حسن کا شہرہ ہر سو
اک تری یاد کو ہم لیکے گئے تربت مین
ٹھوکرین کھائینگی گلیون کی زلیخا سن لے
خانہ آبادی لیلے کا سنا جب احوال
کیونکر آئے وہ پری اڑکے مثال بدال
پھر شب وصل مین ایسا تو کرونگا مین جلال

تو نے رونا بھی تو اے دیدۂ تر چھوڑ دیا
تو نے رخسار پہ زلفون کو اگر چھوڑ دیا
زاہدون نے بھی اب اللہ کا گھر چھوڑ دیا
سارا اسباب جہان وقت سفر چھوڑ دیا
دامن حضرت یوسف کو اگر چھوڑ دیا
نجد کے بن مین رہا قیس نے گھر چھوڑ دیا
ہم فقیرون کی دعا نے تو اثر چھوڑ دیا
آج تو مین نے تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

اے رضا زلف کے پھندے سے رہائی پاکر
جا رہے خانۂ زنجیر مین گھر چھوڑ دیا

تڑپنا تلملانا دیکھکر مجھ نیم بسمل کا
ہوا سیراب مقتل مین برآیا مدعا دل کا
نشان قبر بھی میرا مٹایا اے فلک تو نے
کرینگے حشر مین فریاد تیرے ظلم بیحد کی
چڑھا ہے جن مرے سر پر ترے گیسو کے سودے مین
ترے در کے گدا کیا مال شاہی کو سمجھتے ہین
کہون کیا اے پری وش مین ہون وہ دیوانہ گیسو
تجلی گاہ مین آنکھین رہے کیا ہوش موسےٰ کو
جہان پھولا کوئی غنچہ کیا تاراج ہاتھون سے
پتہ جانے سے مجنون کو غرض تھی یہ خبر کسکو
قبا گلچین نے پھاڑی ہوگیا صیاد دیوانہ

جگر تھرا گیا کانپا کیا دل میرے قاتل کا
بہت مدت سے مین پیاسا تھا آب تیغ قاتل کا
ابھی کچھ دل مین باقی ہے کہ نکلا حوصلہ دل کا
وہی ہے دادخواہون کیلیے دربار عادل کا
یہ وہ آسیب ہے جسپر عمل ضائع ہو عامل کا
ملے گر جام جم انکو کہین کاسہ ہے سائل کا
جسے بھیجا ہے اہل شام نے تحفہ سلاسل کا
چراغ طور پروانہ ہے جب اس شمع محفل کا
بہار گل مین گلچین بنگیا دشمن عنادل کا
کدہر ناقہ ہے منہ ہے کسطرف لیلی کی محمل کا
غضب کا پر اثر ہر ایک نالہ تھا عنادل کا

نہ مر کر بھی لبِ جان بخش کا بوسہ ہوا حاصل
گرا ٹوٹا ہوا تیار جب ساغر مری گل کا

پھنسین گی کشتیان طوفان مین ٹوٹینگے پھر لنگر
پتہ آہ رسا پھر پوچھتی پھرتی ہے [illegible]ل کا

رضا سیماب کیصورت قرار آتا نہین دم بھر
عجب عالم ہے ان روزون مری بیتابیِ دل کا

وہ حال اُس ترک کی تیغِ مژہ نے کر دیا دل کا
گمان ہر ایک کو ہوتا ہے مجھپہ مرغِ بسمل کا

تمھاری مانگ نے ہوش و قرار و صبر کھوئے ہین
لٹا ہے شام کے رستہ مین جا کر قافلہ دل کا

تماشہ دوسرا ہوتا کہ تم بھی لوٹ ہو جاتے
تڑپنا اک نظر دیکھا تو ہوتا اپنے بسمل کا

بھرون آہین جو اے خورشید رو تیری محبت مین
چراغِ نور بجھ جائے فلک پر ماہِ کامل کا

کسی کی سرمگین آنکھون کا مین جب سے ہون دیوانہ
ہوا ہے چشمِ آہو مجھکو ہر حلقہ سلاسل کا

مجھے دیکھا جو مقتل مین تو وہ قاتل لگا کہنے
نظر آیا نہ کوئی اس کلیجے کا نہ اس دل کا

کیا اک وار مین دو ٹکڑے اپنے سخت جانون کو
مین لون شمشیر کا بوسہ کہ چومون ہاتھ قاتل کا

بتانِ سنگ دل بھی موم ہو جاتے ہین سن سن کر
رضا اسدرجہ ہے پُر درد افسانہ مرے دل کا

اشارہ جب سے دیکھا خنجرِ ابروے قاتل کا
خواص اپنے دلِ مجروح مین ہے مرغِ بسمل کا

ہوا ہون دل سے سودائی مین اُس مہر شمائل کا
گمان ہے حلقۂ گیسو پہ جسکے چاہِ بابل کا

بپا طوفان کیا یہ اُس یمِ خوبی کی اُلفت نے
پتہ بھی اب نہین ملتا سبکسارانِ ساحل کا

نہ کچھ گل کا گلہ ہے اور نہ ہے صیاد کا شکوہ
جلایا ہے کلیجہ آتشِ غم نے عنادل کا

ہٹاؤ پاؤن کو اپنے نہ دم بھر یان تو ٹھہرا
نکلجانے دو تم زیر قدم دم نیم بسمل کا

جگا مجھکو نہ اے شورِ قیامت تازہ وارد ہون
ابھی سویا ہون تربت مین تھکا ماندا ہون منزل کا

خدا جانے بچھڑا کر کون شاطر لے گیا اُس کو
پتہ پہلو مین بھی ملتا نہین حسرت زدہ دل کا

بگولے آہ مجنون لاکھ لائے آندھیان لیکن
نہ ہوگا فاش پردہ حشر تک لیلی کی محمل کا

چلے آئے بگڑ کر وہ رقیبان سیہ رو سے
اثر ظاہر ہوا جسدم ہمارے جذب کامل کا

لب بام آپکو دیکھا تھا شب کو بے نقاب ہیجان
نہ ہوتا کیون رخ روشن پہ دھوکا ماہ کامل کا

نہین تہتا ہے قابو مین دماغ عاشق گیسو
غضب ڈھاتا ہی دیوانہ بناکر غل سلاسل کا

نہین آتی وہ مقتل مین پڑے لاکھون سسکتے ہین
قضا کو بھی رضا یہ خوف ہے شمشیر قاتل کا

دہان یار کا مضمون پیدا ہو نہین سکتا
کسی صورت اسیر دام عنقا ہو نہین سکتا

مریض ہجر ہون ہرگز مین اچھا ہو نہین سکتا
بجز وصل صنم میرا مداوا ہو نہین سکتا

عبث کرتے ہین غل کہدو صبا تو باغبانون سے
وہ گل ہے سیر مین مشغول پیدا ہو نہین سکتا

گرے غش کھا کے موسیٰ جسطرح سے دیکھکر اسکو
کسی کو طور پہ ایسا نظارا ہو نہین سکتا

ڈسا ہے سانپ بنکر کاکل شبرنگ جانان نے
اثر مجھپر دعا کا یا دوا کا ہو نہین سکتا

مری قسمت مین کیا تحریر ہے یہ آپ کیا جانین
نہ ہر لحظہ یہ کہیے وصل میرا ہو نہین سکتا

خدا نے ختم کردی اپنی صنعت تیری خلقت مین
ترا ثانی کوئی دنیا مین پیدا ہو نہین سکتا

غضب ہے دل لیا میرا یہ کہکر اس ستمگر نے
مری الفت ہو جسمین وہ تمہارا ہو نہین سکتا

وہ گل سوتا ہے گلشن مین دوپٹہ ڈالکر منہ پہ
گذر بلبل کا یا باد صبا کا ہو نہین سکتا

دکھانا ہے اگر دیدار آخر آئیے جلدی
قضا سے روز کا جھگڑا اکھیڑا ہو نہین سکتا

مسیحا نے کہا ہر ایک سے یہ دیکھکر مجھکو
خدا پر چھوڑ دو اسکو یہ اچھا ہو نہین سکتا

جواب خط جو مانگا بولے وہ قاصد سے کہدینا
کسی کو نہ بھیجین گے جھوٹا وعدا ہو نہین سکتا

جلائے لاکھون مردے سیکڑون اندھے کیے بینا
سوا تیرے کوئی رشک مسیحا ہو نہین سکتا

نہین ہے اختیار اپنا مجبوری یہ کہتے ہین
جفاؤن کا تمہاری ہمسے بدلا ہو نہین سکتا

رضا بیچین کرتا ہے یہ ہو کر مضطرب مجھکو
دل بیتاب کے مانند پارا ہو نہین سکتا

دیوانہ جب ترا سوے صحرا نکل گیا — مجنون کا دیکھتے ہی کلیجہ دہل گیا

سمجھایا لاکھ پہ نہ اُٹھا مثلِ طفلِ اشک — دل گر کے کوے یار مین ایسا مچل گیا

دیکھا جو اُس مسیح کو بالین پہ وقتِ نزع — کچھ سوچ سانچ کر ملک الموت ٹل گیا

کل کیطرح سے آج بھی پہونچین گے یار تک — کچھ ہم بدل گئے ہین نہ رستہ بدل گیا

لے آج تجھکو وصلِ صنم ہوگیا نصیب — آہ و فغان کا اے دلِ نالان محل گیا

بوسہ جو مانگا یار سے رخسار کا کبھی — غصہ سے آنکھ پھیر لی چہرہ بدل گیا

دھونی رمائی مین نے جو کوے صنم مین آج — بھُن کر رقیب آتشِ حسرت سے جل گیا

دو باتین اُس نے ہنسکے جو کین مجھسے نزع مین — آمادہ جان دینے پہ تھا مین سنبھل گیا

جانکاہ نالے سُنکے مرے عندلیب زار — وہ سنگدل بھی موم کیصورت پگھل گیا

پہونچا ہون کوے یار مین کیونکر بتاؤن کیا — جب میرے پاؤن تھک گئے تو سر کے بل گیا

نکلی جو روح تن سے ہوا مجھکو یہ گمان — دیوانہ تنگ آ کے وطن سے نکل گیا

ہم کرتے خاطرین اُسے مہمان جان کر — وہ تیر کیا جو توڑ کے دل کو نکل گیا

کہتا ہے بے دہن کے وہ باتین ہزار ہا — بیساختہ یہ منھ سے مرے کیا نکل گیا

سر کٹ گیا تو غم نہ کرو اس کا اے رضا
اچھا ہوا جو بوجھ یہ گردن کا ٹل گیا

سحرِ وصل نظر سے جو وہ پنہان ہوتا — نور آنکھوں کا چراغِ شبِ ہجران ہوتا

اشکِ بلبل سببِ غرقِ گلستان ہوتا — سیر تھی قطرۂ شبنم سے جو طوفان ہوتا

ہم بغل مجھسے جو وہ ماہِ درخشان ہوتا — پھر نہ شاکی مین ترا گردشِ دوران ہوتا

وصل کے روز کا اُس گل سے نہ خواہان ہوتا — مجھکو پہلے جو خیالِ شبِ ہجران ہوتا

کیا مرے دار مرے زخم کا درمان ہوتا — جائے مرہم جو وہ قاتل نمک افشان ہوتا

خرمنِ ہستی اغیار پہ بجلی گرتی — میرے رونے پہ کبھی یار جو خندان ہوتا

یاد گیسو مین کبھی نیند اگر آجاتی
خواب کیا کیا مری آنکھون مین پریشان ہوتا

تیرے رخسار کا عکس اُسپہ اگر پڑجاتا
ذرہ ہم مرتبۂ مہرِ درخشان ہوتا

دولتِ حسن کی خوبی سے جو واقف ہوتا
خود شہِ مصر غلامِ مہِ کنعان ہوتا

وعدۂ وصل وفا تم نے کیا کل تو کیا
آج بے وعدہ جو آجاتے تو احسان ہوتا

آنسو آنکھون سے ٹپکتے ہین تمھاری ورنہ
کون تھا جو مرے مرجانے پہ گریان ہوتا

اُنکی افشان کے لحد پر جو ستارے گرتے
سرِ تربت اُنھین ذرون کا چراغان ہوتا

لاش کو میری دیا یار نے کاندھا آکر
زندہ ہوتا مین اگر سخت پشیمان ہوتا

ایجنون شورشِ سودا کا مزہ تھا اُسدم
سنگ زن گرد مرے لشکرِ طفلان ہوتا

آئنہ دیکھکے وہ فخر سے فرماتے ہین
چاہ کرتا مری گر یوسفِ کنعان ہوتا

اے زمین اس لیے فرقت مین نہ رویا مین کبھی
چھپنا پڑتا تجھے دریا مین وہ طوفان ہوتا

آکے پھر جانے کی ملتی نہ اُسے راہ رضا
آرزو تھی مرا گھر بھول بھلیان ہوتا

بوسہ دیکر مرے پہلو سے جدا ہوجانا
قہر ہے آپکا اسوقت خفا ہوجانا

بڑھ سکا تو نہ مرے دیدۂ تر سے اے ابر
نام بیجہ نہین تیرا گھٹا ہوجانا

بوسہ اک دیتے تو کیا حسن کی دولت گھٹتی
کیا بُرا تھا کسی سائل کا بھلا ہوجانا

چمک اے درد کہ ہین اشک رواں فرقت مین
تو بھی اے آہِ جگر رعد چمکا ہوجانا

لطف ہوگا کہ زمانہ کہے نفسی نفسی
مین کرون آہ تو اے حشر بپا ہوجانا

ذبح کرڈالون گا گر دیر لگائی تونے
اے کبوتر مرا خط لیکے ہوا ہوجانا

نزع مین غیر تک آتے ہین عیادت کے لیے
تو بھی اے وعدہ فراموش فدا ہوجانا

دل گیا ہے تو کلیجے مین مچا ہے کہرام
یار کا یار سے ہے قہر جدا ہوجانا

جاؤن خلوت مین مین جب یار سے ملنے کیلیے
اے مرے سایۂ قد مجھسے جدا ہو جانا

جان پر میری بنی عشقِ صنم مین تو کھلا
نہین آسان ہے کچھ عشقِ خدا ہو جانا

اپنے گیسو کی گرہ کھولکے وہ کہتے ہین
سہل ہے عقدۂ دشوار کا وا ہو جانا

ہمدمو وہ تو نہ آئینگے مری میت پر
پھر ہے کیون دفن مین تاخیر سوا ہو جانا

بڑھنا دو ہاتھ بھی مشکل تھا رضا کا کل سے
اس لیے آہ نے سیکھا نہ رسا ہو جانا

سفر مین آکے بٹایا ہے بوجھ گردن کا
کبھی نہ بھولون گا احسان مین یہ رہزن کا

جو اُس شریر سے پوچھا نشان مسکن کا
بتا دیا مجھے اُس نے مکان دشمن کا

ہزار بار جپے نام رام لچھمن کا
کبھی نہو گا وہ بت آشنا برہمن کا

تڑپ کے کوچۂ قاتل مین بعد مردن بھی
مقام ڈھونڈ رہا ہون مین اپنے مدفن کا

وہی ہے دوست جو مشکل مین کام بھی آوے
سفر مین رشتہ نے چھوڑا نہ ساتھ سوزن کا

تمھاری زلفِ پریشان کا ہو جو سودائی
علاج ہی نہین ممکن ہے اُس کی اُلجھن کا

چمک کے برق ہر اک سمت موسمِ گل مین
نشان ڈھونڈ رہی ہے مرے نشیمن کا

مثالِ حضرتِ داؤد کچھ نہین مشکل
تمھارے ہاتھ مین ہو جانا موم آہن کا

چمن مین گل کا نشان ہے نہ بلبلون کا پتہ
خزان نے آکے مٹایا ہے رنگ گلشن کا

کیا جو قتل مجھے کیا چمک گیا چہرہ
اثر دکھایا مرے خون نے موم روغن کا

وہ ناتوان ہون کہ بعدِ فنا احبا کو
کسی طرح نہ ملے گا نشان مدفن کا

اوڑ لئے دوڑ کے بلبل چمن سے گل توڑے
رضا یہ حال ہے اُس شوخ کے لڑکپن کا

یہ بے سبب کبھی ماتھا مرا نہین ٹھنکا
ضرور آج وہ مہمان ہوا ہے دشمن کا

کیا ہے ضعف نے یہ حال اب مرے تن کا
بنا ہے تارِ گریبان کا طوق گردن کا

نہ کیون محال ہو نظارہ روے روشن کا
ملا ہے سبزۂ خط کو کمال رہزن کا

دھڑی مسی کی جماکر وہ سیر کو آئے
اوڑے ہے چمن مین نہ کسطرح رنگ سوسن کا

نہ آئین عارضِ تابان پہ کس لیے گیسو
ازل کے روز سے ہے سانپ شیفتہ من کا

کیا ہے قید سے صیاد نے رہا اُس دم
پتہ بھی یاد نہین جب ہمین نشیمن کا

مثال مہر چمکنے لگا اندھیرے مین
پڑا جو آئنہ پہ عکس ہرشے روشن کا

کہان گیا وہ عروجِ سکندر و دارا
پتہ بھی اب نہین ملتا کسی کے مدفن کا

پڑا ہے اُس بتِ یکتا کے آستانے پر
دماغ عرش پہ ہے آجکل برہمن کا

جنون نے موسمِ گل مین اُڑا دیے پرزے
پتہ نہ جیب کے گریبان کا ہے نہ دامن کا

امید زیست کی ہو اے رضا مجھے کیونکر
وہ دیکھنے کو جب آئے کہ ڈھلگیا منکا

سودا ہوا ہے دزدِ حنا کو جو آہ کا
شائد لہو بہا ہے کسی بیگناہ کا

سیدھی طرح سے پہلو مین ٹھہرے محال ہے
مارا ہوا ہے دل کسی ترچھی نگاہ کا

آنکھین مجھے دکھاتے ہین تارے تمام رات
عاشق ہوا ہون جب سے کسی کجکلاہ کا

بھکانے والے بھاگتے ہین ہو کے منفعل
ہوتا ہے سامنا جو کسی روسیاہ کا

کیونکر نہ آتا وعدے پہ وہ غیرتِ قمر
دیکھا تھا ہمنے صبح کو منھ آج ماہ کا

سیبِ ذقن چھوا نہ زلیخا کا ہاتھ سے
گرنا تھا یاد حضرتِ یوسف کو چاہ کا

بخشا گناہگارون کو جب حق نے حشر مین
منھ زرد ہوگیا وہین ہر بیگناہ کا

مانگی دعا جوان ہوئی عقد کر لیا
یوسف تھا قدردان زلیخا کی چاہ کا

پھندے مین خط کے خود تھا کبوتر پھنسا ہوا
کرتا وہ ذکر کیا مرے حالِ تباہ کا

خورشید و ماہ مین نہ رہے روشنی ذرا / اُڑ جائے تا فلک جو دھوان میری آہ کا

سنگین دلون کو موم بناتا ہے اے رضا
کیون معتقد نہ ہو وہ مرے تیر آہ کا

دکھاؤ نہ دل دلبرِ من کسی کا / اثر کچھ دکھائے نہ شیون کسی کا
ہر اک پر رہی مہربانی کی چتون / ہوا دوست میرا نہ دشمن کسی کا
کیا اُسکو ٹھوکر سے پامال فورًا / نظر آیا جب اُنکو مدفن کسی کا
گل و بلبل آپس مین کیون لڑ رہے ہین / گذر کیا ہوا سوئے گلشن کسی کا
اُسیکے ہے سائے مین مخلوق ساری / نہین گھیردار ایسا دامن کسی کا
ہوے استخوان خاک اور گوشت مٹی / پتہ کیا ملے زیرِ مدفن کسی کا
گریبان نہ پھاڑون گا وحشت مین آ کر / مرے ہاتھ آیا جو دامن کسی کا
کہان اِک طرح یاران آنکھون نے دیکھا / ۱ / بڑھاپا شباب اور لڑکپن کسی کا

رضا تجھے ہزارون سخنور جہان مین
نشان بھی نہین بعدِ مردن کسی کا

دامن آنکھون پہ کبھی سر بہ گریبان ہوگا / وہ خجل دیکھ کے تجھکو مہِ کنعان ہوگا
موسم گل مین جو سرسبز گلستان ہوگا / بولیان بولے گا خوش بلبلِ بستان ہوگا
ناز کی چال سے وہ بت جو خرامان ہوگا / فتنۂ حشر ہر اک سمت نمایان ہوگا
لن ترانی ارنی کا نہ مٹے گا جھگڑا / مثلِ موسیٰ جو مجھے دید کا ارمان ہوگا
اسلیے یاد مین گیسو کے جگا کرتا ہون / خواب آکر مری آنکھو نمین پریشان ہوگا
آشنا نہ تو اجاڑا ہے مرا یاد رہے / ایک دن خانۂ صیاد بھی ویران ہوگا
ہو کے بیتاب مرے گھر وہ چلے آئینگے / آہِ دل مین جو اثر کچھ بھی نمایان ہوگا
گلشنِ حسن مین جسوقت خزان آئیگی / بلبلِ دل نہ کوئی آپ کا خواہان ہوگا

دل دیے دیتے ہین لو ایک نظر پہ تمکو | قیمتی مال نہ ایسا کبھی ارزان ہوگا

کعبۂ ابروے جانان پہ نظر پڑتے ہی | برہمن توڑکے زنار مسلمان ہوگا

ابھی قاتل مری گردن مین ہی تسمہ باقی | ایک ہاتھ اور لگادے ترا احسان ہوگا

اے رخشا بزم مین جسدم مین پڑھونگا یہ غزل
مدح خوان وان مرا ہر ایک سخندان ہوگا

شادمان رہتی ہی کیسی روح تن مین دیکھنا | کسقدر اخلاص ہے دولھا دلھن مین دیکھنا

شائد اے بادِ صبا صیاد و گلچین آگئے | غل مچاتے پھرتے ہین بلبل چمن مین دیکھنا

ڈھونڈتے پھرتے تھے جو پٹکا کمر کا یار کی | کچھ پتہ ملتا نہین اُن کا کفن مین دیکھنا

روح لیلی آئے گی میری زیارت کیلیے | فاتحہ مین قیس کا دونگا جو بن مین دیکھنا

سیر کرنے آج کیا آیا تھا میرا غنچہ لب | ڈھیر پھولون کا لگا ہے ہر چمن مین دیکھنا

جیسی سرخی پان کھانے سے ترے ہونٹون پہ ہے | رنگ ایسا ہے نہین لعلِ یمن مین دیکھنا

پھانس کر لیجائیگا بلبل کو گر صیاد تو | دامن اُلجھے گا ترا اخار چمن مین دیکھنا

دید کا ہو لطف تم رخ سے ہٹا دو زلف اگر | چاند کو اچھا نہین صاحب گہن مین دیکھنا

حضرتِ یعقوب کہتے تھے پہونچکر مصر مین | تھا بہت دشوار یوسف کو وطن مین دیکھنا

کعبہ و بتخانہ کوئی بھی خدا کا گھر نہین | مفت کا جھگڑا ہے شیخ و برہمن مین دیکھنا

سر چڑھایا تم نے اُسکو مجھکو کیا اچھا کیا | بل کی شانہ لیگا زلفِ پر شکن مین دیکھنا

تیغ ابرو دیکھکر میدانِ مقتل مین رضا
تھرتھرانا روح کا میرے بدن مین دیکھنا

نہ میرا خون او جلاد کرنا | پسندِ حق نہین بیداد کرنا

اُٹھانا ہاتھ بہرِ فاتحہ تم | پسِ مردن مجھے یون شاد کرنا

اُڑا دونگا دھوین نالون سے تیرے | نہ مجھپر او فلک بیداد کرنا

نہ فرقت مین کبھی بہلے ہمارا دل
اگر مین چھوڑ دون فریاد کرنا

صبا فصلِ بہار آئے تو ہرگز
مری مٹی نہ تو بر باد کرنا

یہی فرقت مین اپنا مشغلہ ہے
کبھی نالہ کبھی فریاد کرنا

خدا بھی ہے اسی بت کا طرفدار
عبث ہے حشر مین فریاد کرنا

جو ہو تجھ سخت جان کے قتل کا شوق
تو پہلے دل کو تم فولاد کرنا

پھٹانا بیڑیان فصلِ جنون مین
یہ احسان مجھپر اے حداد کرنا

نہ نقشہ اُس پری کا کھینچ سکے گا
سمجھکر قصد او بہزاد کرنا

رضا تاثیر پہلے کر لو پیدا
اگر منظور ہے فریاد کرنا

تمھارے زلف و رخ یاد آتے ہین شکِ قمر کیا کیا
کہون کیا مین کہ دیتے ہین قلق شام و سحر کیا کیا

کبھی ہین جلوہ گر دلمین کبھی آنکھون کی پتلی مین
بنائے ہین حسینانِ جہان نے اپنے گھر کیا کیا

خفا آئینہ سے ہین غیر کی صورت سے نفرت ہے
بحمد اللہ دکھایا میرے نالون نے اثر کیا کیا

بجز نامِ سلیمان و سکندر کچھ نہین باقی
کیے ہین گردشِ افلاک نے ویران گھر کیا کیا

شبِ فرقت بسر کی عاشقون نے تارے گن گن کر
گذرتے رنج و غم ہین دیکھیے وقت سحر کیا کیا

نہ شب کو چین ہی غم سے نہ دن کو رنج سے راحت
ابھی ہے دیکھیے قسمت مین ای بیداد گر کیا کیا

شکن آئی جبین پہ یا پڑھا ہے ہنس کے خط میرا
بیان کر مجھسے دیکھا تونے وان ای نامہ بر کیا کیا

نہ تنہا گھر مین ملتے ہین نہ وہ بازار مین مجھسے
خدا جانے انھین ہین میری جانب سے خطر کیا کیا

لگا کر اُسنے وان مہندی سنگار اپنا کیا جسدم
ہوا یان خونِ دل بڑھنے لگا درد جگر کیا کیا

جو دیکر خط بتایا نام اُس قتّال عالم کا
تو حیلے جانے مین کرتا ہے میرا نامہ بر کیا کیا

یہ کیا باعث تھا کوہِ طور پہ غش آگیا تم کو
رضا سے کہدو موسیٰ تمکو وان آیا نظر کیا کیا

شمع کو روتے ہوئے تا بہ سحر دیکھ لیا
جذبِ پروانہ کا ہم نے یہ اثر دیکھ لیا

اپنے ہاتھون سے چھوٹے گانہ لڑی موتی کی
جوہری نے ترے دانتون کو اگر دیکھ لیا

سینہ روشن ہوا داغون سے مثالِ مہتاب
اِک نظر جسنے تجھے رشکِ قمر دیکھ لیا

ماتھے سے پاؤن تک آیا ہے پسینہ بہ کر
خاک مین اس نے جو غلطان مرا سر دیکھ لیا

یاد مین زلف کی واللیل رہا لب پہ مرے
وِرد والشمس ہوا رخ کو اگر دیکھ لیا

غیر کو چھوڑ کے آیا نہ مرے پاس وہ ماہ
نالۂ نیم شبی تیرا اثر دیکھ لیا

پاس وہ رشکِ مسیحا ہے جلانے کیلیے
خوف کیا ہے جو قضا نے مرا گھر دیکھ لیا

پھر گئے راہ سے وہ گھر مرے آتے آتے
واہ اے نالۂ دل تیرا اثر دیکھ لیا

بے ثباتیِ جہان سامنے آنکھون کے پھری
ہمنے دریا مین حبابون کو اگر دیکھ لیا

نکلے کعبہ سے یہ کہتے ہوئے زاہد ہر سو
ان بتون نے بھی ہے اللہ کا گھر دیکھ لیا

اسکو دیکھا شبِ معراج تو بولے یہ ملک
آج ہمنے بخدا فخرِ بشر دیکھ لیا

لات ماری وہین اس مملکتِ دنیا پر
ہم فقیرون نے جب اللہ کا در دیکھ لیا

پاس سے اٹھ گئے وہ کچھ نہ بن آئی تجھسے
چل تجھے ہمنے بس اے دردِ جگر دیکھ لیا

دل گیا جان گئی اور ہوئے رسوا ہر جا
اے رضا عشق کا اب تم نے ضرر دیکھ لیا

ٹیکا جو اس کے سر سے اتارا نہ جائیگا
نازک جبین پہ اسکی عرق آ نجائیگا

کاٹین گے روزِ ہجر بھی ہے زندگی اگر
دیوِ سفید بن کے وہ کچھ کھا نجائیگا

آگاہ میرے مرنے سے ہوگا وہ کس طرح
گر اس گلی سے میرا جنازہ نجائیگا

کرتا نہ عشق زلف کا مین جانتا اگر
تا حشر میرے سر سے یہ سودا نجائیگا

جب تک ملیگا مجھکو نہ یوسف لقا مرا
یعقوب کی طرح مرا رونا نجائیگا

اغیار بیٹھے رہتے ہین پائی ہے یہ خبر
اب ہم سے بزمِ یار مین جایا نجائیگا

اُس مہروش سے کہتا ہے مہتاب آسمان — یہ داغ عشق ہم سے چھپایا نجائیگا

تارے نظر کبھی نہ پڑین وہ بھرا دکھو تن گے — نقشہ کمر کا یار کی کھینچا نجائیگا

ہوگی وہ دامنی گرد لہو چاٹ کر مرا — قاتل سے ہاتھ تیغ پہ رکھا نجائیگا

جب تک رضا نہوگے پریشان الجھ کے تم
مضمون زلف یار کا باندھا نجائیگا

نالہ جو ہم سے ہجر مین روکا نجائیگا — دل اُس پری سے اپنا سنبھالا نجائیگا

گھبرا اٹھین گے نیند نہ آئیگی رات بھر — خالی کبھی غریب کا نالا نجائیگا

گر بیگنہ وہ ترک کریگا مجھے شہید — دامن سے اُسکے خون کا دھبا نجائیگا

جہان خوشی سے ہوگا جو گلگون قبا مرا — حاشا مین تجھسے چھوٹے سہایا نجائیگا

بالین پہ ہوگا تو جو دم نزع اے مسیح — میرے قریب موت سے آیا نجائیگا

کہتا ہے دل کشا نے سامین بے ادب نہین — مجھسے تو اُسکی زلف سے اُلجھا نجائیگا

دیکھیگا وہ مسیح مری نبض کس طرح — جلتا ہے جسم ہاتھ تو رکھا نجائیگا

دیوانے ہم ہین ہوئیگا مانی بھی بدحواس — نقشہ ہمارا اُس سے پہ کھینچا نجائیگا

اُس ماہ پر اثر بھی کریگا ضرور کچھ — بیکار جو فرخ پہ مرا نالا نجائیگا

ہون قیس کی طرح کسی لیلی کا شیفتہ — دنیا سے میرے عشق کا چرچا نجائیگا

اسدر بہ بست الفت جانان ہون اے رضا
مرکر بھی مجھسے ہوش مین آیا نجائیگا

بلبل کو یاد جس گھڑی کنج قفس پڑا — آنکھون سے اُسکی آنسوؤنکا مینھ برس پڑا

بجلی نے آشیانۂ بلبل جلا دیا — گل غنچہ لب مرا جو گلستان مین ہنس پڑا

پریان یہ کہہ رہی تھین سلیمان کی لاش پر — بے حس ہے آج حاکم مور و مگس پڑا

زاہد نہین گے بیٹھین گے مسجد مین بادشاہ — قحط شراب ناب جو اب کے برس پڑا

بجھپر بتون نے ظلم کیا دے عوض انھین — دیر پہ تیرے ہوتا اس پہ فریاد رس پڑا
باغِ جہان مین پھیلے گی بجلی کی روشنی — کالی گھٹا مین گر وہ سیہ [illegible] پڑا
برسات مین دکھائی جو غصہ سے اُسنے آنکھ — ساون کی طرح دیدۂ گریان برس پڑا
بنت العنب کے عشق مین میخانے [illegible] — قاضی کہین پڑا ہے کہین ہے عسس پڑا
پردہ دوئی کا آنکھ سے جسوقت اُٹھ گیا — جلوہ نظر تمھارا مجھے پیش و پس پڑا
لاکھون ہزار دن بھنتے ہوے سر نظر پڑے — ابرا اُسکی تیغ کا ہے جہان پہ برس پڑا
آتا نہین ہے شیخ مجھے خوش حرم ذرا — بعد مجھکو دیر مین رہنے سے بس پڑا
فوجِ خزان نے باغ کو ایسا کیا ہے صاف — آتا نظر نہین ہے کہین خار و خس پڑا

ہاتھون کے طوطے اُوڑ گئے صیاد کے رضا
دیکھا جو اُس نے باغ مین خالی قفس پڑا

بے نقاب اُسکو نہ جب دیکھا گیا — طور پر موسیٰؑ کو بس غش آگیا
نالہ مجھ بیکس کا جب اونچا گیا — عرش کو جنبش ہوئی تھرا گیا
سیل اشک اُسکو بہا کر لے گیا — یون ہمارا یار تک نا ما گیا
جی اُٹھون گا حشر سے بھی پیشتر — قبر پہ میری اگر وہ آگیا
خلد کی جاگیر ہاتھ آئی مجھے — اُس گلی سے جب مرا لاشا گیا
خط مرا وہ غیر سے پڑھوائین گے — تمھاری قسمت مین یہ لکھا گیا
غیر سے لڑ بھڑ کے تنہا رات کو — بے طلب وہ گھر ہمارے آگیا
قم باذنی سے کیا زندہ مجھے — لاش پر وہ معجزہ دکھلا گیا
وصل سے للہ کر دو دل کو شاد — ہجر کا غم تو کلیجہ کھا گیا
دیکھکر رفتار تیری باغ مین — کبک اپنی چال سے شرما گیا
بے حجاب آیا ہے وہ بت حشر مین — شکر ہے عشاق سے پردا گیا

مرکے دنیا کے بکھیڑون سے چھٹا لاش الجھی ہے کفن مین دوستو	ق	پردہ زلف یار کا سودا اگیا عشق اُس کا یہ اثر دکھلا گیا

ضعف سے پہونچی ہے یہ نوبت رضا
مین جہان بیٹھا نہ پھر اُٹھا گیا

ہمارا انتظارِ خط مین وقتِ واپسین آیا — اگر صد حیف مرغِ نامہ بر ابتک نہین آیا
گیا دل ہاتھ سے دلمین جو کوئی مہ جبین آیا — مکان بھی لٹ گیا کوئی اگر اسمین مکین آیا
گئے جو قبر کے اندر نہ کچھ اپنی خبر بھیجی — خدا جانے انھین آرام کیا زیرِ زمین آیا
مزہ اُسکی زبان نے میوہاے خلد کا پایا — تمھارا نام جسکے لب پہ وقتِ واپسین آیا
نشانِ قبر بھی میرا مٹایا بعد مرنے کے — ترس کچھ بھی نہ تجھکو ہاے او چرخِ برین آیا
نکل جائیگا سب بڑھ بڑھ کے کہنا حضرتِ ناصح — ہماری طرح سے دل آپکا بھی گر کہین آیا
شکایت کا دیا موقع نہ اُس رشکِ مسیحا نے — عیادت کو مری بالین پہ وقتِ واپسین آیا
بہلتا کسطرح دل بھولتی کسطرح یاد اُسکی — مری مرقد مین دم بھر کو نہ کوئی ہمنشین آیا
دل و ایمان دیا اور جان اُس بت پہ فدا کردی — معاذ اللہ نہ الفت کا اوسے ابتک یقین آیا
ہم ایسے خاکسارون کو کیا برباد دنیا مین — سلیقہ جور کا تجھکو نہ اے چرخِ برین آیا
خجل خود ہوگیا اُٹھا نہ جب خنجر نزاکت سے — بڑے غصے مین بہرِ قتل تھا وہ نازنین آیا
تصور اُس لبِ شیرین کا رونے مین جو آیا ہے — تو خون آنکھون سے میری بنکے شکلِ انگبین آیا
شبیہِ حضرتِ یوسف نہ پھر آنکھون سے دیکھین گے — نظر کنعانیون کو گر وہ میرا مہ جبین آیا
نہ جب غم کو ملا کوئی ٹھکانا سارے عالم مین — مرے دل کو سمجھ کر اپنا گھر رہنے یہین آیا
کہا جب مین نے کیون آئے نہ تم وعدے پہ گھر میرے — تو بولے ہنس کے میرا دل نہین آیا نہین آیا
جو آتا زیست مین شب کو مجھے معراج ہو جاتی — مجھے کیا قبر پہ میری جو تو اے مہ جبین آیا
دیا چھلا جو اُس بلقیس وش نے ہاتھ کا اپنے — سلیمان کی طرح عالم مرے زیرِ نگین آیا

نزاکت پہ پری پیرو یون کی جسدم جان دی مین نے
قضا کا بھی فرشتہ بنکے شکل ناز نین آیا

بتون پہ جان دی تو نے رضا یہ کیا غضب ڈھایا
ترے دل مین نہ لے مرد خدا کچھ پاس دین آیا

کل جو وعدے پہ نہ آپ آئیے گا
مجھکو زندہ بھی نہ پھر پائیے گا

نزع مین رحم یہ فرمائیے گا
دو گھڑی سامنے ہو جائیے گا

وعدہ کو سہو نہ فرمائیے گا
قبر پہ شمع جلا جائیے گا

باڑھ خنجر پہ جو رکھوائیے گا
یاد پہلے مجھے فرمائیے گا

مین تڑپ کر ابھی مرجاؤن گا
آپ بالین سے جو اٹھ جائیے گا

خاک ہو جائے گی برباد مری
قبر غیرون سے نہ کھدوائیے گا

بھول جاؤن گا مین سارے شکوے
آپ جب سامنے آجائیے گا

سایہ ہو جائے گا پریون کا حضور
بام پہ بال نہ سکھلائیے گا

مجھسے پردون مین یہان چھپ لیجیے
حشر مین چھپ کے کہان جائیے گا

غیر کے گھر سے اگر فرصت ہو
پاس میرے بھی چلے آئیے گا

تھا نہ معلوم مقدر کا لکھا
خط مرا غیر سے پڑھوائیے گا

تپ فرقت جو یہی ہے تو رضا
آپ اسی آگ مین جلجائیے گا

وہ ماہرو جو قبر پہ افشان چھڑک گیا
قسمت کا میری آج ستارہ چمک گیا

اس سیمتن کے کوچے کی دھن تھی جو بعد دفن
لاشہ مثال گنج زمین سے سرک گیا

منزل کڑی تھی کوچۂ الفت کی اسقدر
دو گام چلکے قیس مرے ساتھ تھک گیا

یوسف پہ سحر جذب زلیخا نے کر دیا
خود اسکے ہاتھ بکنے کو بازار تک گیا

یون ہجر مین رواں رہے آنکھون سے میری اشک
جسطرح مے کا جام بھرا اور چھلک گیا

تم کو نہ تھا یقین کہ مین جان نثار ہون
لو اب تو مین نے جان بھی دی دل کا شک گیا

شوقِ وصال مین اُنھین لپٹا لیا اگر
شرما کے بولے میرا دوپٹہ مسک گیا

دم توڑنے لگا جو مین بیمار نزع مین
وہ طفل ڈر کے پاس سے میرے سرک گیا

وحشیٔ زلفِ یار کی حالت نہ پوچھیے
پٹہ اوڑا وہ جان سے کے تھپر جھٹک گیا

کیا جانے کیا رقیب نے اُسکو پڑھا دیا
دل میرا لیکے پھر وہ مرے سر پٹک گیا

اُس ترک نے دکھائی جو تیغِ نگہ رضا
مین قتلگہ مین صورتِ بسمل پھڑک گیا

سوتے مین آنچل اُسکا جو رخ سے سرک گیا
تاریک شب مین نور ہر اک سو چھٹک گیا

چن چن کے دانے شیخ نے کنٹھا بنا لیا
گر کر جو میرے تاک کا خوشہ چھٹک گیا

اللہ ری سیاہی شامِ شبِ فراق
مجھسا امیدوارِ اجل بھی جھجک گیا

کھولا جو اُس نے گیسوئے عنبر شمیم کو
نافہ کی طرح گھر مرا سارا مہک گیا

اقرار وصل کیجیے لکھا اگر کبھی
نامہ ہوائے شوق مین خود یار تک گیا

سب جوہری کہین گے دُرِ بے بہا اُسے
دندان کی یاد مین اگر آنسو ٹپک گیا

زاہد ترے عمامے کو آئے تھے سیلنے رند
اچھا ہوا جو پہلے ہی سے تو سرک گیا

بیٹھے جو کوے یار مین دیوار کے قریب
کوسون ہی سایہ سر سے ہمارے سرک گیا

رونا جو میرا دیکھ لیا ہجرِ یار مین
خجلت سے ابر کو عرق آیا ٹپک گیا

لایا جواب خط کا اگر یار سے رضا
تعظیمِ نامہ بر کو مین دروازے تک گیا

پیشِ نگاہ نقشۂ زلفِ نگار تھا
بختِ سیہ رفیقِ شبِ انتظار تھا

وہ پا شکستہ ساکنِ کوے حبیب تھا
اُٹھنا مثالِ نقشِ قدم جس کو بار تھا

یہ کہہ کے روح جسم سے نکلی ہے نزع مین
چھوڑا اُسے جو پیرہنِ مستعار تھا

کاٹی بساطِ عیش وتنعم پہ زندگی
وصلِ بتان حریفِ غمِ روزگار تھا

بکھرائے پھول ہنس کے رقیبون کی قبر پہ
تیوری چڑھانے کے لیے میرا مزار تھا

لوٹے ہین ہمین نے لذتِ دیدار کے مزے
تیرا خیال ہجر مین آئینہ دار تھا

روکا تھا ہم نے بارشِ چشمِ پرآب کو
محوِ سپاسِ ضبط کبھی تیرِ یار تھا

اب حالِ سینہ ریشیِ بسمل نہ پوچھیے
خنجر کا خود یہ قول ہے مین آبدار تھا

اُف کیا کہین کرشمۂ تیرِ نگاہِ ناز
سینہ مین تھا کبھی تو کبھی دل کے پار تھا

ہم پہلوے حبیب ہے جس طرح آج غیر
حاصل کبھی ہمین بھی یہی افتخار تھا

کیونکر وہ جاتے غیر سے ملنے کو اے رضا
میرا نشانِ قبر سرِ رہگذار تھا

سر اوڑائیگا ترا خنجرِ برّان کس کا
امتحان آج ہے قاتل سرِ میدان کس کا

تو ہی اے گیسو و رخ حل یہ معما کر دے
کلمہ پڑھتے ہین سب گبر و مسلمان کس کا

کیا کہون کس نے مری شمعِ لحد گل کی ہے
ہو خطاوار لٹکتا ہوا دامان کس کا

ہاتھ بڑھ بڑھ کے پلٹ آتے ہین کیون جوشِ جنون
ہے گریبان مین مرے گوشۂ دامان کس کا

کین فدا حضرتِ یعقوب نے آنکھین اسپر
میزبان آج ہوا ہے مہِ کنعان کس کا

پھول بکھرے ہوے چوٹی کے نظر آتے ہین
صاف اب کہدو کہ پورا کیا ارمان کس کا

سارے عالم مین یہ روزانہ ہی کیون گشت تری
متلاشی ہے تو او مہرِ درخشان کس کا

بے سبب کیون یہ چلی آتی ہے ہونٹون پہ ہنسی
چھین کر لائے ہو دل آج مری جان کس کا

کس طرف جاتے ہین بن ٹھن کی یہ پیدا او دل
آج گھر ہوگا خدا جانے پرستان کس کا

میری روتی ہوئی تقدیر کو آئی ہے ہنسی
نظر آیا ہے اسے چہرۂ خندان کس کا

ایک دن ہم یہ لبِ گور سے پوچھینگے ضرور
میزبان جسکو نہ چھوڑے وہ ہے مہمان کس کا

اُف مرے سامنے اور غیر سے ظالم یہ سوال
جو نہ نکلا کبھی دل سے وہ ہے ارمان کس کا

حل کریگا یہ معما کوئی مظلوم قتیل — سر جھکائے ہے سرِ حشر پشیمان کس کا
کیون ترے سمت زمانہ نگران رہتا ہے — تجھ مین جلوہ ہی بتا اے مہ تابان کس کا
قتل بجرم کرو مجھکو مگر بتلا دو — منھ سرِ حشر چھپیگا تہ دامان کس کا
د جگر پاس مجھے دل سے فزون ہی جسکا — کیون بتاؤن وہ ہی ٹوٹا ہوا پیکان کس کا
دشمنِ دوست تما کون ہی بتلا قاتل — ربط زخمون سے بڑھاتا ہی نمکدان کس کا
مین نے مانا جو نہ نکلا وہ ہی ارمان میرا — جو نہ پورا ہو وہ وعدہ ہی مریجان کس کا
کچھ خبر ہے تجھے او غیر سے ملنے والے — بنگیا داغِ جگر سینہ مین ارمان کس کا
ٹپک تھی یاس بھری جسپہ زلیخا کی نگاہ — او مہِ مصر وہ تھا سیب زنخدان کس کا
ابھی مر جاؤن مین او زلف مگر بتلا دے — حال ہوگا مرے ماتم مین پریشان کس کا
کس کا مہمان ہے وہ اے اخترِ قسمت بتلا — منزلِ ماہ بنا خانۂ ویران کس کا
جان عشاق کرین نذر مگر ہے بے سود — ہوگا احسان فراموش پہ احسان کس کا
کیون زمانہ ہوا خود تیرا مسخر بتلا — تجھپہ تھا نام کُندہ مُہرِ سلیمان کس کا
کون سودائی مرا جھیل کے کڑیان غم کی — آج ماتم ہے سرِ کوہ و بیابان کس کا
نہین معلوم وہ آئین گے کہ موت آئیگی — نزع مین ہونگا مین شرمندۂ احسان کس کا
کیون اس ارمان بھرے دل مین مچا ہی کہرام — کھینچ کے نکلا ہی مرے سینہ سے پیکان کس کا

کسکی ہمت نے پنہایا ہے رضا سرخ لباس
پڑگیا پاؤن سرِ خارِ مغیلان کس کا

قبر مین بھی مین خیالِ روے تابان لیچلا — جس سے روشن ہو شبِ تیرہ وہ سامان لیچلا
میزبان کے گھر کی آرائش کو مہمان لیچلا — تیر جو سینے سے نکلا ایک ارمان لیچلا
خیر ہم پٹی پڑھا کر عاشقانِ زلف کو — سوے صحرا پھر جنونِ فتنہ سامان لیچلا
کہتے ہین وہ ہو کے برہم جذبِ دل کو کچھکر — اسکی دیکھو تو ڈھٹائی میرا پیکان لیچلا

تیر بھی سینے سے نکلا خون مین ڈوبا ہوا
جو یہان آکر ہوا مہمان ارمان لیچلا

ضعف نے بٹھلا دیا ہر ہر قدم پر راہ مین
جوشِ سودا جب مجھے سوے بیابان لیچلا

بہرِ تدریشانِ رحمت کچھ گنہ ہین میرے پاس
عالمِ امکان سے مین یہ ساز و سامان لیچلا

کیون مری یاس و تباہی دید کے قابل نہو
دیکھے دل مین داغ تجھسے بزمِ جانان لیچلا

دونون عالم کی دکھائی جوشِ وحشت نے بہار
جسدم مین چھوٹا قید سے سوے بیابان لیچلا

چل دیے وہ اٹھکے پہلو سے جو دامن جھاڑ کر
صبحِ ہجران کی طرف چاک گریبان لیچلا

ہرروز کی فریاد نے یہ فائدہ بخشا مجھے
کھینچکے تیرِ آہ سوے خطِ بطلان لیچلا

او مہِ کنعان نہ تو ملزم زلیخا کو سمجھ
سوے زندان خود ترا خوابِ پریشان لیچلا

اب کٹے گا روزِ فرقت کسطرح اے صبحِ وصل
راحت و آرامِ دل وہ راحتِ جان لیچلا

کوچۂ عرفان کے جانب رخ کیا مین نے اگر
آگے آگے شمعِ عشقِ روے تابان لیچلا

آگ جلایا آشیانِ بلبل کا برقِ رشک نے
ہنسکے وہ گل باغ سے گلہاے خندان لیچلا

اے خضر کیا ڈوب ہی کر موت لکھی تھی مری
کیون دلِ نادان سوے چاہِ زنخدان لیچلا

گریۂ بے حد و پایان باعثِ تسکین ہوا
خود بہاکر مجھکو دان اشکون کا طوفان لیچلا

اضطرابِ دل جگر سے دوسری ایذا ہوئی
کھینچکر سینہ سے وہ تیر دو پیکان لیچلا

دست قاصد ہو گیا رشکِ یدِ بیضا رضا
جب وہ خطِ عاشقِ رخسارِ تابان لیچلا

سرِ بازار ملک الحسن کسی کا چال چل جانا
عدو کے گھر کے جانب راہ کترا کر نکل جانا

نہ چھوٹا دل تے اُن ہاتھون مین جاکر بھی مچل جانا
بہت مشکل ہے اس بگڑے ہوے کا اب سنبھل جانا

دوپٹے کا نہین آسان سینہ پر سنبھل جانا
حیا کا بس تری شوخی سے ناممکن ہے چل جانا

دمِ آخر نہ کیون چہرے پہ میرے مردنی چھائے
کہ یاد آیا کسیکا چٹکیون سے دل مسل جانا

قبول اسکو کریگی کب حمیت ہم سے رندون کی
ترا میخانے سے بے مے پیے واعظ نکل جانا

بہت اچھا کیا بوسہ نہ مانگا ہم نے ابرو کا
سر محفل تھا دشوار تلواروں کا چل جانا

خیالِ وصل سے کیا خاک میرے دلکو راحت ہو
سنبھالے سے نہین بیمار کا ممکن سنبھل جانا

بتا او شانِ رحمت تابشِ خورشیدِ محشر سے
تجھے منظور ہوگا ہم گنہگاروں کا جل جانا

مددا ے ضبطِ سیلِ اشک رازِ عشق چھپ جائے
نہ آئے چشمہائے چشم عاشق کو ابل جانا

بلائین ہم نہ لین گے مصحفِ رخ چھو کے سکتے ہین
نہ ایمان اژدرِ گیسو کو سکھلاؤ نگل جانا

تمنا ہے سر محفل کرین وہ قتل جھنجھلا کر
اگر اٹھین قدم میرے تو اے دل تو مچل جانا

غضب ہوتا اگر تم ساتھ میری لاش کے آتے
گوارا مین نکرتا یون لحد مین سر کے بل جانا

بنے ہین میزبان ارمان او ناوک فگن سینے
بہت دشوار ہے اب تیر کا دل سے نکل جانا

غرض یہ ہم خوشامد اپنے دشمن کی بھی کر لیتے
اگر امکان مین ہوتا مقدر کا بدل جانا

جفا جو کیون کہا انکو خفا بیٹھے ہین روٹھے ہین
قیامت ہو گیا سچ بات کا منھ سے نکل جانا

تمھین تعلیم دی ناز و ادا کی میری الفت نے
تمھاری کمسنی نے دل کو سکھلایا مچل جانا

رہی یونہین ترقی ضعف کی گر او تنِ خاکی
نفس کی آمد و شد سے نہین مشکل کچل جانا

کسیکے آتشین رخسار چھو مانع نہین کوئی
دلا منظور ہے گر آگ کے شعلے سے جل جانا

مرے دکھتے ہوئے دل سے خلش اس تیر کی پوچھو
جسے آتا نہین ہے چھید کے سینہ سے نکل جانا

عدو کی یاد نے انکو اٹھایا میرے پہلو سے
شرارت نے سکھایا چٹکیون سے دل مسل جانا

ترس آہی گیا آخر کسی کو اس کی حالت پر
سرِ محفل رضا کام آگیا دل کا مچل جانا

دل پھر اسیرِ گیسوئے جانانہ ہو گیا
کمبخت آکے ہوش مین دیوانہ ہو گیا

سنکر مرا رقیب جو دیوانہ ہو گیا
راحت رسان مجھے مرا افسانہ ہو گیا

اے شانِ مغفرت ترے قربان جاؤن مین
گوشہ مزار کا مجھے خس خانہ ہو گیا

صدمے اٹھا کے ساقیِ مہوش کے ہجر مین
ٹوٹا دل اسطرح سے کہ پیمانہ ہو گیا

ہمراز کیون بنا ہے بتا اذ خیالِ یار
گیا تو بھی میرے ساتھ مین دیوانہ ہو گیا

کس کی خطا ہے یہ کہ ہوئے شمع و حضور
مجھ سے ہوا قصور کہ پروانہ ہو گیا

زلفون کو چھو رہا ہے مری طرح بزم مین
کہدو رقیب کو بھی کہ دیوانہ ہو گیا

تھی وقت گریہ پیشِ نگہ چشمِ مستِ یار
انگور میرے اشک کا ہر دانہ ہو گیا

لکھا جو مختصر بھی انھین حالِ دل کبھی
ایسا ہوا طویل کہ افسانہ ہو گیا

اُسکی گلی مین جا کے پھنسا دامِ زلف مین
کھا کر ہوا سے خلد مین دیوانہ ہو گیا

وہ دل نہین رہا جو کڑی سہ سکے رضا
ختم اس کلام پہ مرا افسانہ ہو گیا

دل میرا اپنی زیست سے بیگانہ ہو گیا
ساقی کا ہجر موت کا پیمانہ ہو گیا

وہ رنج اُٹھائے دل نے کہ دیوانہ ہو گیا
تھا عشق پہلے راز اب افسانہ ہو گیا

منصف مزاج بنکے بتا ناصحا مجھے
دیوانہ تیرے بکنے سے فرزانہ ہو گیا

تا قتل گاہ آنے مین مانع ہوا ضعف
قاتل ترا بہن ہمتِ مردانہ ہو گیا

پوشیدہ راز دل سے بھی کہنا نہ او جگر
نکلا تری زبان سے کہ افسانہ ہو گیا

ہان ہان شرارت آپکے گیسو کی کچھ تھی
بیوجہ بے سبب کوئی دیوانہ ہو گیا

ایدل طواف کر کہ یہ آئی تری مراد
پیشِ نگاہ کوچہ جانانہ ہو گیا

طوطے کی طرح پاتے ہی دل آنکھ پھیر لی
اپنا تھا کب وہ شوخ جو بیگانہ ہو گیا

اے زلف کیون نہو ترے احسان سے سرنگون
آزاد قیدِ شرع سے دیوانہ ہو گیا

قائل رگِ جنون کا نہ کیونکر طبیب ہو
رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ دیوانہ ہو گیا

چبھتا ہوا وہ تیرِ نگہ اور دلِ حزین
اب یہ نہ مجھسے پوچھو کہ کیا کیا نہ ہو گیا

وا ٹھکے اپنے گھر کو چلے مین فنا ہوا
روز فراق موت کا پیمانہ ہو گیا

لکھی جو خط مین شمعِ رخِ یار کی صفت
چھٹتے ہی میرے ہاتھ سے پروانہ ہو گیا

یہ کسکی چشمِ مست سے مجھے یاد آ گئی ۔۔۔ کوثر کا جام ہاتھ کا پیمانہ ہوگیا

رو یاد وہ سنگ دل بھی رضا آج بزم مین
پُر درد مرثیہ مرا افسانہ ہوگیا

پھول سب کہتے ہین جسکو گلشنِ شداد کا ۔۔۔ داغِ حسرت ہوگا وہ مجھ عاشقِ ناشاد کا
شاد دل ہوے نہ پائے موردِ بیداد کا ۔۔۔ یہ خلاصہ ہے کسیکے قول کا استاد کا
خضرِ راہِ خلد ہے وہ شرع کی ایذا ضرور ۔۔۔ بھولنا ہمیں نہ ممکن ہو تمھاری یاد کا
آتشِ سوزِ دروں نے خاک کر ڈالا مجھے ۔۔۔ اب تو دل ٹھنڈا ہوا اُس نالیِ بیداد کا
صبر کا دامن نہ چھوٹے المدد اے تابِ ضبط ۔۔۔ ذبح کی ایذا مین بھی یارا ہو فریاد کا
در پہ رضوان کو جو دیکھا خلد مین جاتے ہوئے ۔۔۔ تیرے دیوانون کو دھوکا ہوگیا شداد کا
ہجر کی راتون کے ہمنے شوق سی کاٹے پہاڑ ۔۔۔ کام اُس شیرین کی الفت میں کیا فرہاد کا
کم نہین ہے موت چرخِ تفرقہ پرداز سے ۔۔۔ ساتھ انسان سے چھڑا دیتی ہے ہمزاد کا
سنگِ اسود اور کعبہ شان ہے اللہ کی ۔۔۔ ہے یہی بانی بتون کے عشق کی بنیاد کا
تیرے دیوانے کے خاکے پہ نہ ٹھہرا کوئی رنگ ۔۔۔ تیرہ مرے سے منھ دیکھتا ہے خون بہزاد کا
واہ اے دستِ حنائی مرحبا صد آفرین ۔۔۔ چٹکیون میں رنگ اوڑایا گلشنِ ایجاد کا
کیا کرون یارب سرِ محشر یہ کہتا ہے وہ بت ۔۔۔ مجھکو شرمندہ نہ کر تو ہو کے حوالانِ اد کا
زینتِ معشوق ہی ایذائے عاشق دہر مین ۔۔۔ رنگ لایا پائے شیرین مین لہو فرہاد کا
آج تک تختِ سلیمان خلق کہتی ہے جسے ۔۔۔ ایک خاکا تھا وہ میرے خانۂ برباد کا
مرحبا صد مرحبا اے حدتِ زخمِ جگر ۔۔۔ شعلۂ جوالہ نشتر ہوگیا فصاد کا
دیکھ پایا جس حسین کو کھینچدی دل پر شبیہ ۔۔۔ میری آنکھوں میں پھرے مانی و بہزاد کا
شمع دیوں سے بزمِ محفل نہ پائی خاک بھی ۔۔۔ یوں اوڑا لیکر مجھے شعلہ مری فریاد کا
بلبلو ہر وقت کے یہ زمزمے اچھے نہین ۔۔۔ رنگ لائے گا کسی دن تاکنا صیاد کا

تیرے دیوانے سنے دل توڑا نہ ایذا دوست کا | پاؤن پھیلائے ارادہ دیکھکر جلاد کا
نبض کی سرعت بڑھائی ضعف مین عیسیٰ نے یون | حال پوچھا نام لیکر اُس ستم ایجاد کا
غیر ممکن تھا وہ جاتے یہ نہ اُٹھکر روکتا | درد نے بیڑا اُٹھایا تھا مری امداد کا
دل دکھا کر اُف کسی کمسن کا مجھسے پوچھنا | کچھ تو کہیے کیا سبب ہے آہ کا فریاد کا

ہم نہ مانینگے لیاقت باعث شہرت ہوئی
فیض ہے یہ اے رضا سب آپکے اُستاد کا

ردیف بائے موحدہ

شکر خدا کہ وصل صنم ہو گیا نصیب | عرصے کے بعد دل کا ہوا مدعا نصیب
اُس نے کیا ہے تیغ نگہ سے مجھے شہید | ایسا زمانے مین کہو کس کو ملا نصیب
ہوتی ہین باتین یار سے اور مجھسے بیحجاب | موسیٰ ہوا ہے اب مجھے یہ مرتبا نصیب
پہلو سے میرے اُٹھکے نجائے وہ صبح وصل | ایسا بدل دے تو مرا اے کبریا نصیب
دل جائیگا تو غم نہین لیکن خوشی یہ ہے | تجھسا حسین ہوا ہے مجھے دلربا نصیب
کوے طلب مین یار کے رکھتا ہون جب قدم | کہہ لیتا ہون برائے مدد پہلے یا نصیب
مرغ سحر نے شور کیا جاگ اُٹھا وہ شوخ | صبح وصال کیسا مرا سو گیا نصیب
جب میرے گھر پہ آئے نہ وہ غیرت مسیح | درد فراق کی مجھے کیا ہو دوا نصیب
بھیجا ہے آج خط مجھے اُس رشک ماہ نے | کچھ اندنون ہے راہ پہ آیا ہوا نصیب
گھیرے ہوے ہین رنج والم دہر مین مجھے | دشمن کا بھی نہ ایسا ہو یارب بُرا نصیب
سوتے ہین مجھسے لپٹے ہوے وہ شب وصال | کیا خوب آج ہے مرا جاگا ہوا نصیب
پیاسا ہون جام وصل کا سیراب کر مجھے | تو نے کیا ہے خضر کو آب بقا نصیب
بھولا نہین ہون نزع مین بھی نام یار مین | اسکے صلے مین دیکھون وہ کرتا ہے کیا نصیب

آیا ہے بہرِ فاتحہ وہ میری قبر پر
چمکا ہے بعدِ مرگ مرا اے رضاؔ نصیب

مین لکھون گا خطِ دلبر کا جواب
ہو رگِ جان تارِ مسطر کا جواب

جسم نے سر نذرِ خنجر کر دیا
تھا یہی اللہ اکبر کا جواب

کیون نہ سر ٹکرائین موجین رشک سے
دامنِ تر ہے سمندر کا جواب

نامہ بر سے چاک کرکے خط کہا
ہے یہی اس سارے دفتر کا جواب

قیدِ جانان کے تصور مین ہوا
نالۂ دل شورِ محشر کا جواب

مر مٹا آنکھون کے ڈھیلون کا اثر
روزنِ دیوار ہے در کا جواب

آئین وہ تیوری چڑھا کر سامنے
آئینہ دے گا برابر کا جواب

اسکو کہتے ہین نقاہت دیکھنا
ہوگیا تن تارِ مسطر کا جواب

یاالٰہی غیر کی تقدیر بھی
ہو مرے پھوٹے مقدر کا جواب

جو بہادر ہین سرِ میدانِ قتل
سر سے دین گے تیغ خنجر کا جواب

جو تنِ زن یون خون ہوگا بعد قتل
جسم پر ہو جائے گا سر کا جواب

صاف رخسارِ حسینانِ جہان
دیتے ہین صنعِ سکندر کا جواب

ان بتون کی سختیون کو جھیل کر
شیشۂ دل ہوگا پتھر کا جواب

بوسہ مانگا گالیان کھائین رضاؔ
زہر پایا ہمنے شکر کا جواب

ردیف تاے مثناۃ

سویا وہ ماہ مجھ سے لپٹ کر تمام رات
جاگا کیا ہے میرا مقدر تمام رات

افشان چنی جو تم نے جبین پر تمام رات
مین نے گنے ہین چرخ کے اختر تمام رات

لکھکر خیالِ زلف مین اُسکو دیا جو خط
سوچا کیا ہے راہ کبوتر تمام رات

وعدہ کیا تھا اُس نے جو آنیکا میرے گھر
آنکھین لگی رہی ہین سوئے در تمام رات

روتا پھرا ہون یاد مین افشان کی ہر جگہ
برسا کیے ہین دہر مین اخگر تمام رات

کاجل بہا ہے آنکھ کا پکا ثبوت ہے
کاٹی ہے تمنے غیر کے گھر پر تمام رات

وعدہ جو کل کے قتل کا اُس ترک نے کیا
چوکھٹ تھی اُسکی اور مرا سر تمام رات

بوسہ لیا جو آئینۂ رخ کا وصل مین
اس بات پر رہا وہ مکدر تمام رات

آنسو بہا کیے مرے ساقی کے ہجر مین
بھر بھر کے پھینکتا رہا ساغر تمام رات

کاٹے جو تم نے آٹھ پہر گھر مین غیر کے
تڑپا کیا مین سیج مین دن بھر تمام رات

حیرت سے ہم نہوتے جو مبہوت وصل مین
نیند آتی اے رضا آنکھین کیونکر تمام رات

رخ کے آئینہ نے مجھکو کیا حیران بہت
زلف اُلجھاؤ گے تو ہوونگا پریشان بہت

ایک بھی نکلی نہ اس عشق مین حسرت میری
دل دشمن کے نکلتے رہے ارمان بہت

حسرتِ دید و غمِ ہجر و امیدِ وصلت
خانۂ دل مین رہا کرتے ہین مہمان بہت

او فلک آہ کے تیرون سے کرونگا غربال
خاک مین تو نے ملائے مرے ارمان بہت

ہاتھ مین اُس بتِ کافر نے لگائی مہندی
بیگنہ ہوئین گے اب قتل مسلمان بہت

نکہتِ گل نے دھوان بنکے بڑھایا خفقان
بے ترے باغ مین جا کر ہوا حیران بہت

سر ہے زانو پہ تو آنکھون سے روان ہین آنسو
قتل سے میرے وہ قاتل ہی پشیمان بہت

زندگی تلخ ہوئی وصل کا شربت نہ ملا
عشق مین تیرے مزے پائے ہین ہجران بہت

بعد میرے جو مرے سوگ نے سایہ ڈالا
زلف سنبل کی طرح ہوگی پریشان بہت

ذبح کر کے مجھے غیرون کو کیا اُس نے شہید
میرے دشمن بھی ہے ہنس ہنس کے پشیمان بہت

سخت جانی سے مری چھٹ گئے چھکے اُنکے / قتل کرنا مرا سمجھے تھے وہ آسان بہت

سنکے کہتا ہے وہ بت آپ پہ کچھ حصر نہین / بیچنے آتے ہین در پہ مرے ایمان بہت

سرو و شمشاد کو پامال کیا گلشن مین / بڑھ گئے ظلم ترے اب تو مری جان بہت

اس نے تو باتون ہی باتون مین مرا دل چھینا / مین سمجھتا تھا کہ وہ طفل ہے نادان بہت

اے اجل دوڑ کہ فرقت مین پڑا ہون تنہا / جان لینا تجھے اِسوقت ہے آسان بہت

حیف تو یہ ہے کسیدن نہ مرے گھر آئے / جھوٹ سچ وعدے کیے آپنے ایجان بہت

شب کو گیسو کے تصور مین جو نیند آتی ہے / خواب آتے ہین نظر مجھکو پریشان بہت

اے رضا یار سے حاصل نہ ہوا بوس وکنار / رہ گئے اس دلِ ناشاد مین ارمان بہت

ردیف ثائے مثلثہ

پھنسے بلاؤن مین گیسوی یار کے باعث / حواس ٹھیک نہین انتشار کے باعث

تڑپ تڑپ شب اُسکی اُنھین وصل مین کیا بیچین / خفا ہے وہ دلِ بیقرار کے باعث

تمھاری رحمتِ بیحد سے کم ہی نکلے ہین / گناہ عفو ہون میرے شمار کے باعث

حجابِ دیدِ رخِ یار بنگئی وہ نقاب / نہ چاند دیکھ سکے ہم غبار کے باعث

ہمین تو ہجر مین مرنا تھا کھا گئے دھوکا / جیے جو وعدۂ بے اعتبار کے باعث

بہے ہین بادیہ گردی مین پھوٹ کر چھالے / ملا ہے چین مجھے نوک خار کے باعث

ہوا نہ فائدہ منصور کو انا الحق سے / ہوے جہان مین مشہور دار کے باعث

کسی کے ہاتھ جو رکھے ہوے ہین سینہ پر / یہ ہین قرارِ دلِ بیقرار کے باعث

پڑے تھے خاک کے ذرے جو اُڑ کے دامن پر / وہی ہوے ہین کسیکے غبار کے باعث

بس اب نہ کہیے کہ ہم غیر سے نہین ملتے / پھر اور کیا ہین مرے انتظار کے باعث

ادہر سے روز وہ جاتے تھے غیر سے ملنے | چھٹا یہ راستہ میرے مزار کے باعث
نہ ٹھنڈی سانس بھرو دیکھکر تم آئینہ | نظر نہ آئے گی صورت غبار کے باعث
ہوا ہے درد مین دل کا شریکِ حال جگر | اسیرِ رنج ہوا یار یار کے باعث

پڑین گے دل مین جو داغ اُنکی چٹکیون کے رضا
وہی تو ہون گے مرے افتخار کے باعث

ردیف جیم تازی

قاتل کو قتل گاہ مین ہے سر کی احتیاج | گردن کو میری کیون ہو خنجر کی احتیاج
منظور دل جگر کی مدارات اگر نہین | سینہ کو کیون ہے تیرِ دلبر کی احتیاج
وہ آئنہ مین دیکھین گے اپنے جمال کو | پوری کرین گے صنعِ سکندر کی احتیاج
اے خضر کون ہے وہ مسافر جہان مین | توشہ کی جسکو فکر نہ رہبر کی احتیاج
یہ پوچھکر وصال مین تڑپا دیا مجھے | کیا ہے بتائیے دلِ مضطر کی احتیاج
عاشق ہوا ہون اک بتِ شیرین ادا کا مین | سر پھوڑنے کو ہے مجھے پتھر کی احتیاج
ہان اپنے سمت کھینچ لے تو او دلِ حزین | تیرِ نگاہ کو نہ ہو رہبر کی احتیاج
تیرے ہی وہ قتیل ہین او خنجر ادا | بہر کفن جنھین نہین چادر کی احتیاج
کیونکر نہ شمع پردۂ فانوس مین چھپے | ہر جسم کو ہے دہر مین پیکر کی احتیاج
مر کر بھی آرزو ہے وہ آئین مزار پر | ہون خاکسار اب بھی ہی ٹھوکر کی احتیاج
بیوجہ تجھ مین اوچہ کنعان نہین مقیم | یوسف نے رفع کی ہے برادر کی احتیاج
اسد خیر صد ہے مرے برق وش کی یہ | پوری نہو کسی دلِ مضطر کی احتیاج

جوشِ جنون کا سر پہ ہے احسان اے رضا
رہنے کو اب نہین ہے مجھے گھر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

پھر جگر سے میرے او ظالم تو ایسا تیر کھینچ
پہلے میرے دل سے کہدے آہ بیتا تیر کھینچ

بھی کہتے ہیں یہ چھوٹے ہاتھ سے دامانِ صبر
اور پھر یہ حکم بھی ہے آہِ بے تاثیر کھینچ

جھمکالے ریاضت میں کورماں دشنہ بھی
جو مشقت اب تجھے سزا ملی ہوے شمشیر کھینچ

اب ارادہ ہے کہ ڈھونڈیں میرے دشمن کی لحد
اپنے صاحب تو اٹھیں ای خاکِ دامنگیر کھینچ

سنتے ہیں ہو جو دو دشمن کے وا توم میں
کوئی حیلہ تو بھی اب ای دل پئے تسخیر کھینچ

دل ہی میں رہا تو اچھا تھا او آہِ رسا
اب جو نکلی ہے تو بڑھ چل عرش کی زنجیر کھینچ

اُس پری کو دیکھ کر کسکو رہے باقی حواس
کیا ہوے وہ تیرے دعوے مانی تصویر کھینچ

پھر لہا یوں ہوئی صبحِ قیامت آشکار
حکم گر دیتے ہو مجھکو نالۂ شبگیر کھینچ

تو ہی شرمندہ ہوا لیکن بہت اچھا ہوا
اے مسیحا چارہ گر اب اس تدبیر کھینچ

جو دکھیا جا نا ہے نالکین دکھیے کوئی
کہدیا شوقِ شہادت تو نے کیوں شمشیر کھینچ

ہات وہاں رحم دکھلاوے مجھے اے کس
وہ ستمگر بھی خجل ہو یوں دمِ شمشیر کھینچ

دیکھ پیدا ہو شکر آتا ہے فرطِ شوق سے
اپنے حاسد تو اسے اے شمعِ تصویر کھینچ

یادِ مژگاں کی رلاتی ہے اسی دشت میں
اب دلا جو دے اذیت خارِ دامنگیر کھینچ

اے رضا تدبیر تو دنیا میں کام آتی نہیں
جو مشقت سامنے آئے بہ تقدیر کھینچ

ردیف حاے حطی

دیکھتی آنکھوں سے مجھکو نیم بسمل کسطرح
پھیر لیتی منہ سے مجھسے تیغِ قاتل کس طرح

شعلۂ رخ تیرا دیکھا چھپ گئی فانوس میں
ہوگئی شرمندہ تجھسے شمعِ محفل کس طرح

ہین تمنائین بہت اور وصل کی شب مختصر
ہونگی پوری خواہشین سب کی بیان دل کس طرح

منع کرتے ہو مجھے گر نالہ و فریاد کو
ہجر مین بہلے گا بتلاؤ مرا دل کس طرح

چودھوین شب کو نظر آیا ترا پورا جمال
چاند اسدن ہو نہ جاتا بدر کامل کس طرح

روح مضطر جسم بے طاقت ہے میرا نزع مین
ہوگی اے مشکل کشا حل میری مشکل کس طرح

ہجر کے صدمے اُٹھائے اُف نہ کی مین نے رضا
وصل اُسکا پھر نہ ہوتا مجھکو حاصل کس طرح

ردیف خاے معجمہ

کیون نہو دل سے تجھے تیر کے پیکان گستاخ
میرا پانون سے ہوا کرتے ہین دامان گستاخ

جسکو کرتی ہے تری زلفِ پریشان گستاخ
داورِ حشر سے ہوگا وہی ایجان گستاخ

ابتو ہر بات کو یہ بزم مین جھٹلاتے ہین
اور رقیبون کو کرین آپ مری جان گستاخ

بال کی کھال نکالے گا کسی روز ضرور
کر نہ شانے کو تو اے زلفِ پریشان گستاخ

طفل اشک اس مین مچلنے کو نہ آئین کیونکر
میرے دامن سے ہوا دیدۂ گریان گستاخ

بوسے لینے کو دلیرانہ چلے آتے ہین
تجھسے پروانے ہین اے شمعِ شبستان گستاخ

سلسلہ زلفِ مسلسل سے ملا ہے جسکا
ہوگا زنجیر سے وہ قیدیِ زندان گستاخ

بار پایا ہے دوبارہ جو تری خلوت مین
اب تو پہلے سے بھی دشمن ہے دو چندان گستاخ

اُف کیا ضعف نے کچھ ایسا خمیدہ مجھکو
ناخنِ پا سے ہوا میرا گریبان گستاخ

بونڈلا بنکے اوڑی پھرتی ہے سر چڑھنے کو
خاکساروں سے ہوئی ریگِ بیابان گستاخ

اپنے پہلو مین جگہ دیتی ہے دیکھو او قاتل
کر رہی ہے ترے خنجر کو رگِ جان گستاخ

مین ترے رتبہ کے اے پند و نصیحت صدقے
مور کو تو نے کیا پیشِ سلیمان گستاخ

فصلِ گل کی جو خبر بادِ بہاری سے سُنی
ہوگیا پھول سے ہر مرغِ خوش الحان گستاخ

خار کو آبلۂ پا مین جگہ دیتا ہے / اسقدر ہے ترے وحشی سے بیابان گستاخ

تیرا دامن تجھے بدنام کرے گا قاتل / سر مقتل جو ہوا خونِ شہیدان گستاخ

سیدھے منھ بات تو کرتے نہین وہ خلوت مین / خاک اب ہوئین گے عشاق پر ارمان گستاخ

اے رضا وہ رخِ شفاف نہ دیکھا ہم نے / آئنہ سے نہ ہوا دیدۂ حیران گستاخ

کہتے ہین دیکھ کے سب آپکے بیمار کا رخ / سوئے صحت نہین ہوتا ہے اس آزار کا رخ

حشر مین سامنے تم آکے کھڑے ہو جانا / خود بدلجائے گا میرے لب اظہار کا رخ

خنجرِ رشک سے کٹ جائیگا عاشق کا گلا / غیر کے سمت جو ہوگا تری تلوار کا رخ

وقتِ زینت نظر انداز کیا ہے کس نے / شرم سے زرد ہے کیون آئنہ بردار کا رخ

کر نہ تو ذبح مجھے پھیر کے منھ مقتل مین / کہین پھر جائے نہ قاتل تری تلوار کا رخ

میرے ہمراہ عدو بھی ہے طلبگارِ وصال / دیکھیے ہو کدھر اب طالعِ بیدار کا رخ

فائدہ پاتے ہین بے روح بھی ذی ہمت سے / سرخ ہے خون سے فرہاد کے کہسار کا رخ

نزع مین آکے کھڑا ہوگا جدھر وہ عیسیٰ / اسطرف آپ ہی پھر جائے گا بیمار کا رخ

ہر طرف پیش نظر ہجر مین ہے وہ صورت / ہے رضا آئینہ مجھکو در و دیوار کا رخ

ردیف دال مہملہ

کوئی نہ نام عشق کا لیگا ہمارے بعد / اٹھ جائیگا جہان سے یہ چرچا ہمارے بعد

پایا نہ کوئی چاہنے والا جہان مین / کرتا ہی ہمکو یاد وہ کیا کیا ہمارے بعد

قاتل کے سر پہ چڑھکے پکارے گا رات دن / لائیگا رنگ خون ہمارا ہمارے بعد

کھینچا جو جذبِ عشق نے گھر اپنا چھوڑ کر / روتا ہوا وہ قبر پہ آیا ہمارے بعد

صبر و شکیب درد و الم یاس و رنج و غم
یہ سب کرینگے قبر پہ میلا ہمارے بعد

رکھی رہین گی طاق پہ منہ زوریان تمام
شہرہ نہو گا تیغِ ادا کا ہمارے بعد

بے فائدہ بلا سے ہماری جہان مین
مشہور وہ ہوے جو مسیحا ہمارے بعد

سائے نے خوب حقِ رفاقت ادا کیا
خود بھی جہان سے اُٹھ گیا تھا ہمارے بعد

روٹھے وہ ہمسے جو ہمین ہر دم مناتے تھے
حمد شکر اُنکے لب پہ یہ آیا ہمارے بعد

عاشق نہ اُنکی زلف کا ہوگا کوئی رضا
کالی بلا بنے گا یہ سودا ہمارے بعد

ردیف ذال معجمہ

گھیر کر یار کو گھر پہ مرے لاتا تعویذ
آجتک مین نے نہ پایا کوئی ایسا تعویذ

دردِ سر کا نہ مرض پھر کسی عاشق کو ہوا
یار نے ماتھے پہ جس روز سے باندھا تعویذ

پاس سے میرے نہ وہ رشکِ مسیحا سرکے
حُب کا لکھدے کوئی عامل مجھے ایسا تعویذ

دردِ فرقت سے مجھے صحت کلی ہو جاے
دے جو وہ رشکِ مسیحا کوئی گنڈا تعویذ

خود وہ آتے ہین کہ گھر اپنے بلاتے ہین مجھے
دیکھون بازو کا دکھاتا ہے اثر کیا تعویذ

فاتحہ پڑھنے نہ ہر روز وہ کیونکر آتے
بست در بست کا تھا گور پہ کندا تعویذ

دل دھڑکتا نہ اُچھلتا ہے کلیجہ میرا
اُنکی ہیکل کا ہے جس روز سے پایا تعویذ

تنِ بیجان مین رضا جان ابھی آجائے
اپنے ہاتھون سے جو لکھدے وہ مسیحا تعویذ

ردیف راے مہملہ

جو نکلون گا ترے کوچے سے مین ایجانِ جان ہو کر
زمین پہ بیٹھ جاؤن گا غبار ناتوان ہو کر

رہین گے آپ [illegible] میرے گھر مین مہمان ہوکر
کرینگے کیا ہرا دشمن زمین و آسمان ہوکر

کہان جاؤن مین اس بیرحم قاتل سے نہان ہوکر
نگاہین چھیدتی ہین جس کی سینہ کو سنان ہوکر

میسر کیون نہوتا وصل ہمکو اس پریوش کا
اٹھائے رنج فرقت تھے نہایت شادمان ہوکر

کہا یہ چھاتیون نے مژدہ یوسف کو بھیجین گے
اگر آئیگا کنعان کی طرف سے کاروان ہوکر

[illegible] میرے گھر پہ آئے ہین
مقدر آج چمکا یہ نصیب دشمنان ہوکر

فراق یار کی ہر آگ روشن ہوتی جائیگی
فلک [illegible] پھر نکلیگا [illegible] دھوان ہوکر

بچایا قتل [illegible] وہ خون کے پیاسے
عوض ہمنے یہ پایا ہے شفیع دشمنان ہوکر

نہ رکھونگا زمانہ پر رہے قاتل جان کر اسکو
میسر [illegible] نعمت نصیب دشمنان ہوکر

کیا جب چاک [illegible] وحشت مین گریبان و رفو
تبرک ہو گئے دیوانون مین وہ دھجیان ہوکر

زمین سے آسمان تک چھان کر مین ڈھونڈ لاؤنگا
کہان جاؤ گے تم اے ماہرو مجھسے نہان ہوکر

بہار آتے ہی یہ دست جنون نے پاؤن پھیلائے
لٹکتے ہین گریبان اور دامن دھجیان ہوکر

زمین [illegible] نظر آئے
غبار دشت وحشت چھا رہا ہے آسمان ہوکر

رقابت بلبل و گل کی ترا [illegible] لائیگی
اگر وہ گل نکل جائیگا سوئے بوستان ہوکر

اثر اپنا دکھایا مرتے مرتے میری وحشت نے
اڑا دست جنون دامن تن دھجیان ہوکر

دم قتل آپکی تلوار باہر ہو کے قبضے سے
رہی ہیبت دہان زخم کے اندر زبان ہوکر

زلیخا سے اثر کچھ بھی جو تیرے جذبہ الفت مین
چلا [illegible] مصر کو یوسف متاع کاروان ہوکر

رضا تسلیم کرنا اس گھڑی تم شیخ صاحب کو
بسے گی میکدے مین جبکہ پگڑی دھجیان ہوکر

پھنس گیا زلف مین اس مہ کی مرا دل کیونکر
یہ بلا چرخ بریں سے ہوئی نازل کیونکر

حور کو چاہون مین لیکن یہ بتا او واعظ
چھوڑ دون اسکو یہ مانے گا مرا دل کیونکر

روزن در پہ بھی اس ماہ نے پردا ڈالا
مطلب یاس دیوار ہو حاصل کیونکر

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ وہ فرماتے ہیں
ہم بھی دیکھیں کہ تڑپتا ہے ترا دل کیونکر

دیکھنا ہے مجھے اُس ماہ کی صورت دن رات
مثل آئینہ کرون صاف نہ میں دل کیونکر

راہزن لاکھوں راہ میں ملتے ہیں ایمان کے دشمن
کوچۂ عشق کی آسان ہو منزل کیونکر

خواب میں ہے وہ گل تازہ ادب مانع ہے
آج گلگشت میں کرے [illegible] دل کیونکر

جب تک اُس زہرہ شمائل کی نہ مرضی ہوگی
اے رضا تم کو ملے گا چین [illegible] کیونکر

خدا رکھے عجب انداز پائے ہیں حسین ہو کر
نظر آتا نہیں وہ خانۂ دل میں مکین ہو کر

رقیبوں کے لیے پھرتا تھا جو دن رات گلیوں میں
خدا کی شان بیٹھا [illegible] نشین ہو کر

ہمارا نامہ بر بھی لن ترانی سے یہ کہتا ہے
یہاں تو جا نہیں سکتا [illegible] ہوں [illegible] ہو کر

کہے دیتے ہیں ہم اچھا نہیں یہ ظلم ظالم ہے
کوئی نالہ نہ کر بیٹھے کہیں اندوہگیں ہو کر

مسی ہونٹوں کی چھوٹی ہے بہا ہے آنکھ کا سرمہ
ضرور اس وقت آپ آئے ہیں کسی کے گھر کہیں ہو کر

ہوئے غرقاب لاکھوں تیرے دریائے محبت میں
اُبھرتے ایک کو دیکھا نہ ہم نے تہ نشین ہو کر

کبھی اقرار وصلت کا جو وہ عیار کرتا ہے
زباں پھر اُسکی ہاں کا لفظ آتا ہے نہیں ہو کر

ہنسو اے لو خبر لائی صبا فصل بہاری کی
نہ بیٹھو باغ میں اے بلبلو اندوہگیں ہو کر

رضا ظاہر ہوئی ہے فکر شکن کاغذ کی سطروں سے
خط اُس نے آج لکھا ہے مجھے چین بر جبین ہو کر

عدو بیٹھے ہیں تیرے آستان پہ
لگا میں بستر اب ہم کہاں پہ

بنی گو اضطراب دل سے جان پہ
نہ حرف آرزو آیا زبان پہ

وہ افشاں ہے جبین مہ فشاں پہ
چھپے جاتے ہیں تارے آسمان پہ

ہوا ہے ضعف سے یہ حال میرا
نہ پھر اُٹھا گیا بیٹھا جہاں پہ

موا ہوں اُس لب جاں بخش پہ میں
رہے گا ذکر عالم کی زبان پہ

نزاکت کہہ رہی ہے کان مین کچھ
کرینگے زور کیا مجھ ناتوان پر

وہ پہنچے کیونکر آسکا بسنتی
بہار عمر ہے دوش خزان پر

سگ جانان کی قسمت سے ہوا ہین
لگا تھا دانت اسکا استخوان پر

ٹپکتا ہے پسینہ مثل شبنم
نرالی ہے بہار اُس گلستان پر

جو دیکھے گی دل مضطر ہمارا
تڑپ جائے گی بجلی آسمان پر

رضا اُس غنچہ لب سے کیا کہین حال
جو ہنستا ہے ہماری داستان پر

چھوین کیون زلف کو ناگن سمجھکر
بنائین دوست کیا دشمن سمجھکر

نہ ہاں چھوئے دل نازک کسی کا
کرا یدل نالہ و شیون سمجھکر

کبھی یوسف نہ ہاتھ آئیگا تیرے
زلیخا پھاڑ نا دامن سمجھکر

رقیبون سے نہ کرنا یاد مجھکو
بھلا دینا مجھے دشمن سمجھکر

اُڑا سکتے [illegible]
مریا وحشت نے پیراہن سمجھکر

نشیمن کیا ہے بلبلون نے
دل پر داغ کو گلشن سمجھکر

لیا ہاتھ [illegible] اپنے [illegible]
ولے وحشن کو اپنا من سمجھکر

جو نقش پا نظر آجائے اُن کا
اُٹھالون آنکھ سے کندن سمجھکر

نہ ہو جائین کہین بیہوش موئے
دکھانا چہرہ روشن سمجھکر

تمہارے پاؤن کی مٹی کو ہم نے
لگایا آنکھ مین انجن سمجھکر

بہارون مین حشر بپا جائے نہ برپا
قدم رکھنا سر مدفن سمجھکر

کیا سجدہ بتون کو ہوکے مومن
جھکاتا تھا رضا گردن سمجھکر

نہو مائل کوئی ہرگز بتان کینہ پرور پر
یہ ہے کلک قضا کندہ مری تربت کے پتھر پر

یقین ہے ہر کس و ناکس کو میرے جسم لاغر پر ۔ کہ یہ سوکھا ہوا کانٹا پڑا ہے ایک بستر پر

غرور حسن کسکا دیکھکر خجلت ہوئی حاصل ۔ کہ زردی چھا گئی ہے چہرۂ خورشید انور پر

جو نکلے دل سے ہرگز نقش بے دردی نہین جاتا ۔ مٹائے سے نہین مٹتا ہے اکندہ جو پتھر پر

مقدر سے ہے ملنا اور نہ ملنا راہ مقصد کا ۔ اگر شک ہے نظر کر حالت خسرو سکندر پر

قیامت کی خبر لے آہ محشر خیز اٹھو جلدی ۔ مٹا ہے اٹھ رہا ہے یار کا دیدار محشر پر

کسی کی چشم میگون کا خیال ایسا ہی آنکھوں کو ۔ نہ شیشے پر نظر پڑتی ہے اپنی اور نہ ساغر پر

دیا اس بے نشان کو لامکان مین جسکے خامہ نے ۔ کہو روح الامین صد آفرین ایسے کبوتر پر

پہ نسبت خاک اسکے پایۂ رفعت کو کیا جانے ۔ ملائک جبہہ فرسائی کیا کرتے ہین جسکے در پر

پڑے تا سپہر نگاہ گرم کس برق تجلی کی ۔ کہ چشمک زن ہے اپنا داغ دل خورشید محشر پر

غم و رنج و الم کرب و مصیبت کلفت و ایذا ۔ ہزارون طرح کی ہین آفتین اک جان مضطر پر

پڑی ہے جان کس جنجال مین اس زلف کو چھو کر ۔ کہان سے یہ بلا نازل ہوئی یارب مرے سر پر

رضا اس ابروے خونخوار کا بیشک تصور ہے
نظر بیوجہ یہ پڑتی نہین ہر وقت خنجر پر

خط لکھا اونکو اگر وصل کا خواہان ہو کر ۔ رہگیا ہاتھ مین کاغذ مرے چسپان ہو کر

رہگیا تیر جو دل مین مرے پنہان ہو کر ۔ اب نہ نکلے گا قیامت تلک ارمان ہو کر

کشتی تن کا پتہ بحر محبت مین نہین ۔ میرے اشکون نے ڈبویا مجھے طوفان ہو کر

ضعف نے قد خمیدہ کو کیا گو ناخن ۔ عقدۂ دل نہ کھلا عشق مین آسان ہو کر

درد عشق سگ جانان کی محبت دیکھو ۔ ہڈی ہڈی مین رہا کرتا ہے پنہان ہو کر

نظر آ جائے جو گلدام تری زلفون کا ۔ پھول ابھی اڑنے لگے برگ گلستان ہو کر

مانگ سے چھوٹ کے دل پھنس گیا اس گیسو مین ۔ پیچ مین آگئی مشکل مری آسان ہو کر

چادر اشک ہی ہو ساتر تن وحشت مین ۔ دشت غربت مین پھرون کب تلک عریان ہو کر

زردیِ رخ سے عیان ہوگئی حالت میری
نہ چھپی دل مین محبت تری پنہان ہوکر

یار کی ترچھی نظر نے مجھے مارا بہوت
کاٹ ابرو نے کیا تیغ صفاہان ہوکر

یاد گیسوے صنم مین جو کبھی روتا ہون
آنسو آنکھون سے نکلتے ہین پریشان ہوکر

آب دیکھی جو درِ گوشِ صنم کی ہم نے
آبرو کھو دی محبت مین مسلمان ہوکر

عاشقِ زلف کے اعمال کا دفتر سرِ حشر
منتشر ہوگیا اوراقِ پریشان ہوکر

مغبچے جو تری محفل کے ہین او ساقیِ دہر
زینتِ خلدِ برین ہوگئے یہ غلمان ہوکر

بال کھولے ہوے ہمراہ پری رو ہونگے
لاش اُٹھے گی مری تابوتِ سلیمان ہوکر

آب شمشیر سے سیراب کیا گر قاتل
زخم دل دینگے دعا تیغ کو خندان ہوکر

نئے انداز سے وہ روکتے ہین دعوے کو
آئے ہین حشر مین انگشت بدندان ہوکر

پھنسکے اُس زلف سیہ مین دلِ روشن میرا
جھلملاتا ہے چراغِ تہِ دامان ہوکر

دل جگر اب نہین باقی ہین رضا سینے مین
کھا لیا عشق نے سب کو غمِ پنہان ہوکر

پڑے ہم سو رہے ہین یون زمینِ کوے قاتل پر
مسافر کو غش آجائے پہونچکر جیسے منزل پر

خیالِ حق نہین دیتا ہے اپنی جانِ باطل پر
بتون کا کلمہ پڑھتا ہے رضا پتھر پڑین دل پر

تم آجاؤ تو ناممکن بھی ہوجائے ابھی ممکن
ہزارون صدقے ہون آسانیان اس ایک مشکل پر

جگر کو کرکے زخمی اُف کسیکا پوچھنا مجھ سے
کہو تو کیا ہوا کیون ہاتھ ہے رکھا ہوا دل پر

تصور اتنا ہوا تھا اُنکے گیسو چھو لیے ہمنے
بلائین سیکڑون افلاک سے نازل ہوئین دل پر

کیا یون جان کے خواہان کو ہمنے زیرِ مقتل ہین
تڑپکر رکھدیا اپنا گلا شمشیرِ قاتل پر

نکلتی ہی نہین ہے جانِ شوقِ دیدِ دلبر مین
قضا بھی ہنس رہی ہے جانکنی مین میری مشکل پر

لگا کر تیغ اچھی موت کا خواہان بنایا ہے
مرے زخمِ گلو قربان اس احسانِ قاتل پر

کرین تاثیر کیا معشوق پر عشاق کی آہین
ہنسا کرتی ہین کلیان باغ مین غنچۂ رعنا دل پر

رضا کچھ بھی نہ نکلا کام زرداران دنیا سے
پیاسے ہی رہے قسمت سے ہم دریا کے ساحل پر

ردیف زاے معجمہ

صبح کو کہتی ہے سب سے تری در کی آواز
نہ سنی ہو تو سنو بابِ اثر کی آواز

اُٹھ کے نالونپہ مرے خواب سے فرماتے ہین
بیٹھتی بھی نہین اِس خستہ جگر کی آواز

لیکے خط یار کا قاصد مرا آتا ہوگا
کان مین آئی ہے جبریل کے پر کی آواز

اُن [illegible] تھا شبِ وصل یہ کہنا اُنکا
ہم چلے جائین گے سنتے ہی گجر کی آواز

کان تک اُنکے پہونچ جائین گے نالے شبکو
دور سناٹے مین جاتی ہے بشر کی آواز

ہڈیان تن سے نکل آئین گی دیوانون کی
کبھی سن لینگے جو تیرے سگِ در کی آواز

درد اُٹھا اُٹھ کے مرے سینہ مین بیٹھا ہوگا
جسکو سب سمجھے ہین گنبد مین بشر کی آواز

[illegible] آہ کرونگا تو وہ خود سن لین گے
دور جاتی ہے بہت پچھلے پہر کی آواز

[illegible] لگا پاتھا کچھ ایسا دل نے
صبح وصلت نہ سنی اُس نے گجر کی آواز

جوہر تیغ [illegible] کہ آرا ہون سگے
کہہ رہی ہے یہ ترے سینہ سپر کی آواز

جا کے دیکھ آؤ تجلی کہتی ہے بصارت میری
گوش زد ہوتی ہے کب پاے نظر کی آواز

زخم کچھ دل کے ابھرے تھے شبِ وصلت لیکن
شق کیے دیتی ہے سینہ کو گجر کی آواز

کان بجتے ہین تمھارے ابھی ٹھہرو ٹھہرو
صبح سے پہلے نہ آئے گی گجر کی آواز

دل جگر سینہ [illegible] کوئی بھی نہ زخمی ہوتا
کان مین آتی اگر تیر نظر کی آواز

اُٹھ کے پہلو سے خفا ہوکے گئے وہ گھر کو
طلبِ بوسہ ہوئی مجھکو گجر کی آواز

مردم چشم کو سرمے کا نہ کیجیے عادی
اس سے پڑ جاتی ہے سنتے ہین بشر کی آواز

پٹ کیے بند کسی نے تو ہوا شق سینہ
تیز خنجر سے نہین کم ترے در کی آواز

یہ تمنا ہی کہ اُس ہرجائی سے جاکر ملو ن
گھر چھٹے کچھ غم نہین نکلے مگر دل کی ہوس

عشق لیلے وش مین پھر سودا ہی مجنون کیطرح
رہ بصحرا پھر کرے گی مجھکو منزل کی ہوس

عارضِ تابان سے لپنے گر اُلٹ دوگے نقاب
تام ہو جائیگا پوری ہوگی سائل کی ہوس

جام وصل اُس ساقی ھوش سے ملنا ہی محال
ای دل شیدا تجھے ہے امر مشکل کی ہوس

نام اُسکا میری لوحِ دل پہ کندا ہوگیا
صورتِ نقشِ نگین نکلی ہو مائل کی ہوس

آپ تو نا راض ہین روٹھے ہوئے ہین بیخطا
پوری اب کیا خاک ہوگی وصل میں دل کی ہوس

زلفِ جانان مین نہ کیونکر دل مرا ہوتا اسیر
ای جنون اک عمر سے تھی اس سلاسل کی ہوس

باتون ہی باتون مین ساری وصل کی شب کٹ گئی
رہگئی دل ہی مین اے ہمدرد مرے دل کی ہوس

جنگلون مین رات دن پھرتا ہون مجنون کیطرح
ہوگئی ہے ایسی اُس لیلی شمائل کی ہوس

مجھکو ہی اُس غیرتِ لیلے کا اے مجنون خیال
صاحب محمل کی خواہش ہی نہ محمل کی ہوس

دسترس صیاد و گلچین کا رہا گر باغ مین
فصل گل میں خاک نکلیگی عنادل کی ہوس

مر کے پہونچا خلد مین کیونکر نہون مین باغ باغ
لیگئی جنت مین مجھکو کوے قاتل کی ہوس

اے رضا زندہ ہون مین منھ پھر گیا شمشیر کا
اُف نہ کچھ خواہش مری نکلی نہ قاتل کی ہوس

ردیف شین معجمہ

محراب کعبہ کی ہے نہ تلوار کی تلاش
ہی دل کو میرے ابروے خمدار کی تلاش

یون ہی مجھے ہے کوچۂ دلدار کی تلاش
بلبل کو جسطرح سے ہو گلزار کی تلاش

وحشت ہوئی ہی الفتِ مژگان مین اسقدر
ہر دم ہے مجھکو وادیِ پرخار کی تلاش

لاغر کیا یہ عشق کمر نے کہ بعدِ دفن
منکر نکیر کو ہے تنِ زار کی تلاش

اب کے بہار مین ہے عجب جوش میکشی
زاہد کو بھی ہے خانۂ خمار کی تلاش

مشتاقِ جفاے ناز کو کچھ کم نہین ہون مین
بیکار ہے حضور کو اغیار کی تلاش

ہم کو حلب سے کام نہ مطلب ختن سے ہے
شام وسحر ہے گیسو و رخسار کی تلاش

بو ہے ازل سے بادہ کشی کی دماغ مین
چھوڑون مین کیسے خانۂ خمار کی تلاش

بازار مصر مین مجھے لیکر چلی ہے آج
یوسف جمال ایک طرحدار کی تلاش

بندہ خدا کا عاشقِ شیدا بتون کا ہون
کیونکر مین چھوڑدون سبحہ و زنار کی تلاش

جائیگی وہ نظر نہ بلندی پہ عرش کی
جسکو ہے بام یار کی دیوار کی تلاش

کوے صنم مین اتنی بھی طاقت نہ تھی رضا
کرتی نظر جو روزنِ دیوار کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دیکھا ہے نہ دیکھونگا کسی کا بخدا رقص
بھایا ہے مجھے تیرا بتِ ماہ لقا رقص

مقبول ہوئی ہی جو بلا قید کے حاجت
کیونکر نہ کرے عرش پہ اب میری دعا رقص

زہرہ کی بُری گت ہو خجالت سے فلک پر
محفل مین جو دیکھے ترا او ماہ لقا رقص

اٹکھیلیون کی چال تری بھائی ہی جسکو
طاؤس کا گلزار مین دیکھیگا وہ کیا رقص

یاد آتا ہی دامن کا ترے دور جو اُن کو
کرتے ہین لحد مین پس مردن شہدا رقص

گھنگھور گھٹا چرخ پہ چھائی ہی دھوان دھار
اے بنت عنب آج تو تو اپنا دکھا رقص

مطبخ سے فقیرون کے صدا پاتا ہے ہڈی
کیونکر نہ کرے سر پہ بھلا اُنکے ہما رقص

وہ زہرہ جبین پاس جو آیا مرے شب کو
تا صبح مری چشم کی پتلی نے کیا رقص

آنکھون سے تلاش اُسکی جو دن رات نہین ہے
پھر کس لیے کرتے ہین رضا ارض و سما رقص

ردیف ضاد معجمه

بے روے یار روضهٔ رضوان سے کیا غرض — وه گل نهو تو سیر گلستان سے کیا غرض

اُس بت کو دیکھ لین جو خدا کی قسم کبھی — مومن کہین که اب ہمین ایمان سے کیا غرض

منظور ڈھونڈھنا جو مری قبر کا نهین — پھر اور تم کو گنجِ شهیدان سے کیا غرض

چاهِ ذقن کے عشق مین ڈوبا ہوا ہون مین — یوسف مجھے تمھی سے چہِ کنعان سے کیا غرض

اُس مه کے ساتھ دورِ شرابِ طهور هو — بس اور مجھکو بارشِ باران سے کیا غرض

کھانا نه ہوتے نیزه و شمشیر کے جو زخم — ہم کشتے تیرے ابرو و مژگان سے کیا غرض

ہی حسن بےمثال کا آنکھون مین نور جب — عاشق کو تیرے یوسفِ کنعان سے کیا غرض

زیرِ نگین ہے جسکے دو عالم کی سلطنت — طالب ہون اُس پری کا سلیمان سے کیا غرض

دریاے رحمت اُسکا ہوا خواه ہے مرا — ہو جورِ فلک سے نوح کے طوفان سے کیا غرض

اُس ماه رو کی شکل اگر دیکھنا نهین — اے شمع تجھکو میرے شبستان سے کیا غرض

مین شیفته ہون خالِ رخِ یار کا صفا
کیونکر کہون که گبر و مسلمان سے کیا غرض

ردیف طاے مهمله

اے دل بڑھا نه افعیِ گیسو سے ارتباط — مومن کے حق مین زہر ہی ہندو سے ارتباط

کیونکر مین آون بزم مین دیکھا نجائیگا — دستِ عدو کا آپ کے زانو سے ارتباط

ممکن نهین که روزِ قیامت تمام هو — اس دن کو ہی کسی شبِ گیسو سے ارتباط

مانا که تم نے غیر سے پوچھا مجھے مگر — ثابت تو ہو گیا کسی پہلو سے ارتباط

تلوار بھی اُنهین کی ہوئی قتلگاه مین — جنکے دلون کو تھا کسی ابرو سے ارتباط

اِس رشک مین فنا دلِ صد چاک ہو گیا
شانے کو کیون ہوا ترے گیسو سے ارتباط

سیڑھی لگا کے آہ کی جائین گے چرخ پر
پیدا کرین گے ہم کبھی مہروت ارتباط

اے دل سنبھل کہ ہوش مین آنا نہو محال
بیحد بڑھا نہ نکہت گیسو سے ارتباط

کرنا ہے دل جگر کی مدارات عشق مین
پیدا کرینگے تیر دو پہلو سے ارتباط

یا رب، وہ رات وصل کی مجھکو نصیب ہو
رکھتی ہو جو درازی گیسو سے ارتباط

دیوانگانِ عشق کے ہوش و حواس کو
جوشِ جنون مین ہے رم آہو سے ارتباط

دیکھین گے سیر گردشِ لیل و نہار کی
ہم خود بڑھائین گے رخ و گیسو سے ارتباط

ہی مشقِ آہ کو وہ ترقی کہ آج کل
میری زبان کو نہین تالو سے ارتباط

وہ بت ہماری آنکھ مین رہتا ہی رات دن
پتھر کو ہو گیا ہے ترازو سے ارتباط

اے دودِ آہ سینے مین تو گھٹ کے جان دے
بڑھتا ہے وان رقیب سیہ رو سے ارتباط

دفنا کے اُف کسیکا یہ کہنا ستم ہوا
اب تم بڑھاؤ قبر کے پہلو سے ارتباط

کیون اے رضا ہوا یہ نہ اب ہم اُٹھے پھرین
پیدا کیا ہے ایک پری رو سے ارتباط

ردیف ظاے معجمہ

گردن پہ تیغ پھیر نہ کر اس قدر لحاظ
زیبا نہین ہی غیرون کا بیداد گر لحاظ

تکبیر کہہ کے تیغ چلا میرے حلق پر
مومن کو قتل کرتا ہے اتنا تو کر لحاظ

دل سے بھلاتے یاد کو اُس بیوفا کی ہم
انجام کا شروع مین ہوتا اگر لحاظ

دینا نہ میرا خط اُسے غیرون کے سامنے
رکھنا ضرور اسکا تو اے نامہ بر لحاظ

مشکل ہی ملنا بوسہ لبِ وصلِ یار مین
مجھکو ادھر ہے شرم اور اُس کو اُدھر لحاظ

فرقت مین یار کی نہ بہا آنسوؤنکو تو
رسوائی کا ضرور ہے اے چشم تر لحاظ

صحبت مین بیٹھتے ہو رقیبونکی رات دن
رہتا ہے ہم سے ہر گھڑی مدنظر لحاظ

روتا بھی ہون تو چھپکے مین گوشے مین رات کو
رسوائی کا ہے اُسکی مجھے اسقدر لحاظ

لے لے کے بوسے گالیان کھائین گے سیکڑون
ہم سے شب وصال نہ ہوگا مگر لحاظ

دیتے ہین بوسہ غیر کو وہ میرے سامنے
دنیا سے اُٹھ گیا ہے رضا سر بسر لحاظ

ردیف عین مہملہ

آئے گر وہ شمع رو ہو جائے گی دیوانہ شمع
مثل پروانہ کریگی رقص بیتابانہ شمع

کرتی ہی ظاہر سرِ محفل غم پروانہ شمع
جان رو رو کر دیے دیتی ہے بیتابانہ شمع

دیکھ لے گر ایکدن بھی عارضِ جانانہ شمع
بزم مین ہوگی رضا پروانسے بیگانہ شمع

تیرے آبِ اشک نے بھردی ہی شب بھر مین لگن
کیون نہو لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

اسطرح دل کو ہوا ہی اُس یدِ بیضا کا عشق
رات دن پھرتا ہو لیکر جسطرح دیوانہ شمع

تیری فرقت مین مرا گھر اک سیہ خانہ ہوا
آشناؤنکی طرح سے ہو گئی بیگانہ شمع

بزم مین اُس شمعرو کے آگے ہو جاتی ذلیل
چھپ رہی فانوس مین بے شبہ تھی فرزانہ شمع

جل گیا پروانہ تیرے ایک ہی انداز مین
کس نے سکھلایا تجھے یہ نازِ معشوقانہ شمع

خوف ہی تیری نگاہِ قہر سے جل جائیگی
آئے کیونکر تیرے آگے بزم مین ترسانہ شمع

خاک ہو جاتا نہ جلکر کس لیے مین بزم مین
دل مرا پروانہ تھا اور عارضِ جانانہ شمع

ہجر مین ہان دیکھین تو کیسی زبان آور ہے تو
رات کٹجائے بیان کر کوئی وہ افسانہ شمع

گل لیا گلگیر نے روشن ہوئی محفل تمام
کیون نہ کرتی سر جھکا کر سجدۂ شکرانہ شمع

جل گیا تن آتشِ رشک و حسد سے ہجر مین
آگیا آئے نظر جسدم ہمین پروانہ شمع

لو لگی ہے جب سے زلفِ یار کی آئینہ سان | سر دُھنا کرتی ہے اپنا صورتِ دیوانہ شمع

اُٹھ نہین سکتا رضا نخلِ تمنائے مراد
بوتی ہے ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

ردیف غین معجمہ

مقابلہ جو کرے تجھسے اے نگار چراغ | تو ایک رات مین گل ہو ہزار بار چراغ

گھرون مین جنکے فروزان تھے بیشمار چراغ | پس فنا نہین رکھتے سرِ مزار چراغ

ضیا مین صورتِ خورشید ہو ہزار چراغ | نہ فوق پائیگا پیشِ رخِ نگار چراغ

جو ایک دن بھی دکھادے وہ بت رخِ تابان | خدا کے گھر مین مین روشن کرون ہزار چراغ

جلائے بلبل و گل کو مثالِ پروانہ | دکھائے آپکے رخ کی اگر بہار چراغ

خجل ہے رات کو یون مہ تمھارے عارض سے | کہ جیسے مہر سے ہو دن کو شرمسار چراغ

شبِ فراق مین جلتا ہو ساتھ اپنے | ہوا ہے صورتِ پروانہ غمگسار چراغ

نقاب رخ سے نہ اُسنے اُٹھائی صبح تلک | ہوا نہ وصل کی شب مجھکو سازوار چراغ

لگی ہے لو تری شمع عذار کی اُس کو | کریگا شام سے تا صبح انتظار چراغ

خیالِ عارضِ پرنورِ یار مین شب کو | مین کیا کہون مجھے کیسا تھا ناگوار چراغ

ہماری قبر منور ہے نورِ ایمان سے | نہین ہے تو نہ ہو اے دل سرِ مزار چراغ

ابھی چمن کی طرح بزم سب مہک جائے | جو ہنس کے پھونکدے مُنھ سے وہ گلعذار چراغ

نقابِ عارضِ گلرو جو وا رہا تا صبح | چمن کی رات کو لوٹا کیا بہار چراغ

ہزارون بلبلین شیدا ہون مثلِ پروانہ | جلائے روغنِ گل سے جو وہ نگار چراغ

جلے گا خاک رضا صبح تک ہمارے ساتھ
شبِ فراق مین کر جائے گا فرار چراغ

ردیف ف

ملتفت کوئی نہین ہوتا ہے بسمل کی طرف
جسکو دیکھا ہم نے پایا اُسکو قاتل کی طرف

کوئے جانان کو چلا ہون راہبر ہو دل میرا
اے خضر رخ ہو مرا کعبہ کی منزل کی طرف

پھر اشارہ کرتے ہین وہ ابروے خونریز کا
اُف کیا پھر تیغ نے رخ اپنے گھائل کی طرف

کیا نصیبِ دشمنان دل آئینہ نے لے لیا
ٹکٹکی باندھے ہو کیون اپنے مقابل کی طرف

ساتھ غیرونکے چلا وہ مجھکو بسمل چھوڑ کر
یاس سے دیکھا کیا مین اپنے قاتل کی طرف

شیفتہ ہوتا ہے جو اُس چاند سے رخسار کا
رخ نہین کرتا کبھی وہ ماہِ کامل کی طرف

داورِ محشر سے محشر مین ملے گی مجھکو داد
مین نہ مانونگا تو حق ہوگا باطل کی طرف

آبِ رحمت سے اسے سیراب کر بحرِ کرم
اک پیاسا دور سے آیا ہے ساحل کی طرف

ناقۂ لیلے بڑھا جب نجد کے میدان سے
دیکھتا تھا قیس کس حسرت سے محمل کی طرف

پاؤن گو اُٹھتا نہین شوقِ شہادت دیکھنا
جا رہا ہون سر کے بل مین کوئے قاتل کی طرف

وہ مزا مجھکو دیا گم گشتگی عشق نے
اب مین بھولکر رخ نہین کرتا ہون منزل کی طرف

شمع کے دیدار کی حسرت مین دیکھو اے رضا
اُڑ کے خود پروانہ آجاتا ہے محفل کی طرف

مصائب و ستم روزگار سے واقف
یہ ایک دل ہے ہزارون بہار سے واقف

ہوا جو آئینۂ دل غبار سے واقف
کبھی نہوگا یہ رخسارِ یار سے واقف

کسی کے بڑھتے ہوئے گیسوؤن کو دیکھا ہے
ہوا مین طولِ شبِ انتظار سے واقف

نہ کیون ہون ہم دلِ بے اضطراب کے ممنون
ہوئے نہ مر کے لحد مین فشار سے واقف

بہا ہے خون شہیدون کا اُسکے کوچے مین
زمین کعبہ ہوئی لالہ زار سے واقف

جگر سے کھینچ کے مرے اشک آ گئے آنکھون مین
صدف ہوئے گہرِ آبدار سے واقف

کچھ اس طرح سے مٹے ہین کمر کے عشق مین ہم
ہوا نہ کوئی نشانِ مزار سے واقف

فلک پہ رہنے کو پایا مکان جیتے جی
مسیح جب ہوے ایذائے دار سے واقف

حضور چشمِ حقارت سے دیکھتے ہین جنھین
وہی ہین خوب مرے حالِ زار سے واقف

کسی کے عارضِ گلرنگ دیکھ پائے ہین
ہوا ہین رونقِ فصلِ بہار سے واقف

کیا ہے عشقِ رخ و زلفِ یار نے آگاہ
نتھا ہین گردشِ لیل و نہار سے واقف

امید عفو پہ بندون نے جو کیے ہونگے
وہی گناہ نہونگے شمار سے واقف

جنون مین بادیہ گردی سے کب ملی فرصت
کب آبلے نہوئے نوکِ خار سے واقف

یہی کہے گا فسانہ مرے گریبان کا
ہوا ہے دستِ جنون تار تار سے واقف

جنھین نصیب ہوئی توبۂ نصوح رضا
وہ ہونگے رحمتِ پروردگار سے واقف

ردیف قاف

کیون نہ فرقت کا مرض ہو او دلِ بیمار شاق
لادوا جو ہو ہوا کرتا ہے وہ آزار شاق

یون ہی اُس ظالم کو ہے عشاق سے اقرار شاق
جسطرح اغیار سے ہے وصل کا انکار شاق

امتحانِ غیر کی باری ہے قاتل میرے بعد
دستِ نازک کو ترے اب کیون نہو تلوار شاق

چار سو اسلام پھیلایا ہے اُس رخسار نے
اب برہمن کو گلے مین کیون نہو زنار شاق

اُف وہ کہتے ہین کہ اپنی جان دی جیتا ہی کیون
جاگنا ہے تجھکو گرا و طالبِ دیدار شاق

یون ڈھٹائی سے عدو کی سمت پھرنا بزم مین
عاشقون کو ہو رہا ہے او نگاہِ یار شاق

اُف یہ مجھسے کہہ رہی ہے زہر آلودہ نگاہ
زخم پر ہونے نپائے مرہمِ زنگار شاق

ٹکٹکی باندھے ہے تو غیرونکی جانب بزم مین
اُف ادھر پھرنا بھی ہے تجکو نگاہِ یار شاق

وہ کھڑے ہین سامنے گردن جھکائے حشر مین
کھولنا اب کیون نہو مجھکو لبِ اظہار شاق

آزمائش ہے فقط تیری وہ آئینگے ضرور
انتظار اونکا نہواے دیدۂ بیدار شاق

ہو نہ ہوا یدل ضرور اسمین بھی کوئی رمز ہے
کہہ رہے ہین وہ مجھے ہی صحبت اغیار شاق

زندگی کو ختم کرنا ہے کسی صورت سے ہو
ہمکو ہو کس طرح عشق گیسو و رخسار شاق

جائینگے اب خاک تیر آہ تا عرش برین
سائے کو ہے ضعف سے چڑھنا سر دیوار شاق

کل جگا دیگا اُنھین شور قیامت قبر مین
آج ہوتی ہی جنھین زنجیر کی جھنکار شاق

تار دامن تک مجھے بار گران ہی جسم پر
کیون نہین واعظ ہتا سر پر تجھے دستار شاق

آپ کی خاطر ہے اچھا یہ بھی کر لینگے حضور
ورنہ دل سے تو ہمین ہی صحبت اغیار شاق

میرے دشمن جب سے خوش ہون وہ ادا کس کام کی
بزم مین کیون ہو نہ تیری شوخی گفتار شاق

روز یہ چکر نہین اچھے ہین کوئے یار کے
کیون نہو یہ چال تیری چرخ کجرفتار شاق

آج ہی سکھلا دیا ابرو نے کھنچنا آپ کو
عید کے دن بھی گلے ملنا ہوا اے یار شاق

دوسرا بوسہ جو مانگا ہنسکے وہ بولے رضا
سنتے ہین حاتم کو بھی سائل کی تھی تکرار شاق

ردیف کاف عربی

صبح سے شام ہوئی آیا نہ جانان ابتک
کھیلتی ہے مرے سر پہ شب ہجران ابتک

قفس تن سے چلا طائر جان سوے عدم
ہاے لایا نہ کبوتر خط جانان ابتک

عہد پیری مین بھی امید وفا ہے اُس سے
عقل آئی نہ تجھے اے دل نادان ابتک

عشق مین جسکے گلی کوچے مین بدنام ہوے
حیف صد حیف وہ ہی ہمسے گریزان ابتک

چاک سینہ کیا جراح نے پر الفت سے
دل سے نکلا نہ ترے تیر کا پیکان ابتک

روز بوسے لب شیرین کے لیا کرتی ہین
روح فرہاد کو ہم کرتے ہین شادان ابتک

ایکدن جلوۂ رخسار صنم دیکھا تھا
مہر و مہ آئینہ سان جبسے ہین حیران ابتک

حسن مین تیرے عجب شان ہو اللہ اللہ
مین نے دیکھا نہین ایسا کوئی انسان اب تک

رشک یوسف ہوے دنیا مین پہ پیدا کہون
تیرا ثانی نہ ہوا کوئی بھی انسان اب تک

آکے دنیا سے رضا ملک عدم بھی چھانا
نہ ملا پر نہ ملا کوچۂ جانان اب تک

تم نہ آؤگے مرے گھر پہ مری جان کبتک
سر پہ کھیلے گی بلائے شب ہجران کبتک

گھر کرے دل مین خیال رخ جانان کبتک
میزبان دیکھیے بنتا ہے یہ مہمان کبتک

صور پھونکے گا تپا او دل نالان کبتک
حشر کا ہوگا شب ہجر مین سامان کبتک

بزم اغیار مین جا جاکے تو او غیرت شمع
شکل پروانہ جلائیگا مری جان کبتک

صورت ابر جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ماہ
دیکھیے رہتی ہے یہ بارش باران کبتک

رحم کر حضرت یوسف پہ زلیخا للہ
پا بزنجیر رہے قیدی زندان کبتک

ہان دل زار کسی دن تو رسائی ہوگی
نہ اٹھیگا یہ دل زار سے [illegible] کبتک

گر ڈبونا ہے عدو کو تو ڈبو جلد کہین
مجھکو ہنسوائیگا یہ دیدۂ گریان کبتک

کھینچ لائے گی کبھی تو کشش ملت بت
زاہد دیکھون نہ تم لاؤگے ایمان کبتک

جلوۂ روز قیامت تو ذرا ہوتے دو
نہ ٹلے گی یہ بلائے شب ہجران کبتک

موت آتی ہے نہ آتا ہے وہ عیسی اف اف
زندہ درگور رہین عاشق نالان کبتک

تا کجا دیکھیے چلتی ہین یہ چوٹین اے دل
لڑتے دین دہر مین یہ گبر و مسلمان کبتک

عام دیدار قیامت مین مقرر ہوگا
نہ دکھاؤگے مجھے شکل مری جان کبتک

یار کو خواب مین دیکھون یہ تمنا ہی رہا
دیکھنا ہی کہ نکلتا ہے یہ ارمان کبتک

ردیف کاف فارسی

ہے مرغ روح کوچۂ دلدار سے الگ
افسوس عندلیب ہے گلزار سے الگ

دم بھر کو چلیے محفلِ اغیار سے الگ
اک بات مجھکو کہنا ہے سرکار سے الگ

ایسا نہو کہ سونگھ لے بادِ صبا پھول
عارض کو رکھیے گیسوئے خمدار سے الگ

وحشی رہا کیے بیٹھے نہ گھر کر اٹھین گے ہم
ہونگے نہ زندگی مین درِ یار سے الگ

ہوتی نہین کسی کو نظر اُس کی دید کی
ملتا ہے اپنے طالب دیدار سے الگ

جاؤ نہ میرے پاس سے اے عیسی زمان
ہوتے نہین ہین نزع مین بیمار سے الگ

سرمہ لگا ہے آنکھ مین ہو جائیگی نظر
بیٹھو چمن مین نرگسِ بیمار سے الگ

واعظ دکھائین گے تجھے روز شمار ہم
رحمت نہ اُسکی ہوگی گنہگار سے الگ

اے جذب دیدار تری دھوم کیون نہو
کیسا کیا ہے یار کو اغیار سے الگ

گردش سے آسمان کے ہم بادہ خوار بھی
پھرتے رہے ہین خانۂ خمار سے الگ

یہ حال ہوگیا ہے تپ ہجر یار سے
رہتے ہین ہم پڑے ہوئے بیمار سے الگ

جام مئے طہور کی الفت مین ساقیا
دیوانے تیرے رہتے ہین ہشیار سے الگ

برقِ جمال پھونکدے تو اختیار ہے
بیٹھا تو ہون مین روزنِ دیوار سے الگ

دنیا ہے اُسکی اور قیامت ہے تیرے ساتھ
چالین فلک کی ہین تری رفتار سے الگ

بخت رسا نے مجھکو جو پہونچا دیا کہین
نقشے کی طرح ہونگا نہ دیوار سے الگ

دم بھر نہ چین پاؤنگا مرقد مین اے رضا
لاشہ گڑا جو کوچۂ دلدار سے الگ

ردیف لام

قتل کے شوق مین کہتا ہوا قاتل قاتل
لب کے باہر نکل آیا ہے مرا دل قاتل

پھنس گئے ہین جو دھوین مین جگر و دل قاتل
کیا ترا چاہِ ذقن ہے چہِ بابل قاتل

یون ترے ہجر مین بیتاب رہا دل قاتل
جیسے تڑپے کوئی مچھلی لبِ ساحل قاتل

جب اشارے سے کیے لاکھون ہی سر تن سے جدا
تیغ ابرو پہ خود اپنی ہوا مائل قاتل

مین نے دیکھا نہین ایسا کوئی بانکا ترچھا
تیری ہر وضع ہے میرے لیے قائل قاتل

بے ترے باغ مین پہونچا جو مین ای گل خسار
ہو گیا میرے لیے شور عنادل قاتل

شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا
تیری شوخی سے مین تجھپہ ہوا مائل قاتل

بھر دے للّٰہ دُرِ وصل سے دامن میرا
در پہ آیا ہون ترے صورت سائل قاتل

حشر مین ہونگے اگر داد کے خواہان بسمل
کیسی اُس روز پڑیگی تجھے مشکل قاتل

پڑ گیا آئنۂ تیغ پہ جب عکس اُسکا
نظر آنے لگا قاتل کے مقابل قاتل

تیغ حسرت سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا
سامنے میرے نہ کر غیر کو گھائل قاتل

اسقدر شوقِ شہادت ہے رضاؔ کے دل مین
در پہ رہتا ہے پڑا صورت سائل قاتل

غزل دیگر

پاس انفاس کے ہے درد مین قائل قاتل
تیرا دم بھرتا ہے ہر لحظہ مرا دل قاتل

کیا کہون کون ہوا رونق محفل قاتل
دشمن جان ہی جگر اور مرا دل قاتل

ہو گئے پہلے ہی وہ ہجر مین خون ہو ہو کر
ڈھونڈہ پہلو مین نہ میرے جگر و دل قاتل

ایک ہاتھ اور لگا دے ترا احسان ہوگا
قتلگہ مین نہ مجھے چھوڑ تو بسمل قاتل

ناتوان ہوتے ہین دق ضیقِ نفس سے لیکن
سخت جانونکے لیے ہے مرضِ سل قاتل

ہر دم دیدہ یہ کہتے ہین بچشم انصاف
آنکھ کا اُس بتِ سفاک کی ہی تل قاتل

کیسے جنت مین مری روح نہ جاتی خوش خوش
مل گیا تھا مجھے اک حور شمائل قاتل

سخت جانی نے ندامت کا پنہایا جامہ
جان دینا مجھے اب ہو گیا مشکل قاتل

جیتے جی کیسے پہنچنا ہو اسی سوچ مین ہون
ہے مسافر کے لیے گور کی منزل قاتل

ڈگ ڈگا کر نہ پیے دھوپ کا مارا پانی
ایسے پیاسے کے لیے ہی لب ساحل قاتل

بیڑیان زلف کی پہنا دے کہ جھنکار نہ ہو
جان لیگی مری آوازِ سلاسل قاتل

تیرے کوچے مین رضا کو جو قضا آئے گی
مرکے ہوجائیگا فردوس مین داخل قاتل

ناصح ترا جو اُس بتِ یکتا پہ آئے دل
میری طرح زبان پہ رہے ہائے ہائے دل

نازک ہے کیسے رونے کے صدمے اُٹھائے دل
فرقت مین تنگ زیست سے کیونکر نہ آئے دل

جبتک نہ ہاتھ دونون جہان سے اُٹھائے دل
ممکن نہین کہ یار کے جلوے کو پائے دل

تیری طرح ہر ایک حسین ظلم اگر کرے
پھر کیون کوئی کسی سے جہان مین لگائے دل

مارا ہوا ہے یہ کسی ترچھی نگاہ کا
کس طرح میرے پہلو مین آرام پائے دل

ہے جان نثار اُف نہ زبان پر لائیگا
تیر و نیزہ و تیغ پہ گر تیغ کھائے دل

پھینکا حنا کی طرح جو مل کے پاؤن سے
کیا تھا قصور کیا تھی مری جان خطائے دل

بیٹھے ہین مٹھی بند کیے وہ جو بزم مین
کس دھین دھوکڑی سے مرا چھین لیجائے دل

منت کی بیڑیان مین چڑھاؤن خدا کے گھر
اُس بت کی زلف سے جو مرا چھوٹ جائے دل

لیجائیے پسند جو آیا ہے آپ کے
ہو کیسے اپنے پہلو مین رکھون بچائے دل

ہے اپنے اپنے حال مین ہر ایک مبتلا
کس سے کہون مین کون سنے ماجرائے دل

امید وصل کی ہو اگر بعد ہجر کے
خوش ہوکے پھر فراق کے صدمے اُٹھائے دل

اپنون مین غیر کون تھا جو مفت لے گیا
کیون لب پہ ہے رضا ترے ہر بار ہائے دل

معشوق بے نیاز کا گھر ہے دیارِ دل
کیا منزلت ہے عشق مین کیا ہے وقارِ دل

انسان بچشمِ غور جو دیکھے وقارِ دل
وسعت مین عرش سے بھی فزون ہے دیارِ دل

نالے ہوے بلند جو او شمع رو کبھی
چمکے ستارے بنکے فلک پر شرارِ دل

سنتا ضرور تیری نصیحت کو ناصحا
پر کیا کرے کہ کچھ بھی نہین اختیارِ دل

رو رو کے ہجر یار مین کرتے ہین شب بسر
اسطرح سے نکالتے ہین ہم بخار دل

پہونچا ہے لوٹتا ہوا وہ روبروے یار
قاصد نے یون بیان کیا اضطرار دل

بیتابیِ فراق نے وہ روک ٹوک کی
صبر و شکیب ہو نہ سکے غمگسار دل

وشتِ جنون مین پایا جو ہمدرد قیس کو
رویا گلے لگا کے نکالا بخار دل

کشتون کے ٹکڑے ہوگئے گننا محال ہے
ممکن ہے قتلگاہ مین قاتل شمار دل

اُف عشق تو نے لوٹ لیے یک قلم تمام
تاب و توان و طاقت و صبر و قرار دل

چمکا فلک پہ جاکے وہ مانندِ آفتاب
ہمراہِ آہ کوئی جو نکلا شرار دل

سودائیون کو ڈر نہین آسیب دہر سے
زلف سیاہ یار رہے رد الفزار دل

اے یادِ یار قبر مین بھی میرے ساتھ چل
تجھسا ملے گا کون وہان غمگسار دل

کوے طلب مین یار کے اللہ ری تلاش
اُڑتا پھرا ہے بعد فنا بھی غبار دل

کچھ آفت اُسپہ آئی جو قاصد نہین پھرا
کیون آج شام سے ہے فزون انتشار دل

اے درد اُٹھ کے آنکھ سے آنسو گرا دیے
کیا اس لیے کیا تھا تجھے رازدار دل

اب میکشی کرین گے رضا جاکے باغ مین
فصل بہار آئی گیا اختیار دل

ردیف میم

شوق سے جاتے ہین سوے دار ہم
عاشقون مین کیون نہون سردار ہم

ساقیا ایسا پلا جامِ شراب
حشر تک جس سے نہون ہشیار ہم

وصل کی شب کٹ گئی وہ جا چکے
لو ہوے کب خواب سے بیدار ہم

تیغ قاتل نے نہ کی ہم پر نظر
سامنے اُسکے گئے سو بار ہم

ایک بوسہ پر اگر مانگین وہ جان
یہ رقم دینے کو ہین تیار ہم

چھوڑ دیتے اُسکو اے ناصح ضرور
پر کرین کیا دل سے ہین لاچار ہم

لین گے اُس یوسف کو دیکر نقد جان
آج جاتے ہین سوِ بازار ہم

عشق مین اُس رشک لیلےٰ کے رضا
مثل مجنون جی سے ہین بیزار ہم

[illegible] خدا کی قسم ہر کسی سے ہم
ہوتے جو بیوفائی مین یکتا تجھی سے ہم

[illegible] کبھی جدا ہوے جب اُس پری سے ہم
گلیون مین تنکے چننے لگے بس گھڑی سے ہم

وہ [illegible] بھی ہے بغل مین سحر ہے دور
دیوانے پن کی کرتے ہین باتین ابھی سے ہم

اقرار وصل کرکے وہ یون ٹالنے لگے
کیا اُسکا اعتبار کہین جو ہنسی سے ہم

[illegible] ہوش گم تری رفتار ناز سے
کسطرح حال حشر کا پوچھین کسی سے ہم

اقرار وصل کرکے نہ آیا وہ گلعذار
بستر پہ لوٹتے رہے کس بیکلی سے ہم

آوارہ ہوکے پائین گے اُس بے نشان کو
پہونچین گے سیدھی راہ پر اس گمرہی سے ہم

افسوس آئے ہین وہ عیادت کو اُس گھڑی
جب بات بھی نہ کر سکے بے طاقتی سے ہم

بے یار گر جیے بھی تو جینے کا لطف کیا
بہتر ہے ہاتھ اُٹھائین جو اس زندگی سے ہم

باندھے گا بند مٹھیون کے جسدم وہ گلبدن
پھولے سمائین گے نہ کفن مین خوشی سے ہم

چمکے گا داغ عشق رضا برق کی طرح
گھبرائین کیون لحد کی بھلا تیرگی سے ہم

سمجھا بجھا کے لاتے ہین جب اُس گلی سے ہم
کیا تجھپہ گذری پوچھتے ہین اپنے جی سے ہم

آئینہ ہین عدو کے لیے دوستی سے ہم
رکھتے نہین ذرا بھی کدورت کسی سے ہم

الفت مین ان حسینونکی وہ رنج پائے ہین
لینے کے نام عشق نہین دل لگی سے ہم

کہہ آئے تھے نہ آئین گے پہ ہو سکا نہ ضبط
آخر کو اُسکے پاس گئے آپ ہی سے ہم

بک بک کے مغز ناصحِ مشفق نہ کھائیے
باز آئین گے نہ مرکے بھی اس عاشقی سے ہم

سچ بتا کس کو دیا ہی حسن مین حق نے کمال
تجھکو دکھلا کر یہ پوچھین گے مہِ کامل سے ہم

ذبح ہو کر سیر دکھلائین گے او قاتل تجھے
کم تڑپنے مین نہین ہین طائرِ بسمل سے ہم

کون ہے یہ دیکھنے والی ترے رخسار کی
کیون الگ کردین نہ شمع بزم کو محفل سے ہم

اف یہ کہکر اُس نے توڑا میرے دل کا آئنہ
خوش بہت ہوتے ہین عاشق کے شکستِ دل سے ہم

کسطرح اُن سے سوال وصل کیجیے اے رضا
کہتے ہین وہ بات بھی کرتے نہین سائل سے ہم

ردیفِ نون

ترے ابرو کے یہ انداز او ظالم نرالے ہین
خمیدہ ہون تو خنجر ہین کشیدہ ہون تو بھالے ہین

کچھ اس انداز سے نکلے ہمارے لب سے نالے ہین
عدو کیا آج سنتے ہین کہ وہ بھی دل سنبھالے ہین

سنبھل بیٹھے ہین وہ خود دل جگر کو بھی سنبھالے ہین
دلا کیا ہو گا آخر کچھ آج نالے ہونے والے ہین

ترقیِ خیالِ زلفِ جانان مرحبا تجھکو
مری نظرون مین راتون کیطرح اب دن بھی کالے ہین

سراپا آبلہ تجھکو بنایا سوزِ فرقت نے
کچھ آنسو آنکھ مین ہین اور کچھ تلوون مین چھالے ہین

تو ہی بتلا کرون مین نذر او تیرِ نظر کس کو
جگر ہو یا کہ دل دونون ترے نازونکے پالے ہین

یہی وہ ہے نہ جسکو تیری مٹھی مین بھی چین آیا
بڑے شہزور صبر و ضبط ہین دلکو سنبھالے ہین

سمٹے دامن چلے جب طفل اشک آنکھین یہ بول اُٹھین
انھین آرام دینا یہ مری گودون کے پالے ہین

صفین مژگان کی کھنچی جا رہی ہین قتل پر میرے
مدد اے زندگی اب جان کے خواہان سنبھالے ہین

ترا دفتر کا بھی ہٹ جائے اُٹھا لے ہنگامۂ محشر
محمد پہ آج سنتے ہین کہ وہ بھی آنیوالے ہین

لہو کے بدلے شعلے سینے سے نکلے ہین او قاتل
عیان جوہر نہین ہین یہ ترے خنجر مین چھالے ہین

بچاؤ دل جگر کہتی ہین وہ دنبالہ دار آنکھین
الٰہی خیر کرنا اب ہمین جینے کے لالے ہین

الٰہی آبرو رکھنا نہ ہمسایے کو ایذا ہو
جگر مین چٹکیان لیتے ہین وہ ہم دل سنبھالے ہین

سچ بتا کس کو دیا ہی حسن مین حق نی کمال
تجھکو دکھلا کر یہ پوچھین گے مہ کامل سی ہم

ذبح ہوکر سیر دکھلائین گے او قاتل تجھے
کم تڑپنے مین نہین ہین طائرِ بسمل سی ہم

کون ہے یہ دیکھنے والی ترے خیبار کی
کیون الگ کردین نہ شمعِ بزم کو محفل سی ہم

اُف یہ کہکر اُس نے توڑا میرے دل کا آئینہ
خوش بہت ہوتے ہین عاشق کے شکستِ دل سی ہم

کسطرح اُن سے سوالِ وصل کیجیے اے رضا
کہتے ہین وہ بات بھی کرتے نہین سائل سی ہم

ردیف نون

ترے ابرو کے یہ انداز او ظالم نرالے ہین
خمیدہ ہون تو خنجر ہین کشیدہ ہون تو بھالے ہین

کچھ اس انداز سے نکلے ہمارے لب سے نالے ہین
عدو کیا آج سنتے ہین کہ وہ بھی دل سنبھالے ہین

سنبھل بیٹھے ہین وہ خود دل جگر کو بھی سنبھالے ہین
دلا کیا پھر اثر کچھ آج نالے ہونے والے ہین

ترقیِ خیالِ زلفِ جانان مرحبا تجھکو
مری نظرون مین راتون کیطرح اب دن بھی کالے ہین

سراپا آبلہ تجھکو بنایا سوزِ فرقت نے
کچھ آنسو آنکھ مین ہین اور کچھ تلوون مین چھالے ہین

تو ہی بتلا کرون مین نذر او تیرِ نظر کس کو
جگر ہو یا کہ دل دونون ترے نازون کے پالے ہین

یہی وہ ہی نہ جسکو تیری مٹھی مین بھی چین آیا
بڑے شہزور صبر و ضبط ہین جو انکو سنبھالے ہین

سمٹے دامن چلے جب طفلِ اشک آنکھین یہ بول اُٹھین
انھین آرام دنیا یہ مری گودون کے پالے ہین

صفین مژگان کی کھنچی جا رہی ہین قتل پر میرے
مدد اے زندگی اب جان کی خواہان رسالے ہین

ترا دھڑکا بھی مٹ جائے اُٹھا لے ہنگامۂ محشر
لحد پہ آج سنتے ہین کہ وہ بھی آنیوالے ہین

لہو کے بدلے شعلے سینے سے نکلے ہین او قاتل
عیان جوہر نہین ہین یہ ترے خنجر مین چھالے ہین

بچاؤ دل جگر کہتی ہین وہ دنبالہ دار آنکھین
الٰہی خیر کرنا اب ہمین جینے کے لالے ہین

الٰہی آبرو رکھنا نہ ہمسایے کو ایذا ہو
جگر مین چٹکیان لیتے ہین وہ ہم دل سنبھالے ہین

سچ بتا کس کو دیا ہی حسن مین حق نے کمال ۔ تجھکو دکھلا کر یہ پوچھین گے مہ کامل سے ہم
ذبح ہوکر سیر دکھلائین گے او قاتل تجھے ۔ کم تڑپنے مین نہین ہین طائرِ بسمل سے ہم
کون ہے یہ دیکھنے والی ترے رخسار کی ۔ کیون الگ کردین نہ شمع بزم کو محفل سے ہم
اف یہ کہکر اُس نے توڑا میرے دل کا آئینہ ۔ خوش بہت ہوتے ہین عاشق کے شکستِ دل سے ہم

کسطرح اُن سے سوال وصل کیجیے اے رضا
کہتے ہین وہ بات بھی کرتے نہین سائل سے ہم

ردیفِ نون

ترے ابرو کے یہ انداز او ظالم نرالے ہین ۔ خمیدہ ہون تو خنجر ہین کشیدہ ہون تو بھالے ہین
کچھ اس انداز سے نکلے ہمارے لب سے نالے ہین ۔ عدو کیا آج سنتے ہین کہ وہ بھی دل سنبھالے ہین
سنبھل بیٹھے ہین وہ خود دل جگر کو بھی سنبھالے ہین ۔ دلا کیا پھر اثر کچھ آج نالے ہونے والے ہین
ترقیِ خیالِ زلفِ جانان مرحبا تجھکو ۔ مری نظرون مین راتون کیطرح اب دن بھی کالے ہین
سراپا آبلہ تجھکو بنایا سوزِ فرقت نے ۔ کچھ آنسو آنکھ مین ہین اور کچھ تلوون مین چھالے ہین
تو ہی بتلا کرون مین نذر او تیرِ نظر کس کو ۔ جگر ہو یا کہ دل دونون ترے نازونکے پالے ہین
یہی وہ ہو نہ جسکو تیری مٹھی مین بھی چین آیا ۔ بڑے شہزور صبر و ضبط ہین جو انکو سنبھالے ہین
ستے دامن چلے جب طفل اشک آنکھین یہ بول اٹھین ۔ انھین آرام دنیا یہ مری گودون کے پالے ہین
صفین مژگان کی کھنچی جا رہی ہین قتل پر میرے ۔ عدوے زندگی اب جان کی خواہان رسالے ہین
ترا دھڑکا بھی مٹ جائے اُٹھا لے ہنگامۂ محشر ۔ لحد پہ آج سنتے ہین کہ وہ بھی آنیوالے ہین
لہو کے بدلے شعلے سینے سے نکلے ہین او قاتل ۔ عیان جوہر نہین ہین یہ ترے خنجر مین چھالے ہین
بچاؤ دل جگر کہتی ہین وہ دنبالہ دار آنکھین ۔ الٰہی خیر کرنا اب بہت جینے کے لالے ہین
الٰہی آبرو رکھنا نہ ہمسائے کو ایذا ہو ۔ جگر مین چٹکیان لیتے ہین وہ ہم دل سنبھالے ہین

جگر مین ٹیس اُٹھتی ہے تو دل مین درد ہوتا ہے
کبھی ہم آہ کرتے ہین کبھی فریاد کرتے ہین

مسبب بے سبب ہو جائے ممکن ہو نہین سکتا
ہم اُنپر جان دیتے ہین تو وہ بیداد کرتے ہین

مری قسمت مین کیا تحریر ہے یہ آپ کیا جانین
نہوگا وصل میرا آپ کیا ارشاد کرتے ہین

مقدر مین جو لکھا ہے رضا وہ مٹ نہین سکتا
عبث یہ جبہہ سائی روز و شب ہاد کرتے ہین

نہ پوچھو ہم سے کچھ کیا دہر مین زہاد کرتے ہین
بتون کی دیکھکر سختی خدا کو یاد کرتے ہین

فرشتے جن و انسان نالہ و فریاد کرتے ہین
ہم اپنے بھولنے والے کو جسدم یاد کرتے ہین

نظر کرتے ہین رحمت پر تو قوت ہوتی ہے حاصل
خجل ہوتے ہین جب اپنے گنہ ہم یاد کرتے ہین

تمنا ہے یہ مدت سے مدینہ مین پہونچ جاؤن
بلا کر آپ در پر دیکھیے کب شاد کرتے ہین

ہوس مطلق نتھی ہم کو ازل مین باغ دنیا کی
اب آئے ہین تو سیر عالم ایجاد کرتے ہین

شب تنہائی مین رہ رہ کے دل مین درد اُٹھتا ہے
یہی باعث ہے رُک رُک کر جو ہم فریاد کرتے ہین

جزاک اللہ وحشت نے یہ دی ہے افسری مجھکو
غلامونکی طرح خدمت مری حداد کرتے ہین

شب تنہائی ہے شرم آتی ہے خود ہی سمجھ لیجیے
کہون کیا حضرت دل مجھسے کیا ارشاد کرتے ہین

نہین کھنچتا ہے نقشہ کاکل شبرنگ جانان کا
زمانے بھر کی فکر مین مانی و بہزاد کرتے ہین

نہ کیونکر ہو حلب سے تا ختن شہرہ رضا اپنا
کسیکے عارض و گیسو کو ہر دم یاد کرتے ہین

نہ آہین سرد بھرتے ہین نہ ہم فریاد کرتے ہین
قفس مین رہکے بھی یون خاطر صیاد کرتے ہین

اسیران قفس جب بے اثر فریاد کرتے ہین
تو پانی موم کیصورت دل صیاد کرتے ہین

حباب آسا ہے سب کی زندگی اس دار فانی مین
بڑے نادان ہین مخلوق کی جو بنیاد کرتے ہین

خدا جانے کہان کھو آئے دل اُف انکا یہ کہنا
ہماری آپ لوگون مین عبث فریاد کرتے ہین

بتون کے عشق مین بھولے نماز پنجگانہ ہم
وہی اچھے ہین جو ہر دم خدا کو یاد کرتے ہین

فدا کرتے ہین جان اپنی پریزادونکی الفت مین
کمائی عمر بھر کی آج ہم برباد کرتے ہین

نہین کھنچتا اگر نقشہ دکھا دین آئینہ اسکو
تردد اسقدر کیون مانی و بہزاد کرتے ہین

اسیر زلف ہوکر یون بسر ہم عمر کرتے ہین
کہ پوری جیسے قیدی قید کی میعاد کرتے ہین

نہ اُٹھون قبر سے کسطرح مین پڑھتا ہوا کلمہ
لب جان بخش سے اپنے وہ قم ارشاد کرتے ہین

لگا لاتے ہین پریان جا کے اندر کے اکھاڑے سے
غضب کی شوخیان دنیا مین آدم زاد کرتے ہین

بوقت نزع کیونکر ہچکیان آئین رضا ہمکو
وہ ہم کو بھولے بیٹھے ہین تمھین ہم یاد کرتے ہین

شب وصال کو دم بھر کہین قیام نہین
یہ صبح پھر قیامت ہی جسکی شام نہین

وہ بات کرتا ہے لیکن دہن سے کام نہین
کلیم کو بھی تو اس قول مین کلام نہین

وہ کیسے پھیر نہ لین منھ کو دوسرے جانب
قبول ہونے کے قابل مرا سلام نہین

نہ بھیجیگا کبھی یوسف کو قید خانے مین
عزیز مصر زلیخا ترا غلام نہین

زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر دم
سمن ناز کے منھ مین ذرا لگام نہین

غرض ہو دونونکو اُس آفتاب محشر سے
فلک کو مجھ سے مجھے کچھ فلک سے کام نہین

حلال کرتا ہی کیون میکشون کو سلے واعظ
شراب تیسرے فاقے کبھی حرام نہین

حریم کعبہ ہو یا بتکدہ ہو یا گرجا
کہان یہ اُس بت یکتا کا احترام نہین

نظر نہ آئے تو قسمت کا پھیر ہے ورنہ
کمر ہے اُس کے ہمارا خیال خام نہین

رضا ضرور سنے فرض کیا ہی اُس بت کا
حدیث عشق کچھ اللہ کا کلام نہین

سمجھ لو اسکو تعجب کا یہ مقام نہین
جہان پہ وہ ہے وہان پر ہمارا نام نہین

پس فنا بھی مٹیگا ہمارا نام نہین
اُٹھا جہان سے ہمراہ جم کے جام نہین

دعائین دو دن نہ مین کس طرح دختر رز کو
فقیر مست ہون قاضی نہین امام نہین

لحد مین چین نہ آیا تو حشر مین پہونچا — مین بیقرار ہون مجھکو کہین قیام نہین
نہ قد کے حسن پہ اترائیے خدا کے لیے — ہمیشہ روز قیامت کو بھی قیام نہین
خرید گوہر جان دیکے لے زلیخا تو — ملیگا حضرت یوسف سا پھر غلام نہین
سخی سمجھکے تمھین مین ہوا ہون سائل وصل — مرا قصور سزاوار انتقام نہین
چھٹی ہین نبضین تمھارے مریض فرقت کی — امید زیست کی گر صبح ہے تو شام نہین
ابھی تو وصل کا اقرار تھا ابھی انکار — تمھاری بات کو واللہ کچھ قیام نہین
وہ پڑھ لین خط تو پتہ دیجیو انھین قاصد — بتانا پہلے سے انکو ہمارا نام نہین
چلا ہون منصب الفت مین عدل کی رہ مین — نشان رہنے نہ رہے پیٹھے گا نام نہین
نہ میری آنکھین نکلواؤ دید عارض پر — یہ جور و ظلم ہے نام اسکا انتقام نہین

مشاعرے مین غزل اے رضا مین خاک پڑھون
پسند ہونے کے قابل مرا کلام نہین

نہ آزادی ہوئی حاصل کبھی عشق حسینان مین — جو دل زلفون سے چھوٹا جا گرا چاہ زنخدان مین
نہ مثل داغ سودا پھول پایا ہمنے بستان مین — نظر آیا نہ جسم زار سا کانٹا بیابان مین
سینے مین بہ جگر موت آ جائے جو قسمت سے — جگہ بے مانگے خود مل جائے مجھکو باغ رضوان مین
اثر دکھلائےگا عشق اسکے گیسوے معنبر کا — پس مردن مرا لاشہ گڑیگا سنبلستان مین
بتون کی یاد جائے دل سے ناصح غیر ممکن ہے — سرایت کر چکا ہے عشق ازل سے جسم مین جان مین
چھٹی ہین خون کی پچکاریان گردن سے مقتل مین — اثر ہولی کا پیدا ہو گیا خون شہیدان مین
تم آؤ تو عیادت کو مین جی جاؤن مرض کم ہو — مرا ذمہ نہ فرق آئیگا کچھ بھی شوکت و شان مین
کسی کی یاد عارض کام آئی روشنی بنکر — مصاحب کون تھا تاریکی گور غریبان مین
شفق کو دیکھکر کہتا ہے بھولا بن کے وہ قاتل — یہ رنگ آیا کہان سے گنبد گردون گردان مین
نہین غم قتل ہونیکا خوشی یہ ہے سر مقتل — لگائی خون نے مہندی رضا شمشیر بران مین

گذر ہوتا ہی جب اپنا خیالِ قدِ جانان مین
بگولے سرو کا عالم دکھاتی ہین بیابان مین

تصورِ قد کا آئے کیون خیالِ زلفِ جانان مین
گذر ہوتا ہی کب سروِ روان کا سنبلستان مین

ہوا پھر زورِ وحشت کا بہار آئی گلستان مین
جنون جب لطف ہی چھوڑی نہ اک تاگا گریبان مین

کرین ہم ان سے کیونکر چار آنکھین بزم مین اے دل
حجاب دیدہ ہوتی ہی حیا چشم حسینان مین

دکھا کر رنگ کی افشان تری زلفون نے دل چھینا
ٹھگون نے مال لوٹا کیا قیامت ہی چراغان مین

جھڑی اشکون کی چھوڑ گئی گرا کر خانۂ تن کو
ٹکے گا کسطرح یہ قصرِ بے بنیاد باران مین

مری آنکھون مین دم بھر بھی نہ آئی چین لینے کو
سُبک سمجھا ہی مجھکو نیند نے بھی ہجرِ جانان مین

مین شیدا تجھسے یکتا کا ہون بلبل گل پہ مفتون ہی
محبت فرق بتلاتی ہی خود انسان و حیوان مین

پری دیون کو میری جیا پلوسی کرتی ہے تابع
اثر تسخیر کا ایسا تھا کب مہرِ سلیمان مین

نہون احباب کیون مایوس مجھ بیمارِ الفت سے
جو دیکھی فال نکلا سورۂ یٰسین قرآن مین

حسینانِ جہان سے کام نکلے غیر ممکن ہے
لگایا ہاتھ کب دیون نے تابوتِ سلیمان مین

جلایا آتشِ حسرت سے اپنا تن رقیبون نے
رضا دھونی رمائی مین نے جسدم کوے جانان مین

غزل دیگر

گئے ہوش و خرد عشقِ لبِ جان بخشِ جانان مین
قیامت ہی ہماری ناؤ ڈوبی آبِ حیوان مین

خدا جانے لگایا کس نے سرمہ عینِ جانان مین
امنڈتے ہی چلے آتی ہین آنسو چشمِ گریان مین

مقدر اسکو کہتے ہین یہ ہے تقدیر کا لکھا
عدو ہو زیبِ محفل ہم نہ پہنچین کوے جانان مین

کسی صورت قدم اٹھتا نہین میدانِ محشر مین
صدائے رحمتِ حق دب گیا ہون بارِ عصیان مین

ملا جب ناخنِ پائے صنم اللہ ری عظمت
مرے دل نے لگایا جانکر کنٹھا گریبان مین

صدا فریاد کی نکلے جو میرے دل سے فرقت مین
نہ کیون عاشوری کا عالم ہو پیدا عیدِ قربان مین

تڑپتا ہوتا آئے گا دیوانہ اگر تیرا
نظر آئین گے جتھے سیکڑون محشر کے دامان مین

دوپٹہ زعفرانی اوڑھکر وہ قتل کرتے ہین
نہ کیون پیدا ہو عالم قہقہے کا زخم خندان مین

زبانی وصل کا اقرار کرتے تو قیامت تک
زلیخا تمکو اے یوسف نہ کرتی قید زندان مین

یہ سر چڑھنے کا پایا ہے نتیجہ وقت آرائش
الجھکر رہ گیا شانہ تری زلف پریشان مین

اسے کہتے ہین بخشش بخشتا ہے گناہون کو
پسند آتا ہے کوئی کام اگر اعمال انسان مین

ہماری آنکھ سے ہر دم بہا کرتے ہین یون آنسو
جھڑی ساون کی لگجاتی ہے جیسے فصل باران مین

فرشتے آئین گے بہر زیارت میری تربت پہ
بنی گر قبر میری بعد مردن کوی جانان مین

کبھی فریاد کرتا ہون کبھی گنتا ہون مین تارے
وہ دن کا کام ہے یہ مشغلہ شبہای ہجران مین

اسی صورت سے طغیانی رہی گر روز فرقت مین
تو اکدن غرق ہو جاؤنگا مین اشکون کے طوفان مین

کیا ہے شاعری کو ترک برسون ہو چکے اس کو
رضا کیا رنگ دے میری غزل بزم سخندان مین

لڑکپن مین مزہ ملتا تھا پریون کی کہانی مین
پسند آئے نہ کیون صحبت حسینون کی جوانی مین

بھٹکتے پھرتے ہو ہر سو اکیلے دار فانی مین
خضر کیا لطف ہے ایسی حیات جاودانی مین

دہان زخم شیرین ہوتے جاتے ہین روانی مین
اثر کیا قند کا ہے آب تیغ اصفہانی مین

بنایا یون دہان گور کو شرمندۂ احسان
کیے صرف استخوان مین نے زمین کی مہمانی مین

اٹھانا ہو گیا دشوار بار زندگی مجھکو
ہوا ہے حال جسم زار کا یہ ناتوانی مین

اکیلا مین پیون اچھا تری مرضی مگر ساقی
ملا دے زہر بھی تھوڑا شراب ارغوانی مین

ملا رکھا ہے ہمنے اسلیے افسانہ گویون کو
کبھی شاید سنا دین حال دل انکو کہانی مین

قیامت تھا کسی کا صبح وصلت ہنسکے یہ کہنا
دیے جاتے ہین داغ ہجر ہم تمکو نشانی مین

صریحی ظلم تھا ظالم ازل مین لفظ کن کہنا
پھنسی خلقت اسی باعث طلسم زندگانی مین

کسیکے خندۂ دندان نما پر جان نکلی ہے
مری میت کو کفناؤ لباس زعفرانی مین

جو مشکل ہے تو یہ ہے کوئی موسیٰ ہو نہین سکتا
مزہ اب بھی وہی ہے یار تیری لن ترانی مین

بڑھاپا آنے دے اُسوقت دیکھا جائیگا ناصح
ابھی تو چور ہین ہم نشۂ جوش جوانی مین

بھلا کیون تیرہ بختی ہو نہ میرے قلب روشن سے
دھوان ہوتا نہین ہرگز چراغ آسمانی مین

پریرویون کو تابع کر لیا ہے چاپلوسی سے
اثر اعجاز کا دیکھو ہماری خوش بیانی مین

ذرا لو ہوش کے ناخن تم اپنی فصد کھلواؤ
کرون مے پینے سے مین ناصحو توبہ جوانی مین

نہ شاعر ہو نہ تم کو شاعری کے فن سے آگاہی
رضا پھر کس لیے جاتے ہو بزم شعر خوانی مین

اشک ہو نفس درد ہو آہ و نالہ یار ہین
اُسکی فرقت مین رفیق اپنے یہی دو چار ہین

اس تری نیرنگ سازی کے مین صدقے اے خزان
کل جہان گل تھے چمن مین آج اُس جا خار ہین

کیسے اس خلوت نشین تک جاؤن مین اے شوق دید
دور سے آنکھین دکھاتے روزن دیوار ہین

ترک ہم نے خط لکھنا بھی کیا دلدار سے
اب صبا بیقدر سارے نامہ بر بیکار ہین

رفتہ رفتہ یہ ہوئی حالت فراق یار مین
پہلے تھین جو اشکبار آنکھین وہ اب خونبار ہین

زلف پیچان کے تصور مین نہین آتی ہے نیند
حلقہاے دیکھیے حق مین دہان مار ہین

اُن کسی کے ہجر مین اب تو یہ حالت ہوگئی
نالہ کش میرے الم مین [illegible] مجنو ابتک

آتش رشک و حسد سے کیون نہ ہو سینہ کباب
ہم ترستے ہین شریک بزم مے اغیار ہین

جام کوثر اے رضا اُنکو ملے گا خلد مین
جان و دل سے جو فدائے احمد مختار ہین

عدو اُس حور کے در پر رہے ہین پاسبان ہوکر
رہا ہے کافرون کے ہاتھ مین باغ جنان ہوکر

اُٹھایا پر اثر آہون نے کچھ ایسا دھوان ہوکر
چھپا صیاد کی نظرون سے میرا آشیان ہوکر

یہ غم ہے کون اسکے ظلم بیجا کو اٹھائے گا
ہمارے بعد گردش مین رہیگا آسمان ہوکر

تمھارے قد کا عاشق ہون یقین ہے بعد مرنے کے
رہیگا قبر پر بھی سایۂ سرو روان ہوکر

رہیگا [illegible] مین ادا [illegible] شماری [illegible]
نہ آئینگے بالین پر [illegible]

نہیون بنکے سودائی پھرے ہین یاد کاکل مین
رہے فکر دہان یار مین ہم بے زبان ہوکر

تری دزدیدہ نظرین بھی ٹھگون سے کم نہین قاتل
یہ وہ رہزن ہین لوٹے ہین جنھون نے کاروان ہوکر

کہا جب حال فرقت وصل مین ہنسکر لگے کہنے
ہٹاؤ ختم ہونے کی نہین یہ داستان ہوکر

شریک غم نہین ہوتے رضا دنیا مین ہمسائے
ہنسا زخم جگر دل سے اگر نکلا دھوان ہوکر

نہ نیند آتی ہے راتون کو نہ سکھ سے دن گزرتے ہین
تمھارے چاہنے والے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

گلے کٹوا کے اپنے تربتون مین عیش کرتے ہین
وہی تو زندۂ جاوید ہین جو تم پہ مرتے ہین

دھرا ہے سامنے آئینہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہین
عجب صورت ہے انکی جسکو وہ خود پیار کرتے ہین

نہین ان واعظونکا وعظ کیفیت سے خالی ہے
سدا غیبت سے میخوارونکی اپنا پیٹ بھرتے ہین

تصور ہجر مین دندان جانان کا جب آتا ہے
نکلتے ہین جو آنسو فخر وہ گوہر پہ کرتے ہین

کہین کیا کسطرح اپنی بسر روزون ہوتی ہے
فراق یار مین رو رو کے شب بھر صبح کرتے ہین

نہو اہل حبابون کی تنک ظرفی پہ تو مائل
کہین ڈوبے ہوے دریاے الفت کر اُبھرتے ہین

جلاتے ہو کسی کو اور کسی کو قتل کرتے ہو
مسیحا بس تمھاری ایسی ہی باتون پہ مرتے ہین

رضا ہین محو ایسے یاد مین ہم اک پریرو کی
نہین معلوم کس کو دل دیا ہے کس پہ مرتے ہین

عبث احباب انھین مائل مسیحائی پہ کرتے ہین
جلائین گے مجھے کیا آپ وہ غیرون پہ مرتے ہین

نہین دیتے ہین بوسہ رخ کا وہ انکار کرتے ہین
گذرتے ہین جہان سے ہم اسی صدمے مین مرتے ہین

عجب دستور الفت کا ہے اس دنیا کے پردے پر
ہم انکو چاہتے ہین اور وہ غیرون پہ مرتے ہین

نہ دیتے ہم کبھی پر کیا کرین دھوکا بڑا کھایا
نہ تھا معلوم دل لیکر بھی یہ ظالم مکرتے ہین

ہماری لاش بھی یان ہوگئی زیر زمین پنہان
دھرا ہے سامنے آئینہ وہ اب تک سنورتے ہین

پھڑکنے بھی نہین دیتے بڑے صیاد ظالم ہین
بہار آنے سے پہلے بلبلون کے پر کترتے ہین

لگاتے ہین وہان کی خاک کو عشاق آنکھون مین
زمین بھی فخر کرتی ہے جہان وہ پاؤن دھرتے ہین

لپی جاتی ہے اس غم سے حنا اغیار کی صورت
ہمارے خون سے ہاتھون کو وہ کیون لال کرتے ہین

خدا کے خاص بندونکی زیارت کے لیے ہر دم
فرشتے آسمان سے آکے مرقد پہ اترتے ہین

چھپائے چاندنی گو لاکھ مہتاب فلک لیکن
غرور حسن سے وہ کب زمین پہ پاؤن دھرتے ہین

جبین پہ یار نے افشان چنی تو ہنس کے فرمایا
بتاؤ کب رضا یون چرخ پہ تارے بکھرتے ہین

پرتو فگن ہے چاند سا رخ انکا آب مین
یا چاندنی کا پھول کھلا ہے حباب مین

آرام جاگنے مین نہ راحت ہے خواب مین
دل انکو دیکھ کے پڑ گئے ہم کس عذاب مین

دل پھنس گیا ہے کاکل پر پیچ و تاب مین
کیونکر نہ مجھکو سانپ نظر آئین خواب مین

لب پر ہے ہجر کی شب اضطراب مین
کیا صبح تک رہین گے یونہین ہم عذاب مین

وہ اپنا پاؤن بھی نہین رکھتے زمین پر
اللہ کیا غرور ہے عہد شباب مین

کام آئی سوز عشق سے دیوانگی مری
وقت ہوئی ذرا بھی نہ میرے حساب مین

مرجاؤنگا جو روزون ین ہین سے زیادہ نوش
نیت لگی رہے گی شراب و کباب مین

یارب ہو تیراب مرے قاصد کی پاؤن کی
سینے سے انتہا ہے قلب حزین اضطراب مین

ٹھہرا نہ بن بن قیس کے لی راہ کوہ کی
وحشت بھری تھی یہ دل خانہ خراب مین

سیماب کیطرح کسی کروٹ نہ تھا قرار
گذری شب فراق عجب اضطراب مین

اسکے خرام سے تہ و بالا ہے اک جہان
طاؤس تنگ کبک دری ہے عذاب مین

کوثر کا ذکر مد نظر ہے جو واعظا
غوطے لگا رہے پہلے تو حوض شراب مین

سر نامہ پڑھکے چاک کیا اسنے خط مرا
پرزے اٹھا کے لایا ہے قاصد جواب مین

بیدار ہو کے مثل زلیخا کرین تلاش
یوسف بھی دیکھ لین جو تمکو خواب مین

شیرین تمھین تو کہتے ہین فرہاد سب مجھے
ہین پانچ حرف میرے تمھارے خطاب مین

ہوئیگا اسیر زلف کسی گلبدن کا مین
بلبل پھنسا ہوا نظر آیا ہے [illegible]

اُس لعل لب کے عشق سے عزت ملی رضا
موتی ہر ایک اشک ہے چشم پُر آب مین

جیسا ہی نور روے رسالتمآب مین
یہ روشنی کہان ہے [illegible]

خندہ نما وہ لب ہوے جس دم نقاب مین
بجلی سی اک چمک [illegible]

دیکھا نہ ہوگا جوش تلاطم حباب مین
اشکون کو دیکھ [illegible]

کیونکر نہ آ سکے پرے اُڑ گئے [illegible]
نادانی تو نے کی [illegible] خط [illegible]

بھائی ہین دخت رز کی جو واعظ کو [illegible]
میخانہ گھر بنا [illegible] شراب مین

خط لیکے میرے یار نے قاصد سے یہ کہا
عادت نہین کسی کو لکھین خط [illegible]

فرقت مین تیری زلف کا مجھکو رہا خیال
کاٹی تمام رات [illegible]

چین آئے ہجر مین کسی کروٹ محال ہے
نہین [illegible] جواب مین

روز وصال ہم نے اگر یار سے کہا
ہم آج بوسہ لین [illegible] جواب مین

ناصح نہ روک صحبت بنت العنب سے تو
سب کچھ مباح [illegible] شراب مین

نخوت یہ ہے کہ خاک یہ رکھتی نہین قدم
رکھا تھا اُس نے پانون جو [illegible]

کیا میری طرح عشق مین یہ بھی ہے مبتلا
[illegible] سے نظر آفتاب مین

دلبر جو اُسکو مین نے لکھا خط مین یہ سوال کر
دل اُس نے پھیر بھیجا [illegible] خط کے جواب مین

موت آتی ہے نہ آتی ہین وہ وا ہے رہی نصیب
فرقت کی رات مین ہون [illegible] عذاب مین

وہ بحر حسن دیکھ ذرا ابھی نہین ہے غرق
انسان کی زندگی مین حیات حباب مین

تعبیر یہ ہی وعدے یہ وہ آئے گا ضرور
دیکھا جو وصل اُسکا رضا تم نے خواب مین

شب فراق مین عاشق جو آہ کرتے ہین
دھوین کی طرح فلک کو سیاہ کرتے ہین

چھوڑ دیتے تیرے کہنے سے بتون کا عشق ہم | پر کرین کیا ناصحا قابو ذرا دل پر نہین
کیسی کیسی ان حسینون کی بنائین صورتین | صانعِ قدرت کا ایسا کوئی صورتگر نہین
فاتحہ کسنے پڑھا ہے آکے میری قبر پر | آج تربت مین مرا دل کس لیے مضطر نہین
بام پر گر بے نقاب اُس ماہ کو دیکھے کبھی | حشر تک پھر چرخ پر نکلے مہِ انور نہین
آپ کہتے ہین مجھے الفت نہین اغیار سے | پر اسے مین کیا کرون آتا مجھے باور نہین
پیس کر انکی نگاہون نے مجھے سرمہ کیا | حیف تو یہ ہے کہ سیدھی اب بھی وہ تیور نہین
ہر حسین مغرور ہو جاتا ہے اس کو دیکھکر | کیسے مانون آئینہ مین نقصِ اسکندر نہین
ایک بوسہ بھی نہ دین آپ اور دیدون مفت مین | اپنا دل اے جان کچھ ایسا مجھے دوبھر نہین
بیگناہی میری کچھ اُسکو نظر آتی نہین | خنجرِ قاتل کے بیٹا دیدۂ جوہر نہین

امتِ احمد مین ہین کافی وسیلہ ہے یہی
اے رضا کچھ ہمکو خوفِ پرسشِ محشر نہین

وعدہ کی رات آتی ہے وہ آئے جاتے ہین | اے حضرتِ دل آپ تو گھبرائے جاتے ہین
کیا قہر ہے رقیب تو بلوائے جاتے ہین | ہم روز بزمِ یار سے اٹھوائے جاتے ہین
چار آنکھین ہم سے کرتے نہین بزمِ غیر مین | وہ خود کنوڑے بنتے ہین شرمائے جاتے ہین
اِس حسن کی بہار ہے دو روز مین خزان | اتنا حضور کس لیے اترائے جاتے ہین
پروردگار بھیجدے اک حور خلد سے | تربت مین ہم اکیلے ہین گھبرائے جاتے ہین
دیکھین تو کب قبول دعائے وصال ہو | یان ہاتھ آج شام سے پھیلائے جاتے ہین
تصویر تیری اُسکو دکھاتے ہین رات بھر | ہم اپنے دل کو ہجر مین بہلائے جاتے ہین
بیہوش عشق مین ہین سنگھا دو جو زلف تم | اے جان ابھی تو ہوش مین ہم آئے جاتے ہین
لپٹا جو مین تو بولے وہ شرما کے وصل مین | پھولون کے ہار سب مرے مرجھائے جاتے ہین
سنتے ہین آج جمع ہین اُس بزم مین رقیب | بیڑے ہمارے قتل پہ اٹھوائے جاتے ہین

نکلے ہین دوپہر مین جو وہ سیر باغ کو
رخسار گل کیطرح سے کمھلائے جاتے ہین

نامِ خدا جہان مین تو وہ حسین ہے
یوسفؑ بھی جسکو دیکھ کے شرمائے جاتے ہین

بھولے سے بھی بتون کو نہ دل دینگے اب رضاؔ
کعبے مین جا کے آج قسم کھائے جاتے ہین

ہم تو ہر ایک بات مین غم کھائے جاتے ہین
منہ گالیونکا پھر بھی وہ برسائے جاتے ہین

خنجر جو قتلگاہ مین چمکائے جاتے ہین
اغیار مارے خوف کے تھرائے جاتے ہین

اللہ ری کمسنی کہ وہ صبحِ شبِ وصال
صورت ہماری دیکھ کے شرمائے جاتے ہین

آئینہ دیدیا اُنھین ہم نے غضب کیا
وہ اپنی شکل دیکھ کے اترائے جاتے ہین

قسمت مین جو لکھا ہے وہی پائین گے بشر
کیون بدحواس ہوکے ہین گھبرائے جاتے ہین

ہم پہ راست گوئیِ منصور سے کھلا
سچ کہنے والے دار پہ کھچوائے جاتے ہین

فصلِ بہار آئے گی پھر بھی کھلین گے گل
بلبل خزان مین کسلیے گھبرائے جاتے ہین

اُس مہ کے گھر مین جائینگے ہم شب کو کسطرح
دربان در پہ شام سے بٹھلائے جاتے ہین

اعمال ساتھ جاتے ہین دنیا سے قبر مین
احباب اور عزیز نہ ہمسائے جاتے ہین

قاتل ترے شہیدون کا ایسا ہے مرتبہ
ہاتھون ہی ہاتھ قبر مین پہنچائے جاتے ہین

یوسفؑ مریض میری طرح عشق کے ہوے
سیبِ ذقن پہ یار کے للچائے جاتے ہین

غیرون پہ تیوریان نہین چڑھتین کبھی حضور
دیدے ہمین کو غصے کے دکھلائے جاتے ہین

دیکھا جو غسلِ میّتِ عاشق تو یہ کہا
وہ خاک مین ملین گے جو نہلائے جاتے ہین

اُمید آسمان سے نہ تھی ہمکو بعد مرگ
تیری گلی مین شکر ہے دفنائے جاتے ہین

آنا ہے اے مسیح اگر تجھکو جلد آ
تکیے مرے سرہانے کے سرکائے جاتے ہین

وہ غیرتِ بہار رضاؔ آئے گا ضرور
کیون آپ گل کی طرح سے کمھلائے جاتے ہین

اے قضا دم توڑتا میرا نہ کوے یار مین
جھلملانا شمع کا اچھا نہین بازار مین

میرے دل کو تم نہ دیکھو محفل اغیار مین
آئنہ پیش نظر رکھتے نہین بازار مین

ہون ہلال عید عشق ابروے خمدار مین
انگلیان اٹھتی ہین مجھپر جا بسو بازار مین

کروٹین بدلین ہمارے اضطراب دل نے پھر
لو ترقی ہو چلی پھر عشق کے آزار مین

ہم گنہگار آئے ہین یارب یہ سنکر حشر مین
خلعت بخشش ملا کرتے ہین اس سرکار مین

ہان نہین وہ کچھ بھی اب کہتے نہین کیون کہدیا
لطف ملتا ہے ترے اقرار مین انکار مین

کیا کہین اسکو بتا دے تو ہی او محشر خرام
حسرت پامالی عاشق ہو جس رفتار مین

سر پٹک کر جا بجا دیوانگان زلف نے
خوب گل بوٹے بنائے اسکی دیوار مین

خاک پر سایہ تو اونچا عرش اعلی سے دماغ
انکساری و تکبر ہے تری دیوار مین

کس پہ مرتے ہو یہ کیون پوچھا جو گردن جھک گئی
مین نہ کہتا تھا کہ خفت ہوگی استفسار مین

نامہ بر کافی تھا کہدینا نہین ہین گھر مین وہ
کیون کہا رونق فزا ہین محفل اغیار مین

تیرے دیوانے جو آئین گے تڑپتے لوٹتے
سیکڑون جھنڈے پڑین گے دامن کہسار مین

سینہ ریشان محبت کا اگر سایہ پڑے
سیکڑون روزن نظر آئین تری دیوار مین

جوش وحشت مین نہ چھوٹی یاد عارض مرحبا
تنکے چننے تیرے دیوانے گئے گلزار مین

اف قیامت کی جگایا تونے آواز صور
خفتگان خاک اب تک تھے خیال یار مین

تھی کلیم اسدہ تاثیر وصل و ہجر دست
فرق جیسے کر دیا ظاہر عصا و مار مین

یا الٰہی حشر کے دن چاہیے اتنا خیال
سر جھکا کر آئے ہین عاصی ترے دربار مین

داور محشر بھی ہے وہ بھی ہین کہدے صاف صاف
قفل ابدل کیون لگا ہے اب لب اظہار مین

اس نے یون نظارہ بازی عاشقون کی روکدی
خط کے پردے رکھدیے ہر روزن دیوار مین

طالب داروے صحت ہون رضا ممکن نہین
اچھون سے اچھے ہین عاشق عشق کے آزار مین

ہمارے دل سے جس دم پُر اثر نالے نکلتے ہیں
بتانِ سنگدل بھی موم کیصورت پگھلتے ہیں

کسیکے سوزِ الفت سے جگر دل ایسے جلتے ہیں
کہ سانس آتی نہیں مُنھ سے مری شعلے نکلتے ہیں

مری پہلو میں بھی آ کر ستم کی چال چلتے ہیں
جگر کو چھید کر تیرِ نظر باہر نکلتے ہیں

فنا ہوتے ہیں جو عشقِ جمالِ روی جانان میں
لحد میں تا قیامت وہ کہیں کروٹ بدلتے ہیں

ہجومِ لشکرِ طفلان جلو میں ساتھ رہتا ہے
تری دیوانی اور رشکِ پری جس دم نکلتے ہیں

اطبا ہاتھ میری نبض پر رکھتے نہیں اب تو
تپ دوری سے اعضائے بدن سب جلتے ہیں

ہوا ہے گور کی منزل کا مر کر اشتیاق ایسا
کہ دم باقی نہیں پاؤں میں ہاتھوں ہاتھ چلتے ہیں

رواں چشمے نظر آئے جو شیریں کوہ سے سمجھے
غمِ فرہاد میں پتھر کے یہ آنسو نکلتے ہیں

غبار اپنا مثالِ ابر سایہ اُن پہ کرتا ہے
اگر گورِ غریبان کیطرف سے وہ نکلتے ہیں

کبھی غیرون کی گھر میں اور کبھی ہیں ہم بغل مجھسے
زمانے کیطرح سے آپ بھی کروٹ بدلتے ہیں

مسیحا سے کہو درمان مرا بیکار کرتے ہیں
کہیں بیمارِ اُلفت بھی سنبھالے سے سنبھلتے ہیں

شہیدونکا لہو چھپ جائے ظاہر ہو نہ عالم پر
نیا وہ رنگ لائی ہیں حنا ہاتھوں میں ملتے ہیں

ہماری دل کی بیتابی بھی اک طرفہ قیامت ہے
اُلٹتا ہے زمانہ جب کبھی کروٹ بدلتے ہیں

پگھلتے ہی نہیں دل ان بتوں کے اُف معاذ اللہ
غلط ہے آہ کی تاثیر سے پتھر پگھلتے ہیں

رہا کرتا ہے مہمان میرے گھر وہ شعلہ رو ہر شب
رقیبان سیہ رو رشک سے بے آگ جلتے ہیں

پسوں کیونکر نہ میں مہندی کیصورت رنگ غیر سے
وہ میرے قتل ہونے پر حنائی ہاتھ ملتے ہیں

وہ ڈرتے ہیں نہ پڑ جائے کسی کی خاک کا ذرہ
سرِ گورِ غریبان جھاڑتے دامن کو چلتے ہیں

رضا ممکن نہیں نکلے تمنا کوئی بھی دل کی
وہ روزِ وصل اک اک بات پہ بہروں مچلتے ہیں

اب نہ کہہ ایدل کہ ہمنے کیا کیا کچھ بھی نہیں
بوسہ رخ کا لے لیا کیا یہ خطا کچھ بھی نہیں

وہ ملیں اغیار سے ہم ہجر میں تڑپا کریں
خوبیٔ قسمت ہے یہ اُنکی خطا کچھ بھی نہیں

یار نے لکھا تو میرے خط کا طولانی جواب / جب پڑھا ہمنے تو مطلب کا پتا کچھ بھی نہین

گو اڑائے میرے نالون نے دھوین افلاک کی / دل پہ اُس بت کے اثر لیکن ہوا کچھ بھی نہین

کر دیا ٹکڑے نگاہِ ناز نے دل کو مرے / اب مجھے جینے کا اپنے آسرا کچھ بھی نہین

بزم مین یا بجان بھڑکتے ہو مجھے ہر بات پر / اور کہے جاتے ہو مین تمسے خفا کچھ بھی نہین

دستِ وحشت نے اڑائین دھجیان عریان کیا / تارِ دامن یا گریبان اب رہا کچھ بھی نہین

ڈوب جاؤن بحرِ الفت مین کہ نکلون تیر کر / ملتفت ہوتا ہے وہ نا آشنا کچھ بھی نہین

اے دلِ نادان متاعِ زندگی کھونا نہ تو / عشق مین گھاٹا ہی گھاٹا ہے فائدہ کچھ بھی نہین

قتل کر کے لاش بے گور و کفن رکھتے ہین یہ
ان بتون کو اے رضا خوفِ خدا کچھ بھی نہین

عاشقون کو پھر دیا پیغام ترساتے ہو کیون / چند روزہ حسن پر اسقدر اتراتے ہو کیون

حضرتِ دل سیر کو ہی زلف کو جاتے ہو کیون / روز اک تازہ بلا سر پر مری لاتے ہو کیون

خونِ دل پیتے ہو تم لختِ جگر کھاتے ہو کیون / اے رضا کسکی محبت ہی گھلے جاتے ہو کیون

ہمنے مانا تم کو کچھ اغیار سے مطلب نہین / روز پھر چھپ چھپ کے راتون کو وہان جاتے ہو کیون

ملنے کو آتے ہین اپنے اور بیگانے سبھی / عید کا دن ہے گلے لگ جاؤ شرماتے ہو کیون

ابرو دکھا ایک بوسہ لیکے ہم نادم ہین خود / اب خطا ایسی نہو گی آنکھین دکھلاتے ہو کیون

خرمنِ ہستئ عاشق پھونکنا ہے پھونک دو / برق کے مانند تم تلوار چمکاتے ہو کیون

دل پہ اُس خورشید رو کی جب اثر ہوتا نہین / میرے نالو پھر یہ تم قصرِ فلک ڈھاتے ہو کیون

دیکھو گر جائینگے دل عشاق کی الجھے ہوے / کاکلِ پُرشکن کو تم شانے سے سلجھاتے ہو کیون

ہم نے مانا تم کسی بت پر نہین ہو شیفتہ
روز پھر دیر و حرم مین اے رضا جاتے ہو کیون

آپ آ گئے تو اب مجھے کوئی الم نہین / صدمہ نہین ملال نہین درد و غم نہین

ہوتے تھے ہر قدم پہ کبھی سر قلم نہین
تھی پہلے چال آپ کی تیغ دو دم نہین

سر جائے معرکے مین رضا اسکا غم نہین
ہٹنے کے قتلگاہ سے اپنے قدم نہین

خواب عدم سے چونک پڑے مردے قبر مین
نالہ ہمارا صورِ قیامت سے کم نہین

وہ سیمتن بغل مین رہے بت بنا ہوا
اللہ سے مین طالب جاہ و حشم نہین

دل خون ہوگیا دُرِ دندان کی یاد مین
لعل و گہر نہین ہین نہون اسکا غم نہین

عبرت ہر اک کو ہوتی ہے میت کے دفن سے
کم واعظون سے رہبرِ ملکِ عدم نہین

بوسہ دیا ہے گوہرِ دل لیکے یار نے
کچھ اپنے ہاتھ مفت یہ آئی رقم نہین

ڈائن کی طرح کھا گئی لاکھون ہی کے جگر
لیکن بھرا زمین کا ابتک شکم نہین

خوش ہوکے کہتے ہین ترے گیسو کو شیفتہ
مرنے سے جی چرائین الجھکر وہ ہم نہین

لڑتے ہین شیخ و گبر عبث دیکھیں آنکھ سے
خالی ترے جمال سے دیر و حرم نہین

کشتہ کیا ہے تیری نہین سنے شبِ وصال
ہان پھر تو کہہ کہ بوسۂ رخ دینگے ہم نہین

باور کرین گے اب نہ کبھی وعدۂ وصال
لیلین گے جبتک آپ سے قول و قسم نہین

مارے گا ہجر مین یہ گلا گھونٹ گھونٹ کر
پھانسی ہے میرے حق مین گریبان کم نہین

گر دوسری غزل بھی کہی ہے پڑھو رضا
سب داد دین گے اہلِ سخن یا نبیہ کم نہین

آنا تمھارا روزِ قیامت سے کم نہین
اے غیرتِ مسیح کوئی دم مین ہم نہین

ہون سرفروش جان کا کچھ مجھکو غم نہین
کھاتا قدم کی آپ کے جھوٹی قسم نہین

مرتے ہین بندگانِ خدا مجھکو غم نہین
او بت یہی ہے حال تو پتھر کے ہم نہین

ٹھہرے جو راہ چلتے مین بے اختیار تم
دیکھو کسی کی قبر تو زیرِ قدم نہین

دیوانہ چشمِ یار کا ہون۔ کوہ و دشت مین
کہتے ہین مجھکو دیکھ کے آہو بھی رم نہین

محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پہ ابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم مین نم نہین

کاٹتے ہین گلا چمن مین جو وہ گلبدن نہ ہو
بے یار سیر باغ کو جائین وہ ہم نہین

بیٹھے ہین مثل نقشِ قدم کوے یار مین
اُٹھین گے اب کسیکے اُٹھانے سے ہم نہین

گیسو و خطِ یار پہ دل شیفتہ ہوا
یہ دو بلائین جان کے لینے کو کم نہین

عمر حباب کو آہ نے دکھلا دیا اثر
غیرِ حیا اب وہ یار کا لطف و کرم نہین

کاٹے کسی طرح نہین کٹتی شبِ فراق
اسکی درازی روزِ قیامت سے کم نہین

لکھون گا انکو حال اگر اضطراب کا
ٹھہرے گا میری ہاتھ مین دم بھر قلم نہین

واعظ نفس دل مین یہ تری لن ترانیان
پہونچے گا کوئی یار کو باغِ ارم نہین

گنتا نہین ہے عشق کبھی قدِ یار کا
یہ وہ نہال ہے کہ جو ہوتا قلم نہین

ہوگا جو ساتھ یہ دلِ بیتاب بعدِ دفن
مشکل نیند سونے پائین گے مرقد مین ہم نہین

بندے ہون جسکے شاہ و گدا، جز خدا، رضا
ایسا کوئی جہان مین دیکھا صنم نہین

حرارت اسقدر پیدا ہوئی ہے خونِ بسمل مین
حنا کا رنگ کالا ہو گیا ہے دستِ قاتل مین

شہادت کا بھرا ہی اشتیاق ایسا مرے دل مین
کہ سو سو بار جاتا ہون تڑپکر کوے قاتل مین

گریبان چاک ہر غنچے کو ہنسے باغ مین دیکھا
اثر اسدرجہ پیدا ہو گیا شورِ عنادل مین

سلیمان کی زبان پر واہ وا تھی دیو حیران تھے
پری رویون کو جب مین نے اتارا شیشۂ دل مین

دعا مقتل مین یہ ہے دہانِ زخم دیتے ہین
قیامت تک رہے یہ باڑھ باقی تیغِ قاتل مین

وہی سب جو عزیز و آشنا کل تک تھے دنیا مین
لحد مین چھوڑ کے جاتے ہین اکیلا آج مشکل مین

جدھر کو رخ کیا تن سیکڑون بے سر کیے دم مین
قضا کو مین نے دیکھا جوہرِ شمشیر قاتل مین

نہ مے کا ہوش قاضی کو نہ ہے کچھ جوش مستونکو
مراتب بنکے سب بیٹھے ہین ساقی تیری محفل مین

خدا کے سامنے ہوگی شہادت میری دعوے کی
اگر شمشیر خون آلودہ ہوگی دستِ قاتل مین

جو انکا مین نے بوسہ رخ کا دہانے لگے ہنسکے
لگا سکتا ہے کوئی جو ڈہک تقدیر سائل مین

بہت پیرو نکو بھی بہ جانے کی رہ انگی پیدا
اثر بخشا جنون نے کچھ جو آواز سلاسل مین

پتہ تجھکو بتاتا ہون نہ اسکو چھو لنا قاصد
لگا رہتا ہے جانبازونکا مجمع کوے قاتل مین

پیا ساقی نے ساغر سے کا غیرون کو سے آگے
ندامت آج کیا حاصل ہوئی ہے مجھکو محفل مین

مسافر وپس [illegible] اور کٹھن ہے راہ الفت کی
فرشتونکا ہوا ہی سامنا پہلی ہی منزل مین

نہ کیونکر آئنہ پھینکدین وہ ہاتھ سے لیکے
ادائین دیکھتے جب اپنی سی وہ اپنے مقابل مین

کہان برگ حنا مین ایسی رنگت شوخ دیا کیرو
ہمارے خون کا ہے رنگ جیسا دست قاتل مین

براے امتحان وہ ترک لیکر تیغ اگر آئے
رضا ٹھہرین گے کب اغیار پھر میرے مقابل مین

مٹ گئے خاک ہوے سیکڑون ارمان دل مین
آکے دیکھو یہ بیابان گنج شہیدان دل مین

یون چھپایا ہے خیال رخ جانان دل مین
جیسے حفاظ نہان رکھتے ہین قرآن دل مین

اسکے آئینہ تن مین ہے صفائی ایسی
کھل گیا راز کیا اس نے جو پنہان دل مین

دیکھکر حسن خداداد بت کافر کا
صورت آئنہ حیران ہین مسلمان دل مین

نہ مٹی شاد مری قسمت مین نہین لکھی ہے
بس گیا ہے جو بہت گو یہ غریبان دل مین

رو کے آنکھون نے کیا راز محبت افشا
مین نے کھولا کہ چھپایا اسے ہیجان دل مین

چھوڑ دامن کو نہ یوسف کے زلیخا ہرگز
ورنہ اس غم مین رہے گی تو پشیمان دل مین

میری خاک اڑتے جو دیکھی ہے بگولے کی طرح
خوش ہوئی شاد ہوئی گردش دوران دل مین

پاؤن رکھتی نہین مقتل مین رقیبون کی طرح
تیغ قاتل سے قضا بھی ہے ہراسان دل مین

یہ تو گھر تیرا تھا یا رب یہ تعجب ہے مجھے
کسطرح سے یہ بت آکر ہوے مہمان دل مین

سبب سوز جگر صاف مین کھل کر کہدون
ہو نہ آزردہ جو وہ عیسی دوران دل مین

کہین ایسا نہو سامان قیامت کا بندھے
اسطرح رہتی ہے یاد قد جانان دل مین

میری آنکھون سے جو گلین سگے اُبل کر آنسو
دیکھنا ہو گا خجل نوح کا طوفان دل مین

کیون پڑھائے نہ سبق بلبل شیدا گل کو
بوستان اُسکی زبان پر ہے گلستان دل مین

بحثِ گریہ مین مرے سامنے کیا ٹھہرے گی
ہو گی شرمندہ تو اے شمعِ شبستان دل مین

روشنی ہو گی مری قبر مین مانندِ قمر
دہیان تیرا جو رہا اور رخ جانان دل مین

اپنی آنکھین رہین وا کیون نہ پسِ مرگ رضا
دید دلبر کا لیے جاتی ہین ارمان دل مین

یہ حسین آئین گے جب حسن کے بازارون مین
چوٹ چلجائے گی یوسف کی خریدارون مین

وحشت افزا جو بہار آئی ہے گلزارون مین
تار دامن کے مرے پہونچے ہین کہسارون مین

غنچے کہتے ہین چٹک کر یہی گلزارون مین
پھول جلتے تھے ہوے صرف تری بارون مین

لختِ دل تیر کے ہمراہ نکل آئے ہین
حصے ہو ہو کے بٹین گے یہ ستمگارون مین

پتلیان آنکھون مین پھرتی ہین تماشا دیکھو
آدمی بیٹھ گئے اڑنے لگے غبارون مین

پیشِ خیمہ یہی زندان کا نہو اے یوسف
گھومنا خوب نہین مصر کے بازارون مین

کچھ عجب تو بہ شکن اب کے بہار آئی ہے
گل لگے دیکھے ہین زہّاد کی دستارون مین

پے دیدار بنا لین گے ہزارون روزن
ڈھیلے آنکھون کے لگا کر تری دیوارون مین

تیرے دیوانے جو مر جائین گے سر ٹکرا کر
خون کے چھاپے نظر آئین گے دیوارون مین

یادِ مژگان کبھی آئی کبھی ابرو کا خیال
کبھی تیرون مین گھرے ہم کبھی تلوارون مین

وہ اگر ہنس کے جلا دین پس مردن مجھکو
عید ہو جائے رضا میرے عزادارون مین

ردیف واو

جسکے دل مین کچھ بھی عشقِ آلِ پیغمبر نہو
کیون خجالت اُسکو پیشِ داورِ محشر نہو

ہم حاصل اُسکو دولتِ وصلِ صنم کیونکر نہو
طالبِ جنت نہو دوزخ کا جسکو ڈر نہو

ہو نہیں سکتا اُسے کچھ کشفِ کیفِ نور و نار
عالمِ امکان میں جو پابندِ خیر و شر نہو

جاری ہین لب پر مرے اوصافِ حضرتؐ ہر گھڑی
کیون مری طبعِ رسا فوارۂ کوثر نہو

نزع مین پیشِ نظر ہو شمعِ روے احمدی
روشنی ایمان کی کیون قبر کے اندر نہو

شکر کی جا لب پہ آتی ہے شکایت ہر گھڑی
مجھسا نا منصف بھی کوئی بندۂ داور نہو

کس طرح ہو رحمتِ غفار اُسکے ساتھ ساتھ
زر سے نفرت جسکو مثلِ حضرتِ بوذرؓ نہو

بخشنے والا ہے تو مین تیرا بندہ ہون کریم
فاش میرا پردۂ عصیان سرِ محشر نہو

مرتے ہی دیدارِ جانان ہو میسر بالیقین
بیچ مین حائل اگر یہ پردۂ محشر نہو

فقر و فاقہ جو خدا دے عیش سے کمتر نہین
یون بھی دنیا مین بسر کر لینگے گر بستر نہو

اُسکا بندہ ہون جسے کہتے ہین غفار الذنوب
آیۂ لا تقنطوا وردِ زبان کیونکر نہو

عشقِ روے احمدی مین جان نکلی ہے مری
قبر پہ پھیلی ہوئی کیون نور کی چادر نہو

مجھکو ملجائے مدینہ مین جو تربت کی جگہ
بارشِ بارانِ رحمت قبر پر کیونکر نہو

اے رضا ڈرتا ہے کیون ایمان تیرے دل مین ہے
حضرتؐ آئینگے مدد کو نزع مین مضطر نہو

مے نہو شیشہ نہو مطرب نہو ساغر نہو
کچھ نہو ساقی اگر پہلو مین وہ دلبر نہو

میرے دل مین کیون خیالِ کوچۂ دلبر نہو
بلبلِ آوارہ کو یادِ چمن کیونکر نہو

دیکھا او قاتل لہو سے میرے تر خنجر نہو
نازکی سے بارِ خون اُٹھنا کہین دوبھر نہو

کسطرح فتراک مین باندھے وہ قاتل بعدِ قتل
پاؤن پڑنے کے بھی قابل جب ہمارا سر نہو

جسطرح جوہر الگ ہوتا نہین تلوار سے
یون جدا دل سے خیالِ ابروِ دلبر نہو

ہان دکھاوے کو اُٹھے ہو تم جو قتلِ غیر پر
تیغ لو وہ ہاتھ مین جس مین ذرا جوہر نہو

ہون وہ سودائی نہین چاکِ گریبان کی خبر
آدمی اتنا بھی اپنے جامے سے باہر نہو

زلف ہی پستی پہ مائل قد بلندی کی طرف
اب تہ و بالا زمانہ کیون مرے دلبر نہو

عمر بھر یادِ دُرِ دندان مین مین گریان رہا
قبر پہ جز دامنِ شبنم کوئی چادر نہو

ہجر کے آلام سے چھوٹون یہ قسمت مین نہین
موت بھی آنے کا گر وعدہ کرے باور نہو

یہ بھی ایک ادنیٰ اثر ہے جھوٹے وعدونکا حضور
آپ کا اقرارِ وصل اور وہ مجھے باور نہو

شہر نکالا ہے نرالا کہتا ہے قاتل مرا
زندۂ جاوید ہو وہ جسم جس پہ سر نہو

قافلے والون سے مل سکتا نہین مین عفت
گردِ پائے رہروان کیون سدِّ اسکندر نہو

وصل اُس مہرو کا حاصل کسطرح ہو اہی رضا
جب دوانی میرے یہ چرخِ ستم پرور نہو

غزل دیگر

آئینگے وعدے پہ وہ اے دل ٹھہر مضطر نہو
برقِ تابندہ نہ بن آپے سے تو باہر نہو

کیا مزۂ زندگی پہلو مین جب دلبر نہو
کیون گلِ قالین شبِ غم خار سے بدتر نہو

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے دل فراقِ یار مین
منتشر اے وصل یہ گنجینہ ابتر نہو

داغ کھائے ہین ہزار دل ہو کے عاشق دہر مین
کیون ہمارا جسم رشکِ لالۂ احمر نہو

کون دیگا ساتھ مجھ بیدست و پا کا بعد مرگ
یاس و غم کا لاش کے ہمراہ کیون لشکر نہو

قتل ہی پر میرے گر ہٹ ہے تو آمادہ ہون مین
روز کا جھگڑا مٹے تن پہ بلا سے سر نہو

آتشِ فرقت نے دنیا مین جلایا تھا ہمین
کسطرح پیدا ہماری خاک سے اخگر نہو

خون کا پیاسا ہے تو اور خون ہی مجھ مین نہین
چیر کر دل دیکھ لے قاتل اگر باور نہو

اُڑ سکین برسات مین کسطرح جگنو بیشمار
جوشِ گریہ مین شرر افشان جو دل اکثر نہو

خار چبھتے ہین جو تلوونمین تو اللہ رے جنون
مین سمجھتا ہون کہ یہ فصاد کا نشتر نہو

عارضِ تابان سے ہوتا ہے لے کسبِ ضیا
شب چراغ اک دن تمہارے کان کا گوہر نہو

خود اُڑا کر میری بیتابیِ دل لیجائے گی
کچھ نہین پروا میسر مجھکو نامہ بر نہو

تڑپتا ہے مچل مچل کر جگر میں دل مرا
کسطرح ڈوبے وہ کشتی جسمین کچھ لنگر نہو

ذکر ہے محشر کا کہتا ہے یہ کمسن مرا
لطف جب ہی ہم ہون تم ہو داور محشر نہو

قلب مومن آئینہ ہے ذات مومن کا رضا
دیکھ حیران اسے کیون عقل اسکندر نہو

خفا ہو کر وہ مجھسے غیر کے گھر میہمان کیون ہو
موافق جبکہ اب میرے مخالف آسمان کیون ہو

جو عشق پردہ در کو دسترس ہو دو دامن تک
تو یون جیب آستین دامن کی دھجیان کیون ہو

تمھاری آنکھ جب میری طرف سیدھی نہ پھر آئے
تمھین انصاف سے کہدو موافق آسمان کیون ہو

لیا ہے تو نے دل میرا تو گردن بھی اڑا قاتل
نہ جب پہلو میں دل ہو دوش پر بار گران کیون ہو

مٹا جو راہ میں انکی اٹھے برباد کرنے کو
چلے کہتے ہوئے محنت کسی کی رائگان کیون ہو

قیامت کی طرح جب ہو درازی روز فرقت کی
موذن صبح وصل یار یون شور اذان کیون ہو

اٹھاؤ تیغ دیکھین کون پہلے سر جھکاتا ہے
اسی پر فیصلہ ہو اور آگے امتحان کیون ہو

نہو گر یون تموج زلف و تند جوش جنون میں
تو ہر لحظہ تہ و بالا زمین و آسمان کیون ہو

تمھارے چاہنے والے بہت ہین سر جھکانے کو
صنم یون سجدہ گاہ غیر سنگ آستان کیون ہو

وہ تم سے دل لگائے جان سے جو ہاتھ دھو بیٹھے
کوئی یون اپنے ہاتھوں اپنا دشمن میری جان کیون ہو

رضا جسکو نہ مثل قیس سودا مول لینا ہو
وہ دنیا مین اسیر گیسوئے لیلیٰ وشان کیون ہو

ازل کے روز سے تھی تیری جستجو مجھکو
کھلی جو آنکھ نظر آیا تو ہی تو مجھکو

حرم مین دیر مین تھی تیری جستجو مجھکو
نہ تو ملا تو ہوئے سب مقام ہو مجھکو

نہ دل مین آئے نظر جب وہ ماہرو مجھکو
تو کیون دکھائی نہ دے یہ مقام ہو مجھکو

دلاؤن فاتحہ بہزاد اور مانی کا
ملے جو یار کی تصویر ہو بہو مجھکو

بیان ارنی اور لن ترانی کا
سنا کلیم نے آپس کی گفتگو مجھکو

مین اپنی جان سے عاری ہون مثل پروانہ
نہ گرد پھرنے سے کر منع شمع رو مجھکو

وہ آئین گھر مرے کیونکر رقیب کے گھر سے
عدو کو دوست سمجھتے ہین جو عدو مجھکو

رہا کلام نہ اثبات مین دہن کے ذرا
سنائی تم نے جو اے یار گفتگو مجھکو

بجائے خواب وخورش ذکر ہو زبان پہ ترا
کیا ہی فضل خدا نے فرشتہ خو مجھکو

تڑپ رہا ہون بڑے کرب مین ہو جانِ حزین
دکھا دے شکل دم نزع یار تو مجھکو

رہے گی دستِ جنون کی اگر یہی تیزی
بنانے دیگا نہ یہ جیب مین رفو مجھکو

جو راز تھا اُسے غیرون مین آکے دُہرایا
پسند آئی نہ موسیٰ یہ گفتگو مجھکو

ترے پسینے کے آگے ہزار سر مارا
پسند آئی گلون کی ذرا نہ بو مجھکو

دکھا دو جلوۂ رخسار مرتے دم ورنہ
رہے گی دید کی تا حشر آرزو مجھکو

حضور خواب مین تشریف لاکے دین عزت
رضا یہی ہے خدا سے بس آرزو مجھکو

موجود قصرِ تن رہے جانِ حزین نہو
کیا قہر ہے مکان تو ہو اور مکین نہو

معشوق دلنواز جو پہلو نشین نہو
بیچین جان کیون نہو دل کیون حزین نہو

غیرون کے ساتھ کرتے ہو تم چاندنی کی سیر
کسطرح مجھکو داغ محبتِ مہ جبین نہو

مدت کے بعد وصل کے طالب ہوے ہین ہم
اذیت خدا کے واسطے اب تو نہین نہو

قاتل نہ قتل کر مجھے گھبرا کے اسقدر
رنگین مرے لہو سے تری آستین نہو

اللہ کو پیارے ہمارا خیال سب ہے
تجھکو صنم جو دھیان ذرا بھی نہین نہو

سینے کو چاک کرکے تڑپ دل کی دیکھ لو
کہنے کا میرے یار جو تم کو یقین نہو

میری طرح جو قیس ہو حاصل صفاے دل
پوشیدہ حالِ لیلیٰ پردہ نشین نہو

نکلے گی اُسکی روح مری جان کس طرح
دیدار جسکو تیرا دم واپسین نہو

افسوس سے نہ ہاتھ ملو مرگ غیر پر
مہندی کا رنگ ہاتھ سے غائب کہین نہو

کیون ٹالتے رضا کو ہو دیدار حشر پر
جو کچھ کہ ہونا ہو وہ مری جان یہین نہو

غزل دیگر

گر بے نقاب بام پہ وہ مہ جبین نہو
پھر چاندنی زمین کے اوپر کہین نہو

عاشق نہون تو شہرہ ترا اے حسین نہو
ممکن نہین کہ نام کھُدے گر نگین نہو

آدم کی نسل سے اُسے اے دل نہ جانیے
جس شخص کو محبت خلد برین نہو

صورت دکھائیے اپنی اُسے خاک آئنہ
دونون جہان مین جسکا مقابل کہین نہو

بوسہ جبین نے وصل مین رخسار کا لیا
جانے دو یار دور کرو خشمگین نہو

کھا جاؤن وہ قسم بھی جو ملنے سے غیر کے
باور نہو کبھی تجھے ہرگز یقین نہو

ایسا نہو وہ غیرت لیلی نہ آئے پاس
مجنون سے کوئی کہدے مرا ہمنشین نہو

چھلنی جگر ہی زخم ہے سینہ مین دل اداس
مجھسا کوئی جہان مین اندوہگین نہو

مانگو جو مفت جان تو دیدین ابھی تمھین
ہمسے تمھاری طرح سے ہرگز نہین نہو

کعبہ مین ڈھونڈون دیر مین جاکر کرون تلاش
جب میرے دل مین وہ بت یکتا مکین نہو

ڈھونڈونگا مین بھی اب کوئی معشوق باوفا
میرا خیال تم کو اگر کچھ نہین نہو

تارے جو کہکشان مین نظر آئے شک ہوا
افشان چنی ہوئی یہ کسی کی جبین نہو

سینہ پہ ہاتھ رکھے ہون اے دل مین اسلیے
کل کی طرح سے درد جگر مین کہین نہو

اپنے کلام کی جو برائی سمجھ سکے
اشعار غیر پر وہ رضا نکتہ چین نہو

اشارہ سے قمر کے مثل دو ٹکڑے کیا دل کو
دہان زخم دیتے ہین دعا انگشت قاتل کو

تڑپتا چھوڑکر جاتا ہے مجھکو وائے ناکامی
ذرا شوق شہادت روک لیتا بڑھکے قاتل کو

بتاؤن کیا تمھین یارو عجب نقشہ ہے الفت کا
موا ہے قیس خالی دیکھکر لیلی کی محمل کو

غزلخوانی جو کرنے دیگی مجھکو خود فراموشی
چمن مین یاد آئین گے نہ پھر نغمے عنادل کو

لیے ہین پاؤن کے بوسے کسی بحرِ لطافت کے
نہ چومون کسطرح جھک جھک کے ہین دریا کے ساحل کو

کبھی گر بزم مین آجائے شب کو ماہرو میرا
قرار آئے نہ رونے کے سوا پھر شمعِ محفل کو

پیاسون کو پلاتا ہے سرِ بازار خود پانی
ہماری تشنگی کا جب خیال آتا ہے قاتل کو

سنا ہے مین نے مجمع ہے وہان ساری خدائی کا
نجاؤن کسطرح مین دیکھنے اُس بت کی محفل کو

لہو ہو کر بہا آنکھون سے پہلے تیری فرقت مین
عبث پہلو مین میرے ڈھونڈھتا ہے یار تو دل کو

ہوا ہے آتشِ اُلفت سے پروانہ جو خاکستر
سِتی ہوتے ہوئے دیکھا ہے ہم نے شمعِ محفل کو

پگھلتا ہی نہین ہرگز ہماری گرم آہون سے
خدا نے سخت پتھر سے بنایا ہے ترے دل کو

تڑپنا تلملانا دیکھکر پہلو مین ہر دم کا
رضا اب یہ دعا ہے اے خدا تسکین دے دل کو

اگر ہے قتل کرنا قتل کر ڈالو فراغت ہو
مٹے یہ روز کا جھگڑا ملے مجھکو حاصل شہادت ہو

سمائے آپکے گیسو کی جسکے دل مین اُلفت ہو
نہ کیونکر ہتکڑی سے ایسے دیوانے کو بیعت ہو

کوئی پیش آئے آفت یا کوئی برپا قیامت ہو
لگادو ہاتھ تم اپنا مری میت کو راحت ہو

نکالے سے نکلتی ہی نہین ہے وصل کی شب مین
نہ ایسی لالچی یارب کسی کے دل کی حسرت ہو

بہاؤن آنکھ سے آنسو تو اُٹھے نوح کا طوفان
جو مین نالہ کرون برپا زمانے مین قیامت ہو

بہا لیجائے بحرِ رحم اُسکا دفترِ عصیان
روان آنکھون سے میری گر کبھی سیلِ ندامت ہو

مزہ کیا زندگی کا جو محبت ہو مجھے حاصل
نہ جب پہلو مین دل ہو اور نہ قابو مین طبیعت ہو

دکھا دو نالۂ دل وہ اثر اُس بیمروت کو
کہ مجھکو دل سے چاہے نام سے غیرون کے نفرت ہو

وہ میکش ہنسکے کہتا ہے یہ ساغر نہ منھ موڑو
ٹھہرے اک تم ہی تو دنیا مین پابندِ شریعت ہو

مسیحا میری بالین سے رضا کہتے ہوئے اُٹھے
وہ اچھا ہو نہین سکتا جسے آزارِ الفت ہو

مرے اقرار توبہ پر جو اُس بت کی شہادت ہو ۔ خدا کے بندہ پرور سے عنایت باغ جنت ہو

رہے پاس شریعت واعظا کیونکر جوانی مین ۔ حسینون سے میسر ہر گھڑی جب مجھکو صحبت ہو

مرا دل اُنکے ہاتھون مین گیا تیرے ہی باعث سے ۔ دعا کے بدلے کیون حق مین تری چشم مروت ہو

پڑھی کلمہ گرے سجدے مین مومن دل سی ہو جائے ۔ اگر ہندو کو تیرے طاق ابرو کی زیارت ہو

خزانہ اُسکی نظرون مین نہین جچتا ہی قارون کا ۔ میسر وصل دلبر کی جسے ہر وقت دولت ہو

اُٹھون دنیا سے با ایمان ملے مرقد مین بھی راحت ۔ مرے لب پہ تمھارا نام اگر ہنگام رحلت ہو

جگر بیچین دل مضطر شب فرقت مین رہتا ہے ۔ کسی کروٹ تمھارے ہجر مین کس طرح راحت ہو

خطا تھی آنکھ کی دیکھا تھا اُس بت کو سراپا حق ۔ الٰہی دل ہی کیون بیچین اسی پہلو مین راحت ہو

کہان یہ تاب ہمکو بے رضامندی کے لین بوسہ ۔ خوشی سے اے رضا جبتک نہ اُس بت کی اجازت ہو

تم سنگھا دوگے اگر زلف مریجان مجھکو ۔ پھر نہ آئین گے نظر خواب پریشان مجھکو

دو نہ دو بوسہ رخسار تمھاری مرضی ۔ تم سے پیارا نہین دل اپنا مری جان مجھکو

چاہ مین جس کی زلیخا کی طرح پھرتا ہون ۔ یا خدا جلد ملے وہ مہ کنعان مجھکو

المدد دست جنون اسکے اُڑا دی پرزے ۔ تنگ کرتا ہے بہت اب تو گریبان مجھکو

چشم کی یاد مین جاتا ہون جو صحرا کیطرف ۔ آنکھین دکھلاتے ہین آہوی بیابان مجھکو

مین نے اُس شبر خدا کی ہین نگاہین دیکھین ۔ کھا نہ جائے گی بلائے شب ہجران مجھکو

چل گئی غیر کی گردن پہ چھری وائے نصیب ۔ عید قربان مین کیا اُسنے نہ قربان مجھکو

خلد اللہ نے دی اور عطا کین حورین ۔ اپنے اعمال پہ دیکھا جو پشیمان مجھکو

تیرے ہوتے نہ خریدوان اُسے او غیرت حور ۔ کھوٹے دامون بھی ملے گر مہ کنعان مجھکو

چرخ نے اُسکے عوض برسون رُلایا ہی رضا ۔ دیکھ پایا ہی جو اک اتفاق بھی خندان مجھکو

غزل دیگر

زلف مین پھنسکے کیا تونے پریشان مجھکو
خوب دیوانہ بنایا دلِ نادان مجھکو

شکل بِشد دکھا عیسیِ دوران مجھکو
اور دم بھر کا سمجھ نزع مین مہمان مجھکو

خشک آنسو ہوے شبنم کے مری حالت پر
باغ مین دیکھ لیا اُس نے جو گریان مجھکو

تیری تقسیم کے قربان مین قسّام ازل
وصلِ غیرون کو عذابِ شبِ ہجران مجھکو

آکے بازار مین وہ یوسفِ ثانی بولا
نقد جان دیکے خریدین مہ کنعان مجھکو

وصل کا روز گذرنے پہ خبر تھی کس کو
سکھ سے سونے ہی نہ دیگی شبِ ہجران مجھکو

آئیے ہو مردے جلانے کو ذرا یاد رہے
بھول جانا نہ کہین عیسیِ دوران مجھکو

خالِ ہندو کی محبت مین ہوا تھا کافر
مصحفِ رخ نے کیا تیرے مسلمان مجھکو

بھر کے اشک آنکھ مین آئے ہو عیادت کیلیے
آخری وقت کیا تم نے پشیمان مجھکو

جامۂ زیست سے باہر ہون خوشی کے مارے
تیرا خنجر نظر آجائے جو عریان مجھکو

کیا عجب ہے یہ خیالِ عشق کا
تمکو اے اسد

ای رضا غیر بھٹکنے بھی نہ پائین گے قریب
اپنے در کا جو بنائین وہ نگہبان مجھکو

بوالہوس ہٹکے جو اترائے
ہوجا نثار ہیں

پرزے جگر ہو عشق مین دل بیقرار ہو
راضی ہون جو مشیتِ پروردگار ہو

سیرِ چمن مین گر وہ مرا گلعذار ہو
بشاش بلبلین ہون گلون پہ بہار ہو

آوارہ کوہ و دشت مین مجنون پھرا کیا
جنِ عشق کا نہ سر پہ کسی کے سوار ہو

انجام ہم مین اسکا خدا ہی کو علم ہے
موت آئے کس جگہ پہ کہان بیقرار ہو

آنکھین کھلی ہین مرکے بھی ہے ٹکٹکی بندھی
اتنا تو ہو کسی کو اگر انتظار ہو

رونے مین دھیان آئے جو دندانِ یار کا
آنسو مرا ہر ایک دُرِ شاہوار ہو

پھوڑون مین اُسکی کوچے کے رستے کو ناصحا
دم بھر بھی مجھکو دل پہ اگر اختیار ہو

حق تو یہ ہے کہ ہم بھی انا الحق کہا کرین
منصور کی طرح نہ اگر خوفِ دار ہو

پروانے کو بھی آنے نہ دون تیری بزم مین
او شمع وہ جو کچھ بھی تجھے اختیار ہو

بعدِ فنا تلاش ہے اُس شہسوار کی
برباد کیون رضا نہ ہمارا غبار ہو

غزل دیگر

خود آکے میہمان مرا وہ نگار ہو
پھر بھی اگر عنایت پروردگار ہو

ابر سیہ بنے جو مری آہ کا دھوان
بجلی بھی ایک آتشِ دل کا شرارہ ہو

آہین بھرون جو گیسوے پرخم کی یاد مین
دل سے مرے نکل کے دھوان پیچدار ہو

کیا کیا گرے نظر سے ہماری ٹپک کے اشک
یون بزم یار مین نہ کوئی بیوقار ہو

تعریف کر تو بیٹھے ہین تصویر یار کی
رنگ اسلیے ہو فق نہ اُسے ناگوار ہو

بیٹھا ہون دیر سے مین نشانہ بنا ہوا
تیرِ ادا کوئی تو کلیجے کے پار ہو

کھٹکا اجل کا دور ہو جینے کی ہو اُمید
وہ غیرتِ مسیح اگر ہمکنار ہو

جاتے تو شوقِ قتل مین ہین قتل گاہ مین
کیا خوب ہو جو پہلے ہماری پکار ہو

عاشق کا دم بتاتے ہو آنکھون مین بعدِ مرگ
کیونکر کوئی مرے کہ تمھین اعتبار ہو

آئے ابھی ہو اور ابھی جاتے ہو اپنے گھر
کیا تم ہوا کے گھوڑے پہ ایجان سوار ہو

اک شعر بھی غزل مین نہو چست جب رضا
کیونکر مشاعرے مین تمھین افتخار ہو

محال ہے نہ گھٹے بدر اور ہلال نہو
کمال ہی وہ نہین ہو جسے زوال نہو

اگر رقیب کا ایجان تمھین خیال نہو
تو مجھکو بھی کوئی شکوہ نہو ملال نہو

محال ہے مجھے اِس ماہ کا وصال نہو
خلاف مجھسے اگر چرخِ بدخصال نہو

شبِ وصال وہ ہنسکر یہ ہمسے کہتے ہین
سنین گے ہجر کا قصہ جو عرضِ حال نہو

تنگ نزع مین آئے ہین المدد اے موت
اب اس سے بڑھکے تو ابتر ہمارا حال نہو

کریم اپنی کریمی کی شان دکھلا دے / وہ دے مجھے کہ کبھی حاجت سوال نہو
سنبھالا دیکھ کے اُف اُف دعا وہ کرتے ہین / گرے اب ایسا یہ بیمار بہت سنبھالا نہو
کسی کی ترچھی نگہ کی ہے آن بان غضب / مین چوٹ کھاؤن جگر پہ آ بیخیال نہو
نظیر جسکا نہ ممکن ہوئے نظیر ہے وہ / مثال جسکی نہو کیون وہ بے مثال نہو
کہا ہے برق کسی شعلہ رو کو محفل مین / ہنسی ہنسی مین یہ ڈر ہے کہین ملال نہو
الٰہی تو نے اثر کیون دیا ہے نالون مین / مجھے یہ ڈر ہے بتون کا تباہ حال نہو
ازل سے ہے یہی اس چرخِ پیر کی صورت / شباب ہے وہ بڑھاپا جسے زوال نہو
وہ باتین کرتے ہین ہنس ہنس کے دل مرا لیکر / الٰہی جان کی ہو خیر کوئی چال نہو
جو اذن دیتے ہو محفل مین بات کرنیکا / یہ شرط کیسی کوئی طالب وصال نہو
نظر پر اپنی تمھین اختیار ہے لیکن / رہے خیال کوئی بے چھری حلال نہو
کسی کی چال یہ کہتی ہے ہنس کے عاشق سے / وہ کشتۂ دل ہی نہین ہے جو پائمال نہو
ہمارے حلق پہ خنجر نہ پھیرو ہنس ہنس کر / کہین رقیب کو سر دوش پہ وبال نہو
بتون پہ دہر مین ہم جان و دل تو کھو بیٹھے / یہ ڈر ہے حشر مین ایمان کا سوال نہو
کسی کی تیغ کا ہے یادگار زخمِ جگر / الٰہی حشر تلک اس کا اندمال نہو

پھلے گا خاک رضا فنِ شاعری تمکو
وہ باوقار ہو کیا جس مین کچھ کمال نہو

لیکے چلتا ہے جو صیاد گرفتارون کو / یاس سے دیکھتے ہین باغ کی دیوارون کو
نہ ملی حشر مین جنت جو گنہگارون کو / یہ ہلا دین گے ترے قصر کی دیوارون کو
مجھ پہ بیجان بھی کرتے ہین ستم وائے نصیب / تیز گھڑیون نے کیا وصل مین رفتارون کو
طالب دید جو آتا ہے کوئی محفل مین / وہ دوپٹہ سے چھپا لیتے ہین رخسارون کو
اجل دم بھر کے یہ مہمان ہین ٹھہرو ٹھہرو / چھوڑ کر جاؤ نہ مرتے ہوئے بیمارون کو

اُف وہ افسردہ دلون کو تراتڑ پا دینا
پھینک کر بزم مین مرجھائے ہوی ہارون کو

ضبط گریہ کو نہ کیون روؤن مین ای سیلِ سرشک
خواب مین دیکھ کے چھٹتے ہوی فوارون کو

ہان بہار آئی ہو صیاد نہ کر ظلم اتنا
چھوڑدی چھوڑدی اب تازہ گرفتارون کو

حال اپنے دلِ سوزان کا کہین گے اُن سے
ہاتھ مین لیکے دہکتے ہوے انگارون کو

واعظا دیکھ کسی روز بگڑ جائے گی
چھیڑ تا روز کا اچھا نہین میخوارون کو

جنکو ہوتا ہے ترے رخ کے پسینے کا خیال
یاد کرتے ہین وہ قرآن کی سیپارون کو

پی کے بھی ہم نہ گنہگارون مین شامل ہونگے
مغفرت ہو جاتی ہے تیری گنہگارون کو

اُف رضا پھیر کے منھ نزع مین اُنکا کہنا
آئنہ لوگ دکھاتے نہین بیمارون کو

ٹکڑے ہو دل ای عشق کہ انگار جگر ہو
اُس تیر نگہ سے نہ مگر قطع نظر ہو

کب ہی ہی ایک درپئے آزار ہمارا
تم بھی تو شریکِ فلکِ شعبدہ گر ہو

تم شوق سے برباد ہو مین خوش میرا خدا خوش
کوئی ہو اب اس مین مرا دل ہو کہ جگر ہو

دشمن ہین سبھی صبحِ شبِ وصل ہمارے
وہ توپ ہو ورد ہی ہو اذان ہو کہ گجر ہو

مین عمرِ خضر بھی کرون اُس موت پہ قربان
زانو پہ دمِ نزع جو اُس شوخ کے سر ہو

ڈر تو یہ ہی پھر جان کے پڑ جائین گی لالے
دل شوق سے مین دون تمھین گر اسمین مفر ہو

امداد کا ہی وقت وہ گھر جاتے ہین اپنے
ای بیخودی عشق نہ کچھ مجھکو خبر ہو

بیجرمی عاشق کی شرارت کوئی دیکھے
وہ تیغ اُٹھائے تو یہ کمبخت سپر ہو

اے رشک یہ کیا۔ دل پہ اگر ہاتھ وہ رکھے
بیچین کرے مجھکو فزون دردِ جگر ہو

کچھ چھیڑ ہی کچھ غیر کے گھر جانے کی جلدی
رہ رہکے وہ کہتے ہین کہین جلد سحر ہو

یون پائون مرے کوچۂ قاتل مین گڑی ہین
جسطرح زمین پکڑی ہوی کوئی شجر ہو

طوطے کی طرح پھر گئین مجھسے تری آنکھین
ایسا بھی نہ ایجان کوئی بھر وپ نظر ہو

چھٹ جائینگے یون بھی تری نیچے سے شب غم
ہم جان دیے دیتے ہین اچھا نہ سحر ہو

فقرہ یہ رضا دل سے نے دیا تھا چپکے تسکین
ہان جھوٹ غلط یار کو اور مری خبر ہو

ردیف ہاے ہوز

مے گلگون سے لا ساقی طلائی بھر کے پیمانہ
پری زادون کی الفت نے کیا ہی مجھکو دیوانہ

بہار آئی ہی ساقی مے سے کر لبریز پیمانہ
وہ ساقی بھر کے لایا ہی شرابِ وصل شیشے مین

نہ سمجھو اہل محفل گرد وہ بیکار پھرتا ہے
کیا سیراب تو نے ساقیا غیرون کو محفل مین

ہوا یہ گردشِ افلاک سے عالم تہ و بالا
بہت روئے وہ جانبازانِ الفت کا خیال آیا

دلِ نادان ہوا دشمن تمھاری ہاتھ مین جاکر
تغیر نہ ہو باتا بہ مزاج اپنا بہ شانہ

سُنا کرتا ہون ہر دم لیلی و مجنون کا افسانہ
بسا وے پھول کی خوشبو سے شل باغ تنخانہ

ہماری عمر کا جب ہو چکا لبریز پیمانہ
طوافِ شمع کو ہے شغل مین مشغول پروانہ

نہ میرے سامنے خالی بھی لایا کوئی پیمانہ
سلیمان ہی نہ اب باقی ہی اُسکا تختِ شاہانہ

جو دیکھا شمع پر جلکر ہوا ہی خاک پروانہ
جسے اپنا سمجھتے تھے ہوا ہی اب وہ بیگانہ

پہنائین بیڑیان فوراً رضا حداد سے لا کر
پری رویون کی الفت نے کیا جب مجھکو دیوانہ

اے دل نہ عشق کیجیو زلفِ رسا کے ساتھ
وہ آئین گے جو قہر پہ ناز و ادا کے ساتھ

دنیا ہے پیر اور نہ بہار شباب ہے
حرص و ہوس بھٹکنے نہ پائین جو آس پاس

پھنس جائیگا بلا مین رہا گر بلا کے ساتھ
مین جی اُٹھونگا شورشِ خلخالِ پا کے ساتھ

کیونکر گنوائین عمر کو اس بیوفا کے ساتھ
کٹ جائے زندگی مری صبر و رضا کے ساتھ

یون مانگنا تو گالیان پاتا ہزار ہا / بوسہ لیا فقیر نے اُس سے دعا کے ساتھ
کیا کمسنی ہے چھین لیا دل مرا مگر / دلبر کہا تو روٹھ گئے وہ ادا کے ساتھ
پایا نشان کوچۂ جانان نہ ایک دن / برسون رہا ہون مین خضر رہنما کے ساتھ
بت تیرے پاؤن پوجتے خود آکے برہمن / ہوتی جو تجھکو کچھ بھی محبت خدا کے ساتھ
کیا سُرخ رنگ ہوگا ترے ہاتھ پاؤن کا / ملجائے گا جو خون ہمارا حنا کے ساتھ

حالت جو لاغری کی یہی ہے تو اے رضا / اُڑتا پھرے گا جسم ہمارا ہوا کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

بیتاب دل محبتِ خیر البشر مین ہے / توشہ ہمارے ساتھ یہ راہِ سفر مین ہے
چکر خیالِ زلف سے ہر وقت سر مین ہے / موجود سیرِ دشت کا سامان گھر مین ہے
تا چرخ اُسکی آہ کو کیونکر عروج ہو / ایجان جو ذلیل تمھاری نظر مین ہے
لالے کی خاکِ قبر سے نشو و نما ہوئی / ابتک یہ تازگی مرے داغِ جگر مین ہے
یہ زیر چرخ اور وہ بالائے عرش ہے / اُف کس غضب کا تفرقہ آہ و اثر مین ہے
دل کیون نہ کھائے ٹھوکرین گیسو کے پیچ مین / مدت سے یہ غریب اکیلا سفر مین ہے
مانا گناہگار ہون بندہ تو ہون ترا / مجھکو جلائے تاب کہان یہ سقر مین ہے
پہونچے جہان حسین وہین گھر بنا لیا / توشے کی احتیاج انھین کب سفر مین ہے
نیچی نہو نگاہ تو ہم کہدین صاف صاف / جو دل کا چور ہے وہ ہماری نظر مین ہے
وہ دلدہی مین غیر کی مصروف ہین ضرور / کچھ آج اور ٹیس زیادہ جگر مین ہے
جاتی ہین خالی ہاتھ جہانِ خراب سے / بے توشگی ہی توشہ ہمارا سفر مین ہے

شاعری بتا نہو جس سے کبھی عروج
ایسا کمال تیرے سوا کس ہنر مین ہے

ای انقلاب دیکھ لین تیری شرارتین
چکر لگا رہا ہے زمانہ سفر مین ہے

ساغر بنے ہین دست دعا آج شام سے
کچھ تو مزا فراق کی شب کی سحر مین ہے

کیون جان دیکے لیتے ہین سب گوشۂ لحد
کیا نقش پاے عیش اسی رہگذر مین ہے

اعمال ہونگے حشر مین بخشش کا واسطہ
امید عفو بھی مرے زاد سفر مین ہے

دو دن نہین قرار انھین بھی جہان مین
چکر مرے نصیب کا شام و سحر مین ہے

سینہ کسی نے چاک کیا اُف غضب کیا
اور پھر یہ کہکے تیر ہمارا جگر مین ہے

ہان ہان ہمین نے کھینچ لیا دل حضور کا
تسخیر کا کمال ہماری نظر مین ہے

راہی عدم کے کھاتے ہین ٹھوکر مزار کی
اے موت سچ ہے یہ کہ اذیت سفر مین ہے

خنجر نہ آپ باندھیے دیدیکے گالیان
مٹ جائیگا جو وہم دہان و کمر مین ہے

او کرب جانکنی نہ ابھی ساتھ چھوڑنا
قاصد جواب خط کا لیے رہگذر مین ہے

کرتا ہون اپنے داغ مین ای آبرو تجھے
بیٹھے جو جوش اشک مری چشم تر مین ہے

دو دل ملے رہین یہ گوارا نہین رضا
بس ایک عیب یہ فلک فتنہ گر مین ہے

مہمان وہ نصف رات سے دشمن کے گھر مین ہے
لکھی ہماری موت اسی دوپہر مین ہے

ای دل جو تو خیال بت سیمبر مین ہے
جلوہ خدا کے نور کا میری نظر مین ہے

ہتلا رہی ہے آمد و رفت نفس ہمین
ہر ذی حیات دہر برابر سفر مین ہے

کافی تھا نامہ بر ہی کہنا نہین بلا
کیون کہدیا کہ آج وہ دشمن کے گھر مین ہے

ہان ہان حضور آپ ادھر سے نہ جائیے
اک بدنصیب کی لحد اس رہگذر مین ہے

ای آہ یاد زلف مین دو ہاتھ اور بڑھ
اتنا ہی باقی فاصلہ بام اثر مین ہے

دو ٹکڑے ہو کے جسم کو رخصت ہوئی نصیب
لپٹا ہوا حضور کی تیغ دو سر مین ہے

باقی ہی جتنی آپکے عاشق کی زندگی
اتنی ہی دیر وصل کی شب کی سحر مین ہے

[illegible] انکو دیکھتے ہی قضا آگئی مجھے
بے بس ہر ایک حکم قضا و قدر مین ہے

دزدیدہ تیر اُس نے لگایا ہی بزم مین
کیونکر کھلے کہ دل مین ہی وہ یا جگر مین ہے

ہوگا وہ تیر آپ کی ترچھی نگاہ کا
جو دل کو توڑ کر خلش افزا جگر مین ہے

آتا ہے تیرے سمت دلا ہوشیار رہو
تیر نگہ کمان سے چھٹکر سفر مین ہے

لاغر ہین ہم تو یار بھی نازک ہی اسقدر
تیغ شعاعِ مہ سے منور کمر مین ہے

اتنا کہونگا مین کہ بہار آئی ہے ضرور
پھولون کی آج بو مری داغِ جگر مین ہے

کیا آپ بھی امیر کے شاگرد ہین رضا
ذکر آپکا جو مجمع اہل ہنر مین ہے

جو پوچھا آرزوے وصل کیونکر دل سے نکلے گی
کہا منھ پھیر کر اُس نے بڑی مشکل سے نکلے گی

بمشکل جان او قاتل تنِ بسمل سے نکلے گی
یہ لیلے تنگ آکر پردۂ محمل سے نکلے گی

فلک سے بجلیان گرتی ہین جب سے مقتل مین
یہین پر جان او قاتل تنِ بسمل سے نکلے گی

وہ کہتے ہین ہم آئین گے شب وعدہ مگر سن لے
تمنا جو ترے دل مین ہی وہ مشکل سے نکلے گی

ہوا لے آہِ مجنون سنے اثر پیدا کیا دیکھو
سنا ہے لیلیِ پردہ نشین محمل سے نکلے گی

نہ جیتے جی اُٹھین گی ہم وہ مشتاقِ شہادت ہین
ہماری لاش ہی اب کوچۂ قاتل سے نکلے گی

عدم کے جانیوالون سے قضا ہنس ہنس کی کہتی ہے
بدن سے جان خوفِ دوریِ منزل سے نکلے گی

جو اُکھڑے گا حبابِ بحر کا خیمہ غضب ہوگا
صدائے گریہ و فریاد خود ساحل سے نکلے گی

کسی تلوار کا گر غیظ آئے گا نظر اُسکو
قضا بھی تھرتھرا کی کوچۂ قاتل سے نکلے گی

یہ دل تو دل ہی گر وہ جان بھی مانگین تو دیدین گے
وہ با ہمت ہین ہم سے نہین مشکل سے نکلے گی

دکھاوے کے لیے کیون روز شیون کرتے ہین عاشق
وہی فریاد ہوگی با اثر جو دل سے نکلے گی

تمنا دل کی او ناوک فگن تیری توجہ سے
لہو کی دھار بنکر سینۂ بسمل سے نکلے گی

نہ تھے معلوم یہ انکی نظر کے ہتکنڈے اے دل
چھری بنکر چبھے گی تیر بنکر دل سے نکلے گی

اسی صورت سے ہوگا دفن او قاتل خدا حافظ
نہ اب تلوار تیری سینۂ بسمل سے نکلے گی

مقابل ہونے تجھسے سنتے ہین ہم شمع آئیگی
یقینی صبح کو جل کر تری محفل سے نکلے گی

عدم آباد کے رستے مین کیون احباب بیٹھے ہین
رضا کیا لاش تیری بھی اسی منزل سے نکلے گی

وہ دکھا لے سیلِ اشکِ چشم طغیانی مجھے
خاک باد آتش بھی آئین نظر پانی مجھے

اشکہاے چشم کی لازم ہے مہمانی مجھے
آج شرمندہ نہ کر اے دامن افشانی مجھے

قول پیر مصر یوسف کا یہ تھا پیشِ عزیز
ہفت خانے سے ملی ہے چاک دامانی مجھے

کیا اسی کا نام ہو انصاف قسّامِ ازل
آئنہ رخ کا دیا انکو تو حیرانی مجھے

نیم جانون سے طلب کرتی ہو تو نقدِ حیات
اور شرم آتی ہے اے تیغ صفاہانی مجھے

خواب مین بلبل پھنسا دیکھا ہے یا رب خیر ہو
زلف مین الجھے گا دل ہوگی پریشانی مجھے

دل کے آئینہ مین جب نقشہ اتارا یار کا
دیکھتے ہی رہ گئے بہزاد و مانی مجھے

دی رہے ہین چار سو کاندھا مری میّت کو وہ
جان دینے پر رضا کیون ہو پشیمانی مجھے

کیون نہ دیکھے یاس سے اب میری عریانی مجھے
جامۂ تن ہو گئی گرد بیابانی مجھے

اس نے اپنے در کی دی ہے آج دربانی مجھے
خلد کی جاگیر ہاتھ آئی باسانی مجھے

ہجر مین تر نظر کیونکر ہو گریانی مجھے
یہ زمین رو کر کہے گی کر دیا پانی مجھے

رنگ بھرنا ہے جفا کا یار کی تصویر مین
دیکھتے ہین غور سے بہزاد و مانی مجھے

ہاتھ اٹھانے میرے پھولون مین نہ تم آئے اگر
فائدہ کیا خاک دیگی فاتحہ خوانی مجھے

بس ہجوم یاس اب تو دم مرا گھٹنے لگا
کم تھا یہ بھی کہ سب کہتے تھے زندانی مجھے

المدد شوقِ زیارت خضر کا احسان نہ ہو
خود بہا لیجائے وان اشکون کی طغیانی مجھے

خواب مین دیکھا ہے گرتے پاؤن پر افلاک کو
ہاتھ آئیگی رضا اُس در کی دربانی مجھے

غزل دیگر

عشق گیسو مین نہ کیون ہوتی پریشانی مجھے
مشک کے سونگھنے مین لکھی تھی خطا بانی مجھے

چشم کیون نہ ہو خیرہ خالِ رخ کے سامنے
دیکھنا منظور ہے آیاتِ قرآنی مجھے

منہ نظر آئے آئینہ مین نہ کیونکر جان دون
اُس مین وقت ہو انھین اور اسمین آسانی مجھے

دوشِ دشمن پر پڑی ہین آج وہ زلفین ضرور
دے رہی ہے خود خبر میری پریشانی مجھے

ہای کوئی بھی نہوگا اسکا پرسان دہر مین
بعد میرے روئیگی خود میری گریانی مجھے

جان لینے آرہے ہین آج وہ خنجر بکف
دیکھ شرمندہ نہ کرنا او گرانجانی مجھے

میرے دل نے درد اُس بیدرد پر ظاہر کیا
کھوئیگی دنیا سے اکدن اسکی نادانی مجھے

ضعف نے بٹھلا دیا مجھکو مرے دل کی طرح
اُٹھکے شرمندہ نہ کر گردِ بیابانی مجھے

ہین تمہارے رخ کے آئینہ کو کچھ کہتا نہین
ہان کسی نے کر دیا ہے محوِ حیرانی مجھے

ہیچ تو یہ ہو لاکھ اطمینان ہین اُسپر نثار
عشق گیسو مین جو حاصل ہو پریشانی مجھے

پہلے مین ہنستا تھا دیوانون کو او گیسو مگر
دیکھکر زندان مین اب ہنستی ہین زندانی مجھے

قید مین بھی تھا یہی ہر وقت یوسفؑ کو یقین
ایک دن دیگی حکومت پاکدامانی مجھے

حسن مین مین بھی تمہارا ہو مثل کا دیدون پتہ
تم اگر دکھلا دو الفت مین مرا ثانی مجھے

کھوئیگا دنیا سے او پردہ نشین تیرا خیال
خاک مین پنہان کریگا دردِ پنہانی مجھے

اُف کسیدکا ہنسکے کہنا کھو گیا دل آپ کا
اب نہ مانگین آپ ہوتی ہے پشیمانی مجھے

اور ہی تھا یہ بھی تیری زلفِ پیچان کا اثر
کھینچدی ہے دل نے تصویرِ پریشانی مجھے

عشق گیسو مین معاون ہے مری خود رفتگی
جوشِ وحشت کر نہین سکتا ہے زندانی مجھے

رہکے دنیا مین نہ رکھو تو کام نام و ننگ سے
اے رضا یہ مشورہ دیتی ہے عریانی مجھے

غزل

مصیبت ہم برائے عزت و توقیر کھینچین گے
جلا کر اپنے دل کو نسخۂ اکسیر کھینچین گے

خوشی سے سب ستم تیرے بت بے پیر کھینچین گے
مصیبت لکھ چکا جو کاتب تقدیر کھینچین گے

وہ سوتے ہین جگر پر ہاتھ رکھکر غیر کے گھر مین
نگاہ ہی ڈر کہ نعرہ آہ کا دلگیر کھینچین گے

کسی کو بھی نہ اسکا وہم تھا او گردش گردون
مصیبت قید کی یوسف پئے تعبیر کھینچین گے

چلین صحرا سے کیونکر سوی آبادی سمجھتے ہین
گرا اپنی سمت ہمکو خار دامنگیر کھینچین گے

سر مقتل اگر خنجر کھنچا دل ہوگا دو ٹکڑے
ادو زخم جگر روئے گا جب وہ تیر کھینچین گے

کرین گے بعد کو ہم جان اپنی نذر او قاتل
دہان زخم سے پہلے دم شمشیر کھینچین گے

ہمین اپنی تباہی کا کسی کو حال لکھنا ہے
مرقع خاک صحرا کا دم تحریر کھینچین گے

خدا جانے ندامت کسکو ہو او گیسوئے جانان
ادھر جدا ادھر وحشی ترے زنجیر کھینچین گے

بڑی تیور ہین انکی ترچھی نظرین پڑ رہی ہین
مبارک شمع کو زحمت لب گلگیر کھینچین گے

منگائی جا رہی ہے آج مٹی خاکسارونکی
یہ سرکش او ہوس نسخۂ اکسیر کھینچین گے

خطا ہوتی تو ہم سو بار ہوتے عفو کے طالب
جواب اسکا ہی کیا سولی پہ بے تقصیر کھینچین گے

مبارک تجھکو او وحشت انھین بھی ہو گیا سودا
وہ میرے پانون کی بیڑی پئے تشہیر کھینچین گے

جو سر ہی پھوڑنا تھا کیون کہا فرہاد شیرین سے
مشقت جو پڑیگی بھر جوئے شیر کھینچین گے

مرے نالے کسیکا دل ہلانے پر ہین آمادہ
مشقت راہ کی او منزل تاثیر کھینچین گے

نہ ہوتے بوسۂ ابرو کے طالب گر خبر ہوتی
ذرا سے بات پر اور آپ یون شمشیر کھینچین گے

عدو سے پوچھتے ہین دیکھکر میری نقاہت کو
انھین کو ہے یہ دعوی آہ بے تاثیر کھینچین گے

نگہ انکی پھری اور دل تڑپ کر رہ گیا میرا
خبر پہلے نہ تھی وہ بازگشتی تیر کھینچین گے

ہوس خاکسترِ یار آنکھون سے اٹھائین گے
نئے انداز سے ہم نسخۂ اکسیر کھینچین گے

بتائیں ہو بہو کیا دل کیا ہو صاف کیوں اپنا
اس آئینہ پہ ہم اک دن تری تصویر کھینچیں گے

بنے گا سینہ یہ غم مرقع رنج و راحت کا
وہ دل پہ ہاتھ رکھیں گے جگر سے تیر کھینچیں گے

بتوں کے ظلم ایسے ہو گئے ہیں اٹھ نہیں سکتے
برہمن دیر میں اب نعرۂ تکبیر کھینچیں گے

الٰہی اب تو ہے داغ والوں کی خاک کام آئے
وہ اپنی آنکھ میں سرمہ کی تسخیر کھینچیں گے

کسی کے سامنے ہم آئینہ پہ سیماب رکھ لیں گے
تڑپتے دل کی جیتی جاگتی تصویر کھینچیں گے

کسی کا خون کرنے سے تمھیں کیا فائدہ ہو گا
بھلا یہ بھی کوئی ضد ہے جگر سے تیر کھینچیں گے

مچل کر کہہ رہا ہے اے رضا سینہ میں دل میرا
کسی کے چھیننے کی آج ہم تصویر کھینچیں گے

دور سے دیکھا انھوں نے جب مجھے آتے ہوئے
چل دیے گلیوں کی جانب راہ کتراتے ہوئے

یار سے باتیں جو کیں ہنس ہنس کے مجھ سے بزم میں
اٹھ گئے اغیار فوراً واں سے جھلاتے ہوئے

دیکھیے جوہر کھلے کس عاشق جانباز پر
آ رہے ہیں آج وہ خنجر کو چمکاتے ہوئے

دیکھ کر اسکو ہوئے دیوانے کپڑے پھاڑ کر
آئے تھے ناصح جو باتیں مجھ کو سمجھاتے ہوئے

تم جو آئے گھر مرے چھاگل پہن کر رات کو
چونک اٹھے خواب سے اغیار تھراتے ہوئے

خانۂ دل کا تری الفت میں یہ عالم ہوا
آج تک دیکھی نہیں جس میں خوشی آتے ہوئے

بول اٹھا مرغ سحر کچھ رات سے افسوس ہے
کچھ نہ قول وصل دلبر سے لیا جاتے ہوئے

آئینہ میں دل کے کیا نقشہ اتارا دیکھیے
شرم آتی تھی تمھیں تصویر کھنچواتے ہوئے

کیا کہیں کیا حال ہوتا ہے ہمارا اس گھڑی
جب کسی کو دیکھتے ہیں قبر میں جاتے ہوئے

عاشقوں کی قدر کچھ اُنکو لے دل ہو گئی
شمع پہ پروانے کو دیکھا جو جل جاتے ہوئے

اُنکے غصے کو بڑھا کر مجھ سے کہتے ہیں رقیب
دیر کچھ لگتی نہیں شعلے کو بھڑکاتے ہوئے

کس طرح میرا گذر ہو کوے جاناں میں رضا
واں فرشتے خوف سے جاتے ہیں گھبراتے ہوئے

گیا دل زلفِ جانان مین پھنسا کے — سدھارے خضر بھی رستہ بتا کے

نہ کیون پتلے بنین جور و جفا کے — نمونے ہین یہ بت قہرِ خدا کے

مرا دل لے لیا باتین بنا کے — کہان جاتے ہو اب پگڑی کھلا کے

تڑپ اٹھی لحد مین روحِ فرہاد — لیے بوسے جو اُس شیرین ادا کے

رقیبون کا جلاؤن گا کلیجہ — سرِ بزم اُنکو پہلو مین بٹھا کے

ہماری خاک اُس گل کی گلی سے — اُڑا کر لے گئے جھونکے ہوا کے

جواب اُن سے جو مانگا نامہ بر نے — مرے خط کے دیے پرزے اُڑا کے

قضا کو منہ دکھاؤن گا رضا مین
شبیہ اُسکی کلیجہ سے لگا کے

وہ پھر جاتے ہین میرے گھر تک آ کے — کرشمے ہین یہ آہِ نارسا کے

مبارک ہو خضر کو عمر جاوید — نہین مشتاق ہم آبِ بقا کے

الٰہی ہجر سے کم ہے شبِ وصل — بڑھا دے کچھ اسے اُسکو گھٹا کے

غرور اُنکو ہوا صورت پہ اپنی — ہوئے نادم ہم آئینہ دکھا کے

تمھین نے اعتبار اپنا نہ رکھا — ہزارون جھوٹی قسمین روز کھا کے

مرے گھر بے بلائے آ گئے وہ — اثر دیکھو مری آہِ رسا کے

گئی اُف کعبۂ دل کی بھی حرمت — بتون نے گھر کیا گھر مین خدا کے

مزہ پایا جو میرے استخوان مین — ہوئے دشمن سگِ جانان ہما کے

کسی کمسن کی شوخی وصل کی شب — چھپی بیٹھی ہے پردے مین حیا کے

رضا کیا شاد ہے وہ بانیِ جور
نشانِ مرقدِ عاشق مٹا کے

لی کچھ نہ خبر قبر مین دفنا کے کسی نے — اک دن نہ پڑھا فاتحہ بھی آ کے کسی نے

نالے جو شب ہجر تیری آسکے مرے لب پر | سکھ پایا نہ ہمسایون مین گھبرا کے کسی نے

گو لاکھون ہی ظالم ہوئی دلبر دل افروز | خنجر تیرے کیا قتل نہ تڑپا کے کسی نے

حسرت سے ہین پیوند زمین ہو گیا گر کر | توڑے جو ثمر نخل تمنا کے کسی نے

پایا جو شہید و نکالہو جسم سے جاری | مدفون نہ کیا قبر مین نہلا کے کسی نے

پروانہ جو اُس شمع دل افروز کا پایا | محفل سے نکالا نہ مجھے آ کے کسی نے

پھیرا ہے مجھے گور غریبان کی طرف سے | اُف قبر مری دور سے بتلا کے کسی نے

حسرت یہ رہی قبر پہ گلزار جہان سے | دو پھول بھی رکھے نہ کبھی لا کے کسی نے

ٹھوکر سے سوا تیرے جلا کر مرا مردہ | اعجاز دکھائے نہ مسیحا کے کسی نے

وعدے پہ نہ آنے کا سبب پوچھا تو بولا | کیا یاد دلایا تھا مجھے آ کے کسی نے

یون حال مری مرنے کا کوئی کہے اُن سے | دی جان تیرے ہجر مین غم کھا کے کسی نے

تم کون ہو کیون نام رضا تم کو بتاؤن
مارا تجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے

پیش قاضی بھی مری قاتل کی یہ تقریر تھی | بیٹھا ہون مین تہنا ہی اسکی دامنگیر تھی

عشق گیسوئے یار پہ کرتا مین ظاہر کسطرح | سامنے اُسکے مری اُلجھی ہوئی تقریر تھی

یار کو نفرت رقیبون سے ہوئی جسدم ذرا | ہر جگہ بدنام میری آہ کی تاثیر تھی

لی نہ کروٹ میری جانب صبح تک اُس ماہ نے | وصل کی شب ایسی برگشتہ مری تقدیر تھی

مانی و بہزاد کی کرتا خوشامد کس لیے | میرے دل کی آئنہ مین یار کی تصویر تھی

چھوڑتی کس طرح سے وہ ساتھ میرا قبر مین | فرقت جانان ازل سے میری دامنگیر تھی

دیکھ پایا جسکو موسیٰ نے نہ کوہ طور پر | مرتے دم پھرتی مری آنکھون مین وہ تصویر تھی

ابروے خمدار دکھلا کر وہ کہتے ہین رضا
جسکا تو زخمی ہوا ہے وہ یہی شمشیر تھی

فرقت کا گلہ وصل کا شکوا نہ کرینگے | الفت ہے اگر ہمکو تو کیا کیا نہ کرینگے
زندہ ہین تو اب عشق کسی کا نہ کرینگے | ملنے کی حسینون سے تمنا نہ کرینگے
سن لینگے مسیحا اگر آزارِ محبت | پھر قصدِ علاجِ دلِ شیدا نہ کرینگے
مین تیغ پہ ابرو کی فدا جان کرونگا | اس عشق سے کیونکر وہ تقاضا نہ کرینگے
قیمت مین اگر بوسۂ رخ دوگے ہمین تم | پھر دل کا کبھی تم سے تقاضا نہ کرینگے
ہمراہ لیے آتے ہین اندر کا اکھاڑا | شاید وہ علاجِ دلِ دیوانہ کرینگے
کہتے ہین وہ آئین گے شبِ وصل | جھوٹا کبھی ہم آپ سے وعدہ نہ کرینگے
بیمار محبت کا ترے قول یہی ہے | مر جائین گے پر منتِ عیسیٰ نہ کرینگے

لپٹا یا رضا ہم نے تو جھنجلا کے وہ بولی
اب آپکے گھر ہم کبھی آیا نہ کرینگے

غیر سے صاحب سلامت اُس نے رکھی دور کی | شکرِ خالق بات میری یار نے منظور کی
منزلت کیا ماہ پائے اُس رُخِ پر نور کی | قدر کیا زلفون کے آگے ہو شبِ دیجور کی
عید کا دن ہے گلے لگجاؤ شرماؤ نہ تم | جانِ جان ہرگز نہین یہ بات بی دستور کی
دیکھ لین گی حضرتِ موسیٰ جو روے یار کو | بھول جائیگی تجلی اُن کو کوہِ طور کی
الفتِ لیلیٰ کا پردہ کس طرح ہوتا نہ فاش | بے کفن گاڑی گئی تھی لاش قیسِ عور کی
صاف ستھرا دیکھکر دل کا ہمارے آئینہ | آرسی اپنی پٹک کر اُس نے چکنا چور کی
نہرِ جنت کی طرح چشمون سے جاری اشک ہین | چاہ جب سے کی ہے ہمین نے ایک رشکِ حور کی
ہوش آیا کہا اُٹھے عاشق انا الحق شوق مین | اب بھی باقی ہے یہ کیفیت مئے منصور کی

مہر و مہ شرماتے ہین جسکی جھلک کو دیکھ کر
یہ ضیا ہے ای رضا اُسکے رخ پر نور کی

کسیکا سوگ ہر دم یاد کر کے | بکھر جاتی ہین وہ زلفین سنور کے

نہ کیونکر ٹکڑے ہوں دل و جگر کے
بنے ہیں یہ ہدف تیر نظر کے

لگا ہو حشر کا کھٹکا یہاں بھی
لحد میں بھی نہ پایا چین مر کے

نہ کیونکر نارِ دوزخ اُن سے بھاگے
گدا جو ہو گئے حضرت کے در کے

سمندر جسکو کہتا ہے زمانہ
وہ کچھ آنسو ہیں میری چشم تر کے

دھڑکتا ہے دلِ بیتاب دیکھو
مرے سینہ پہ اے جان ہاتھ دھر کے

دلِ صیاد کو پانی کرینگے
اسیرانِ قفس فریاد کر کے

پھڑک کر دم نکل جائے گا میرا
مسیحا تم سرہانے سے جو سرکے

زیارت ہوگی اُس رشکِ پری کی
خوشی سے لگ گئے پر نامہ بر کے

بتوں کو دشمنِ جانی بنایا
خدا سے حشر میں فریاد کر کے

ہمارے دل پہ کیا کیا سانپ لوٹے
لیے چوٹی نے جب بوسے کمر کے

رضا نے جب نہ مانا اُس کا کہنا
ہوا شرمندہ ناصح پند کر کے

تم سلامت رہو گھر غیر کے جانے والے
دردِ فرقت کا ہمیں لطف دکھانے والے

موت آئے کہ سسکتے رہیں جانے والے
آئنہ رخ کا نہیں ہیں وہ دکھانے والے

نزع میں دیکھ کے وہ رشکِ مسیحا بولا
اُٹھے جاتے ہیں مرے ناز اُٹھانے والے

دیر میں نعرۂ تکبیر ہمارا سن کر
دل پکڑ لیتے ہیں ناقوس بجانے والے

اُسکا عاشق ہوں میں کہدی یہ زلیخا سے کوئی
جسکے یوسف بھی ہیں اک ناز اُٹھانے والے

آئنہ سامنے ہے شانہ طلب ہوتا ہے
آفتِ تازہ کوئی پھر ہیں وہ لانے والے

گالیاں کھاتے ہیں اغیار مبارک ہو انہیں
ہم نہیں کوئی کڑی بات اُٹھانے والے

بھیڑ بھاڑ ایسی ہے مقتل میں گذرنا ہے محال
کشمکش میں ہیں بڑے جان گنوانے والے

مسکرا کر مری میت کو جلایا اُس نے
ہنس پڑے جلتے تھے آنسو کے بہانے والے

مست ہین بادۂ وصلت سے جو اُس ساقی کے
تا قیامت وہ نہین ہوش مین آنے والے

جب کہا مین نے کہ مرتا ہون تو ہنسکر بولے
ایسے دیکھے ہین بہت جان گنوانے والے

ہو گیا ہے ترے کوچے سے یہ عشق اے قاتل
جیتے جی ہم تو یہان سے نہین جانے والے

مثل پروانون کے جلجائین گر سنکر دشمن
میری تربت پہ وہ ہین شمع جلانے والے

ہاتھ گر تم نہ لگاؤ گے مرے لاشے کو
بھاگ جائین گے جنازے کو اُٹھانے والے

آسیاے فلکِ دون نے غضب کا پیسا
مر گئے وخمۂ دارلکے بنانے والے

ضبط کرتا ہون شب و روز مین یہ دل ورنہ
یہی نالے ہین مرے عرش ہلانے والے

اک پریزاد کی محبت مین قضا آئی ہے
ہون پریزاد رضا لاش اُٹھانے والے

تمھارے قد کی یہ پرچھائین پڑی ہے
جبھی شہرت قیامت کی بڑی ہے

تمھاری چال سے جس دم لڑی ہے
قیامت تھرتھرا کر گر پڑی ہے

نظر کو تم بچا کر اُس سے جانا
روش پر دیکھو وہ سوسن کھڑی ہے

درازی سے ڈراتا کیون ہے واعظ
قیامت کیا شبِ غم سے بڑی ہے

کسے دون جان مین اس سوچ مین ہون
وہ بیٹھے ہین قضا سر پہ کھڑی ہے

کرین جو کر سکین اغیار شکوہ
اب اُنکے منھ چڑھے ہین بن پڑی ہے

پنھاؤن گجرے پھولون کے مین کیونکر
کلائی یار کی نازک بڑی ہے

نہ لے گی بے خبر لائے نہ ہرگز
صبا در پر جو اُس گل کی اڑی ہے

ہوئی ہے صبح وردی بج رہی ہے
وہ جاتے ہین قیامت کی گھڑی ہے

مرے قاتل کے آگے قتل گہ مین
قضا بھی ہاتھون کو جوڑے کھڑی ہے

تھمین کیونکر مری آنکھون کے آنسو
یہ ساون اور بھادون کی جھڑی ہے

جیئون پہ فیض ہے اُس خاک در کا
جو ہاتھون مین طلائی ہتکڑی ہے

قیامت آتے آتے کیون نہ پھر جائے
تمھاری چال کی شہرت بڑی ہے

مین بوسے لے رہا ہون وہ خفا ہین
بگڑنے مین بھی میری بن پڑی ہے

رضا کیونکر نہ تھک جائین مسافر
نہایت قبر کی منزل کڑی ہے

دکھا کر تیغ وہ کہتے ہین آئے جسکا جی چاہے
شہیدون مین ہو شامل سر کٹائے جسکا جی چاہے

نہ چھوڑونگا مین دامن اُس پری پیکر کا ہاتھون سے
بڑی سودائی دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

مثالِ شمع مجھکو غم نہین جلنے پگھلنے کا
جلائے جسکا جی چاہے رلائے جسکا جی چاہے

تمھارا عشق میرے دل سے ہرگز جا نہین سکتا
شبیہ حضرتِ یوسف دکھائے جسکا جی چاہے

سوا اُس برق وش کے غش نہونگا اور سے ہرگز
فروغ عارضِ تابان دکھائے جسکا جی چاہے

وہ گل گھر کو گیا ہم جان سے ہاتھونکو دھو بیٹھے
گجر صبح شبِ وصلت بجائے جسکا جی چاہے

نہ چونکین گے نہ چونکین گے قیامت کو ادھر ہرگز
لحد مین سو رہے ہین ہم جگائے جسکا جی چاہے

قیامت مین نہ ہم دعوی کرینگے پیش حق ہرگز
ہمارا خون ہاتھون مین لگائے جسکا جی چاہے

مری آہین بجھا دین گی پسِ مردن رضا اسکو
لحد پہ شمع کو لاکر جلائے جسکا جی چاہے

اگر کچھ بھی اثر نالہ و فریاد کرین گے
بھولین گے وہ غیرون کو مجھے یاد کرین گے

ہم رہ کے قفس مین بھی نہ فریاد کرین گے
گو قید ہون پہ خاطرِ صیاد کرین گے

مانگین تو وہ دل بوسہ بھی قیمت مین نہ لین گے
ہم مفت ہی دیدین گے وہ کیا یاد کرین گے

مضمون کمر نظم کرین شوق ہوا ہے
اب ملکِ عدم کو بھی ہم آباد کرین گے

بھولین گے نہ تا زیست اسیری کے مزے کو
زندان کو رہا ہو کے بھی ہم یاد کرین گے

مین سائلِ بوسہ ہون ذرا ہنسکے یہ کہدو
لے لیجیے خیر آپ بھی کیا یاد کرین گے

ادبت ہوے عاشق یہ خطا خود ہے ہماری
کیون حق سو ترے ظلم کی فریاد کرین گے

تنکے نہ چنین گے کبھی دیوانون کیصورت
معشوق نہ اب کوئی پریزاد کرین گے

مرقد سے نکل آؤنگا پڑھتا ہوا کلمہ
وہ قبر پہ آکر جو قُم ارشاد کرین گے

دل ہجر مین کس طرح سے بہلے گا بتاؤ
مانا کہ نہ ہم نالۂ و فریاد کرین گے

بھولے سے نہ اُس زلف کی بولا کے سُنگھائی
ای بادِ صبا ہم تجھے کیا یاد کرین گے

آئیگا دل اُنکا جو کسی ماہِ جبین پہ
وہ میری وفاؤن کو رضا یاد کرین گے

میان سے کھینچکر تری شمشیر آدھی رہگئی
ہو کے میرے قتل کی تدبیر آدھی رہگئی

نصف قد تو غیر اُٹھے آپنے جنبش نہ کی
اسلیے گھٹ کر مری توقیر آدھی رہگئی

جب نہ پائی وہ کمر موے قلم القط ہوا
ہاتھ مین بہزاد کے تصویر آدھی رہگئی

اُسکو بیتابی مین خط لکھا تو آنسو گر پڑے
حرف آدھے مٹ گئے تحریر آدھی رہگئی

نصف شب وہ غیر کے گھر چین سے سویا کیے
تیری وقعت نالۂ شبگیر آدھی رہگئی

صانعِ روزِ ازل نے اُسکو یوسف کر دیا
کھینچ کے جو اُس یار کی تصویر آدھی رہگئی

اُسکے آگے مقصدِ دل مین نہ پورا کہہ سکا
رعب چھایا اسقدر تقریر آدھی رہگئی

وصف اُسکا لکھتے لکھتے کانپ اُٹھا میرا قلم
مصحفِ رخسار کی تفسیر آدھی رہگئی

نصف شب کو جب خیالِ زلف مین سودا اُٹھا
ٹوٹ کر خود پاؤن مین زنجیر آدھی رہگئی

آج آتے آتے میرے گھر پھری وہ راہ سے
نالۂ دل کیون تری تاثیر آدھی رہگئی

غیر نے بھی آکے بستر کوئے جانان مین کیا
پاس میرے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی

مرغِ بسمل کی طرح تڑپا تو قاتل ہٹ گیا
پڑکے گردن پر مری شمشیر آدھی رہگئی

جسکو تیری خاکِ پا کا کچھ ہوا سرمہ نصیب
اُسکے آگے وقعتِ اکسیر آدھی رہگئی

نصف شب سے چلدیا وہ مرغ کی سنکر صدا
تن مین جانِ عاشقِ دلگیر آدھی رہگئی

کوے جانان تک رسائی ہوچکی تھی اے رضا
تھک گیا مین راہ مین تدبیر آدھی رہگئی

یاد [illegible] ابرو جو آے اُس ستم ایجاد کے
قتل کو میرے ہوے دو نیمچے فولاد کے

خاک کی پتلون کو حوریں خلد مین کرتی ہین یاد
تذکرے ہین قاف کی پریون مین آدمزاد کے

بلبلون کے آتشین نالون نے ملکر آہ سے
جلبلا کر خاک کر ڈالے ہین گھر صیاد کے

اسقدر بالا بلندون سے مین رکھتا ہون گریز
دبکے چلتا ہون چمن مین سایئے سے شمشاد کے

بھول کر او عالم ایجادیان بھی آ گئے
رہنے والے ہین ازل سی ہم عدم آباد کے

اسقدر غربت مین کی صحرا نوردی رات دن
پھرتے پھرتے پاؤن شل ہو ہوگئی ہمزاد کے

صور بھی ہم پھونکدین نالون سے او جوشِ جنون
منتظر بیٹھے ہین دشتِ عشق مین ارشاد کے

او پری توڑین جنون مین مثلِ تارِ عنکبوت
لاکھ گردن مین ہماری طوق ہون فولاد کے

غیر کے پہلو سے مضطر ہوکے آئے میرے گھر
اب بھی کیا قائل نہوگے تم مری فریاد کے

سخت جانی قتل بھی ہونے نہین دیتی مجھے
شل ہو ہو جاتے ہین بازو نازنین جلاد کے

میرے گھر رہنے لگے جب وہ تو فرطِ رشک سے
غیر اُنکو بھیجتے ہین خط مبارکباد کے

روح نکلی تن سے وقتِ نزع یہ کہتی ہوئی
آج پورے ہوگئے دن قید کی میعاد کے

مین وہ بلبل ہون کہ میرے نغمۂ پرسوز سے
موم ہوکر بہ گئے لاکھون قفس فولاد کے

بعد مرنے کے ہوا نخلِ تمنا بارور
پھولون مین آئے ہین وہ مجھ خانماں برباد کے

ای رضا کسطرح کھینچین یار کی تصویر کو
ہوش ہی جاتے رہے ہین مانی و بہزاد کے

بادب اُس گلبدن کی محفلِ شاہانہ ہے
شمع سے آکر ملے کیا طاقتِ پروانہ ہے

ہاتھ مین ساقی کے رنگین مثلِ گل پیمانہ ہے
آج ہر میخوار بلبل کی طرح دیوانہ ہے

ہم جو کشتہ ہون تیغِ ابروِ مخمور کا
خندۂ زخمِ جگر بھی خندۂ مستانہ ہے

چھوڑ کر گھر کا چمن جاتا ہون دیوانونکے ساتھ
میرے دل مین حسرت آبادی ویرانہ ہے

باغ مین نا آشنا ہے ہر گلِ رنگین مرا
ہان مگر کچھ کچھ شناسا سبزۂ بیگانہ ہے

ہمین اسی حیرت مین شیخ و برہمن واقف نہین
کعبہ ہے اسکا تجلی گاہ یا بتخانہ ہے

لے لیا رخ کا اگر بوسہ خفا ہوتے ہو کیون
برق سے جو فعل سرزد ہو وہ بیتابانہ ہے

چھوڑ کر اُس بت کو جائے کعبۃ اللہ کس لیے
شیخ کیا تیری طرح سے برہمن دیوانہ ہے

کیا سنے وہ خواب آلودہ کہانی کو مری
نیند اُڑ جاتی ہے جس سے وہ افسانہ ہے

ہچکیان بھی اب نہین آتی ہین برسون ای رضا
اسقدر بھولا ہمین وہ دلبرِ جانانہ ہے

عشق مین جنکو خیالِ ہمتِ مردانہ ہے
جان دینا اُنکو آسان صورتِ پروانہ ہے

کیون دلِ وحشی خیالِ گیسوِ جانانہ ہے
ہوش کی اپنے دوا کر کیون ہوا دیوانہ ہے

کیون نہ جائین سر کے بل جانباز شوقِ قتل مین
قتلگہ مین امتحانِ ہمتِ مردانہ ہے

اس نے در پردہ جلا کر خاک کر ڈالا مجھے
دل بظاہر تو یگانہ ہے مگر بیگانہ ہے

جو زمین پر گر گئے آنسو نہ پھر اُٹھے کبھی
خاکسار اس سبحۂ صد دانہ کا ہر دانہ ہے

ہین بگولے پیش رو گردِ مذلت ہمرکاب
آج مجھسا صاحبِ شوکت کوئی دیوانہ ہے

سو رہا ہون چین سے زیرِ زمین پھیلا کے پاؤن
قبر میرے واسطے بعدِ فنا خسخانہ ہے

دادِ دلسوزی زبانِ شمع سے ملتی نہین
اس لیے بیزار اپنی جان سے پروانہ ہے

آئنہ مین آئنے نے گھر کیا ہے دیکھ لو
عاشقونکے دل مین عکسِ چہرۂ جانانہ ہے

جان دیتا ہون تجھے فرقت مین کیون آتی نہین
کیا اجل تجھکو بھی مشقِ نازِ معشوقانہ ہے

شوقِ خود بینی کی کچھ حد ہی نہین ہے آجکل
آئنہ سے یار نے پیدا کیا یارانہ ہے

ہے یہ شوقِ دید اک طفلِ برہمن کا رضا
کعبہ مین بھی دیدۂ دل جانبِ بتخانہ ہے

سحر کیا تجھ مین بتاؤ گیسوئے جانانہ ہے
جسکو دیکھا کوئے الفت مین ترا دیوانہ ہے

موسم گل آگیا آباد ہر میخانہ ہے
محتسب اب فکر زندان مین جو ہو دیوانہ ہے

کوچۂ الفت مین کیا پھیرون سے ہو چشم امید
دل جسے اپنا سمجھتے تھے وہی بیگانہ ہے

بن طلب ہو کر چلا ہون محفل دلدار تک
آج لازم ہر قدم پر سجدۂ شکرانہ ہے

موم ہو جاتے ہین سن سن کر بتان سنگدل
کیا اثر ایسا ہمارے عشق کا افسانہ ہے

تو جو آیا شمع کو گل کر دیا پر مار کے
تجھسے پروانے نے بھی پیدا کیا یارانہ ہے

وعظ کی محفل مین سے پیکر ابھی آئے ہین ہم
واعظا وہ دو قدم پر سامنے میخانہ ہے

لیکے دل کہتے ہین وہ کس کو دیا کب کس گھڑی
جھوٹ بہتان افترا چل دور ہو دیوانہ ہے

ہای اسکے سامنے کچھ بھی بیان ہوتا نہین
قصۂ سوز جگر کیا گنگ کا افسانہ ہے

جھوم کر اغیار پر نکلی گری سر پر مرے
تیغ نے بھی تیری سیکھا شیوۂ مستانہ ہے

اے فلک گردش مین رہتا ہی جو تو آٹھون پہر
سچ بتا کس ماہرو کے عشق مین دیوانہ ہے

خوب جانبازی کا پھل پایا سر محفل رضا
سر پہ شمع بزم کے خاکستر پروانہ ہے

آج موت آتی ہے ہمکو کہ سحر ہوتی ہے
دیکھین کس طرح شب ہجر بسر ہوتی ہے

لاؤن مین حرف شکایت کا زبان پر کیونکر
انکو ہر بات کی سنتا ہون خبر ہوتی ہے

کم نہین طول قیامت سے شب فرقت کا
کون کہتا ہے کہ اس شب کی سحر ہوتی ہے

کس قیامت کی شب ہجر ہے اللہ اللہ
کوئی کہتا نہین اٹھ بیٹھو سحر ہوتی ہے

جاؤن کعبہ کو مین اس بت کی ملاقات کو کیا
جو گھڑی سامنے ہنگام سفر ہوتی ہے

وصل کی شب مین ترے جاگ کی بول اٹھنے سے
زندگی تلخ مری مرغ سحر ہوتی ہے

کہتے ہین وصل مین جانے دو نہ چھیڑو مجھکو
وہ گجر صبح کا بجتا ہے سحر ہوتی ہے

اشک بلبل کے جو بہتے ہین فراق گل مین
ہر روش باغ کی چھڑکاؤ سے تر ہوتی ہے

رخنی کرتی ہی کلیجے مین تو دل مین سوراخ
یادِ ابروے مجھے سوہان جگر ہوتی ہے

دھیان آتا ہی جو اُس ماہ لقا کا مجھکو
روشنی قبر مین مانندِ قمر ہوتی ہے

پھیر لیتے ہین وہ منھ دیکھ کے صورت اُف اُف
راہ مین مجھسے ملاقات اگر ہوتی ہے

کس مسافت سے گئے سوی زلیخا یوسفؑ
جذبۂ عشق مین تاثیر مگر ہوتی ہے

پاؤن توڑے ہوے بیٹھے ہین ہزارون میکش
دخترِ رز دیکھیے کس ست کی سر ہوتی ہے

لوگ کہتے ہین کہ پھر نوح کا طوفان آیا
جب رضا آنکھ مری ہجر مین تر ہوتی ہے

روبرو آنکھون کے کس روز وہ قامت نہ رہی
سر پہ نازل مرے کسوقت قیامت نہ رہی

کوچۂ عشق مین ہم فضلِ خدا سے پہونچے
خضر کے راہ بتانے کی ضرورت نہ رہی

غیر گل کر کے اُٹھا لے گئے اپنے گھر کو
شمع بھی وائے مقدر سر تربت نہ رہی

درپئے قتل تھے اغیار زمانہ تھا خلاف
کس سے تکرار جہان مین کسی بابت نہ رہی

حشر کردونگا بپا اویمِ خوبی حسن سے
آبرو میری اگر روزِ قیامت نہ رہی

جسقدر آنے سے تیرے مرا دل ٹھہرا ہی
اسقدر بھی تو کبھی وصل کی ساعت نہ رہی

جب سے اُس حور کے کوچے کی فضا دیکھی ہے
واعظا دل کو مری خواہشِ جنت نہ رہی

روز عشاق سزا پاتے ہین گردارون کی
کب ترے کوچے مین اد ترک قیامت نہ رہی

جب کہا مین نے کہ کیون آئی نہ وعدے پہ حضور
ہنسکے یون ٹالدیا ہان مجھے فرصت نہ رہی

وین وہ دنیا مین ٹھکانا نہ کہین اُسکو ملا
سر پہ جس بندے کے اللہ کی رحمت نہ رہی

فتنۂ حشر نمودار ہوا عالم مین
تیری چالون سے ذرا قدرِ قیامت نہ رہی

مین نے جس روز سے کی بادہ کشی سے توبہ
دخترِ رز کی مرے دل مین محبت نہ رہی

یاد اُس بھولنے والے کی نہ بھولی مجھکو
ای رضا مر کے بھی دم بھر مجھے راحت نہ رہی

فرقت مین تری حال یہ ای رشک پری ہے
لب خشک ہین دم سرد ہی آنکھون مین تری ہے

خوابیدہ بغل مین مری وہ رشک پری ہے
احسان ترا مجھپر نسیم سحری ہے

اور رشک مسیحا جو یہی بے خبری ہے
بیمار ترا دم مین جہان سے سفری ہے

خوابیدہ ہی کیا صحن چمن مین کوئی گلرو
چلتی جو دبے پاؤن نسیم سحری ہے

تا خیر ہے کیون قتل مین اُٹھ بیٹھو مریجان
مین سر کو جھکائے ہوئے ہون وہ تلوار دہری ہے

آنا ہے تو جلد آؤ تم اے غیرت عیسیٰ
دم تن مین مرا مثل چراغ سحری ہے

بلبل کی طرح گرد ہین میخوار ہزارون
مے ساقی گلرو نے جو شیشے مین بھری ہے

مہتاب مین ہی داغ تو خورشید مین تیزی
سب عیبون سے ای یار تری ذات بری ہے

جب سے کہ سنی ہے خبر فصل بہاری
بلبل کو قفس مین غم بے بال و پری ہے

مانگین گے دعا صبح کو ہم وصل صنم کی
سنتے ہین کہ مقبول دعائے سحری ہے

ہنس بول کے یہ وصل کی شب کاٹیے للہ
خاموش کوئی دم مین چراغ سحری ہے

دل لیکے چلا ہے مجھے خود کوے صنم مین
درکار خضر کی مجھے کب راہبری ہے

تارون کیطرح سے جو جھپکتی نہین آنکھین
کس مہ کی بتاؤ تو رضا منتظری ہے

غزل دیگر

وہ چال قیامت تری او رشک پری ہے
ہر گام پہ قربان دل کبک دری ہے

اچھی نہین ہر دم کی یہ بیدادگری ہے
کچھ خوف خدا بھی تجھے او رشک پری ہے

نالون نے مرے شور مچایا ہے شب غم
منظور محبت کی انھین پردہ دری ہے

کہتے ہین وہ سنکر مری نالے پس دیوار
آواز کسی کی ہو مگر درد بھری ہے

دیوانہ گیسو ہون لقب ہی مرا وحشی
مشہور جہان مین مری شوریدہ سری ہے

بوسے مجھے ملتے ہین وہ خوش قد ہی بغل مین
ہر شاخ مرے نخل تمنا کی ہری ہے

کیونکر نہو مشہور زمانے کی دورنگی
شادی ہے کسی گھر مین کہین نوحہ گری ہے

ممکن نہین تڑپے مرا دل صورتِ سیماب
تصویر تری ہجر مین سینہ پہ دھری ہے

ہر شے سے زمانے مین ترا نور عیان ہے
ہر ذرے مین ایجان تری جلوہ گری ہے

ای آہِ جگر اتنا دکھا دے اثر اپنا
جاتی رہے جو کچھ کہ اُسے بیخبری ہے

ہنستے ہین مرے نالۂ دل سنکے پریرو
پھیلی ہوئی اسدرجہ رضا بے اثری ہے

گلے سے تیغِ قاتل جب نہ سرکی
ہمہمہ دیکھے جانبازون نے سرکی

کہون کیا ہجر مین کیونکر بسر کی
بسانِ شمع رو رو کر سحر کی

جسے سمجھی ہے دنیا شعلۂ نار
وہ چنگاری ہے آہِ پر شرر کی

وہ صبحِ وصل جب گھر کو سدھارے
عجب حالت ہوئی دل کی جگر کی

خوشی سے بند سب ٹوٹے قبا کے
سنی آمد جو مین نے نامہ بر کی

دوپٹہ صندلی اوڑھا نہ تم نے
دوا کی خوب میرے دردِ سر کی

بتانِ سنگدل کو کر دیا موم
عجب تاثیر ہے آہِ جگر کی

ہٹائین رخ سے زلفین اُس پری نے
لڑائی دیکھکر شام و سحر کی

ملا ساون سے بھادون کا مہینہ
تجھے کس طرح بارش چشمِ تر کی

وہ پچھلی شب لپٹ کر جبکہ سوئے
خوشامد کام آئی دوپہر کی

جسے کہتے ہین دنیا مین شرافت
وہی باعث ہے آفت اور شر کی

بتون سے ہے عداوت واعظون کو
خدا ہی دے دوا اس دردِ سر کی

جسے سمجھے تھے موسیٰ شعلۂ طور
وہ ادنے روشنی تھی اُس قمر کی

اگر بوتے ہو دل مین تخم الفت
رضا خواہش نہ تم رکھنا ثمر کی

حاجیو بیت ہی نہ وان عرش خدا رکھا ہے
کس لیے جاتے ہو تم کعبے مین کیا رکھا ہے

نظر بد سے رقیبون کی بچا رکھا ہے
دل مرا اُس نے کلیجے سے لگا رکھا ہے

دل کو پامال کرین کیون نہ بتانِ طناز
نقش ہستی کو خدا ہی نے مٹا رکھا ہے

شوخیان اُس بتِ یکتا کی کوئی دیکھے تو
دید کے وعدے کو محشر پہ اُٹھا رکھا ہے

دیکھے کیا کوئی کہ اُس نے رخ روشن اپنا
سات افلاک کے پردون مین چھپا رکھا ہے

آہ ای باد صبا یار تلک پہونچا دے
دیر سے نامۂ شوقیہ لکھا رکھا ہے

جام مے دیکھے مجھے ساقیِ دریا دل نے
موج دریا کی طرح مست بنا رکھا ہے

سنکے افسانہ مرا ہنس کے وہ بولی شب وصل
کیون مری نیند کو بیکار اڑا رکھا ہے

خضر دل نے مجھے راہ رودون کی صورت
راستہ کوچۂ جانان کا بتا رکھا ہے

کیا غضب ہے کہ پسیجا نہ رضا دل اُن کا
عرش تک کو مرے نالون نے ہلا رکھا ہے

غزل دیگر

آج گلچین نے قدم باغ مین کیا رکھا ہے
شور بلبل نے قیامت کا مچا رکھا ہے

عارضِ صاف کو گیسو سے چھپا رکھا ہے
اُس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

نگہِ یار پہ مائل جو رہے گا یہ نہین
دل پہ اک دن ہدف تیر ادا رکھا ہے

دمبدم کیون نہ بہین اشک مری آنکھون سے
شمع کی طرح مجھے اُس نے جلا رکھا ہے

روز جاتے ہو تم اے جانِ جہان کیون چھپکر
سچ کہو محفلِ اغیار مین کیا رکھا ہے

موسم گل مین رہا تیز اگر دستِ جنون
شکلِ گل چاک گریبان قبا رکھا ہے

ہے گمان تختِ سلیمان کا پریزادون کو
دوش پر اُس نے جو تابوت مرا رکھا ہے

عشقِ گیسو ہی جسے ہر شب نہ چھوڑا اے دل
کس لیے جان کو جنجال لگا رکھا ہے

کسکو دنیا مین نہین ہوتی ہے دولت پیاری
درہم داغ کو سینے سے لگا رکھا ہے

مر گئے ہم تو کہا رو کے رضا اُس گل نے
ایک دن سب کے لیے روزِ قضا رکھا ہے

آگ دیکھی تھی کلیم اللہ تم نے دور سے
یہ بتا دو اب ملا کیا تم کو کوہِ طور سے

دیکھ لین گے شعلۂ رُخ کو جو تیری دور سے
حضرتِ موسیٰ پلٹ آئین گے کوہِ طور سے

شرع مین یون حالِ دل عیسیٰ سے پوشیدہ رہا
سرعتِ نبض رواں کم ہو گئی دستور سے

کر دیا ظاہر یدِ بیضا نے سب پر اے کلیم
توڑ کر تم پھول لے آئے ہو نخلِ طور سے

پاس آتے دیکھکر مجھکو کہا اُس شوخ نے
آپکو کہنا ہو جو کچھ مجھ سے کہیے دور سے

یادِ گیسو مین خیال آئے جو روے یار کا
روشنی کو آئین تاریکی مین شعلے طور سے

سینۂ افلاک کو غربال کر دین گے ضرور
تیر آہون کے چلین گے جب دلِ رنجور سے

مرنا جینا نیک بد کا جب تمھین ہی اختیار
کیون گناہونکی ہی پرسش بندۂ مجبور سے

چشمِ وحدت بین سے جب دیکھا ہی ہمنے اے صنم
دیر و کعبہ سب کو پُر پایا تمھارے نور سے

کیا عجب گر حشر کا ہو جائے دنیا مین ظہور
نالۂ عاشق مہین ہی کم صدائے صور سے

یون تری زلفون نے ہٹکر رُخ کو ظاہر کر دیا
روز روشن ہو عیان جیسے شبِ دیجور سے

محتسب یہ تین اور مے نوشی غلط بالکل غلط
مست ہون نظارۂ چشمِ بتِ مخمور سے

پڑھتا تھا مجنون انا لیلیٰ کا کلمہ بار بار
مست تھا اسدرجہ وہ جامِ مئے منصور سے

آئے میرے عرس مین تو رو کے فرمانے لگے
اب بھی باقی ہی محبت مجھکو اِس مغفور سے

داورِ محشر نہ جائے عاصیون کی آبرو
آرزوئین لیکے آئے ہین بہت کچھ دور سے

بجلیان بنکر پلٹ آتے ہین آہون کے شرر
لطف پوچھو ان مصائب کے دلِ رنجور سے

گر وہ خود آکر جگا دین گے تو چونک اُٹھین گے ہم
جاگنے والے نہین ہرگز صدائے صور سے

جب کہا منھ سے انا الحق دار پر کھینچے گئے
راست گوئی کا مزہ پوچھے کوئی منصور سے

ہم خدا لگتی کہین گے اے رضا کچھ رمز ہے
آپ ور جھک کر ملین کیون اِس حبیبِ مغرور سے

ملنے سے میرے اب جو تمھین احتراز ہے — ہان ہان سمجھ گیا مین رقیبون سے ساز ہی

فرقت کی رات دیکھیے کیونکر تمام ہو — طول اسکا روز حشر سے بھی کچھ دراز ہی

شیرین لبون کے بوسون سے نیت نہین بھری — کمبخت میری دل کو بھی کیا حرص و آز ہی

آتی نہین ہی سامنے لاکھون برس ہوئے — قامت سے تیری خاک قیامت دراز ہی

روٹھے ہین وہ مناتے ہین ہم ہاتھ جوڑ کر — ناز اُسطرف سے ہی تو ادھر سے نیاز ہی

واصل خدا سے ہوتے ہین دیوانگان عشق — روزہ ہے ان پہ فرض نہ واجب نماز ہی

بوسہ لیا ہے اُس بت یکتا کے خال کا — اللہ بخشدیے گا وہ نکتہ نواز ہی

لیتے ہین بادشاہ قدم اُسکے دوڑ کر — دربار کردگار مین جو سرفراز ہی

کیا انقلاب عشق سے پیدا ہی دیکھ لو — محمود بادشاہ غلام ایاز ہی

اُس بت کی زلف چھوکے خدا تک پہونچ گئی — دیکھو تو کیا حقیقت عشق مجاز ہی

دیکھا ہی بیحجاب خدا کو حضور سے — موسیٰ کو ایک طور کے جلوی پہ ناز ہی

جام مئے طہور پیے گا وہ خلد مین
دنیا مین جسکو مے سے رضا احتراز ہے

ہم آہ کبھی ہجر مین افغان نہین کرتے — دل جس سے دُکھے تیرا وہ سامان نہین کرتے

ہم تذکرۂ گیسوئے پیچان نہین کرتے — خود اپنے حواسون کو پریشان نہین کرتے

کس روز خیال دُر دندان نہین کرتے — تر اشکون سے کب ہجر مین دامان نہین کرتے

ہم دل سے جدا تیر کا پیکان نہین کرتے — وہ کون ہین جو خاطر مہمان نہین کرتے

تقدیر کو روتے ہین شب ہجر مین ہردم — شکوہ ترا او گردش دوران نہین کرتے

آگاہ ہین جو درد محبت کے مزے سے — مرجاتے ہین لیکن کبھی درمان نہین کرتے

ہے جنکو میسر ترے کوچے کی گدائی — وہ خواہش اورنگ سلیمان نہین کرتے

جسطرح ترے عشق مین ہم گریہ کنان ہین — زاری کبھی یون بلبل بستان نہین کرتے

دیتے نہین بوسہ لب شیرین کا کسیدن — وہ روح کو فرہاد کی شادان نہین کرتے

صحت ہو تپِ عشق سے ای حضرتِ عیسیٰؑ — عاشق کبھی اس بات کا ارمان نہین کرتے

ہم گرم روِ مرحلۂ عشقِ بتان ہین — منزل کہین ای خضر بیابان نہین کرتے

یاد آتی ہے وحشت مین جو وہ زلفِ پریشان
ہم کچھ بھی رضاؔ پاسِ گریبان نہین کرتے

سرِ محفل پہونچ جاتے ہین ایجان دیکھنے والی — نہین کرتے ذرا بھی خوفِ دربان دیکھنے والی

جو ای بلقیس وش تو آکے مہمان میری گھر ہوگا — کہین گے مجھکو دنیا مین سلیمان دیکھنے والی

ہنسی پہ تیری ہر غنچہ چمن مین کھلکھلاتا ہے — ہوا کرتے ہین خندان تجھکو خندان دیکھنے والی

اذیت سے نہ تھے جو پہلے الفت کی کبھی واقف — وہی ہین پاؤن اب خارِ مغیلان دیکھنے والی

یہ سیر اچھی نہین ہر روز کی ہمراہ غیرون کے — گمان کرتے ہین کیا کیا تیرا ایجان دیکھنے والی

یہ رنگت شوخ و پاکیزہ حنا کی ہو نہین سکتی — تمھاری ہاتھ ہین خونِ شہیدان دیکھنے والی

ملا ہے سلسلہ جنکا تری زلفِ مسلسل سے — وہ لوگ اکثر ہوا کرتے ہین زندان دیکھنے والی

چھپو تم لاکھ پردون مین نظارہ کر ہی لیتے ہین — مثالِ حضرتِ موسیٰؑ مری جان دیکھنے والی

رہا کرتا ہے مہمان میرے گھر وہ شعلہ رو اکثر — جلا کرتے ہین مثلِ شمع سوزان دیکھنے والی

خیالِ زلف مین یاد آگئی رخسارِ تابان کی — ہوے ہم کفر مین بھی لطفِ ایمان دیکھنے والی

نظر ای چرخ کیا ڈالین تری بکھرے ستارون پر — جبینِ یار کو ہم ہین پرافشان دیکھنے والی

خطر کچھ جان جانے کا نہین کرتے ہین ای قاتل — سرِ مقتل ترے خنجر کو عریان دیکھنے والی

شبیہِ یار کھینچی ہے دکھا کر آئنہ مین نے
رضاؔ کیونکر نہو جائینگے حیران دیکھنے والی

پہلو سے جب وہ لیگئے دل کو نکال کے — اُف کرکے رہگیا مین کلیجہ سنبھال کے

کرتے ہین یاد ہجر مین ہم دن وصال کے — پیری مین تذکرے ہین جوانی کی حال کے

جانا ادھر کو طائرِ دل دیکھ بھال کے
حلقے نہین ہین زلف کی پھندی مین جال کے

چل جائین آپ ہی یہ نہ جادو جمال کے
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کے

آہستہ کیسے ناز سے چلتے ہین مہرو ماہ
انداز سیکھتے ہین تری چال ڈھال کے

مردودِ خلق کوئی تو مسجود ہے کوئی
یہ ہین کرشمے شانِ جلال و جمال کے

خود ہم نے اپنا خانۂ دل کر دیا تباہ
پہلو سے تیرے تیر کا پیکان نکال کے

گوشے مین بیٹھ رہ نہ کر آسیا کو دیکھ
رزاق رزق بھیجتا ہے بے سوال کے

کسکی تلاش کرتے ہین پہلو مین آج آپ
مدت ہوئی کہ پھینکدیا دل نکال کے

روتے ہین خون آنکھون سی اے ناوک افگنو
خواہان زخم سینہ سے پیکان نکال کے

ابروے یار سے جو کبھی نوک جھونک ہو
رخ دم مین چھوٹ جائینگے تیغ ہلال کے

دیدے دکھائیے نہ ہمین آپ غیظ مین
گولی سے کب ڈرینگے جو عاشق ہین خال کے

اے جذبِ دل نہ آئیگا جب تک وہ بے طلب
قائل نہونگے ہم کبھی تیرے کمال کے

کیونکر نہ خرمنِ دلِ عشاق پھونکدین
مظہر یہ برق وش ہین صفاتِ جلال کے

غش آگیا کلیم کو اور طور جل گیا
یہ سب کرشمے تھے تری برقِ جمال کے

دفتر شکایتون کا نہ کھولین گے وصل مین
چھیڑین گے ہم نہ ذکر خوشی مین ملال کے

کیونکر نہ اپنا عشق ہو دنیا مین لاجواب
عاشق رضا ہین ایک بتِ بے مثال کے

چمن مین یار نے مستِ شراب کرکے مجھے
کھلا دیا دلِ بلبل کباب کرکے مجھے

نکال در سے نہ اپنے عتاب کرکے مجھے
صنم ملے گا تجھے کیا خراب کرکے مجھے

لیا تھا بوسۂ لب ایک دو لیے کب تھے
حساب دان ہو بتا دو حساب کرکے مجھے

وہ کہہ رہے ہین کہ لوٹا ہے لطف جوبن کا
کسی نے وصل مین مستِ شراب کرکے مجھے

لگا کے نیچی نگاہون کے تیر پہلو مین
کیا ہے قتل کسی نے حجاب کرکے مجھے

جو پوچھا غیر نے ہے کون تیرا دیوانہ
بتایا بزم مین اُسنے خطاب کر کے مجھے

تمھارے زلف کی ناگن نے اسطرح کاٹا
کہ دم مین خاک کیا آب آب کر کے مجھے

[illegible] اس کم ہوئے جاتے ہین آہ سوزان سے
عذاب مین ہین فرشتے عذاب کر کے مجھے

قرار اسکو ملے گا نہ گردشون سے کبھی
فلک خراب پھرے گا خراب کر کے مجھے

کبھی کی موج محبت نے بحر الفت مین
مٹا دیا ہے طلسم حباب کر کے مجھے

بہت تباہ پھرا ہون فراق مین ای چرخ
ملا اب اُس سے کوئی انتخاب کر کے مجھے

زمین کب ہوئی زوار دفن ہونے کی
قضا نے ڈالدیا کیون خراب کر کے مجھے

لیے ہین بوسہ لب بیشمار وصل کی دن
بتائین گے وہ بھلا کیا حساب کر کے مجھے

کرے گا غیر کے پہلو کو گرم صحبت سے
وہ شمع بزم سے محفل کباب کر کے مجھے

پھنسا دیا ہے پریشانیون مین دل نے رضا
اسیر گیسوئے پیچ و تاب کر کے مجھے

عدو آزار ایسا ہے ستم او ستم ایجاد رہے
ہمیہ تاکید کہ یون لب پہ نہ فریاد رہے

خوگر آہ رہے مورد بیداد رہے
شاد دنیا مین نہ دم بھر ترا ناشاد رہے

بی اثر چرخ پہ بھی گر مری فریاد رہے
ای صبا لطف تو جب ہے کہ وہین برباد رہے

نہیں بھی میری طرح مورد بیداد رہے
دیکھ اُس سمت بھی رُخ او ستم ایجاد رہے

کیجیے گا مری محشر مین شفاعت للہ
بھولنے کا وہ نہین وقت ذرا یاد رہے

ان بتون سے نہ مدد کے ہوی طالب اکدن
اپنے اللہ سے ہم سائل امداد رہے

قاصدا حال سب اُس بت سے زبانی کہنا
بھولجانا نہ کہین بہر خدا یاد رہے

عاشق اُس غیرت شیرین کا اگر ہے ایدل
روز و شب کوہکنی صورت فرہاد رہے

اس صفائی سے ذرا ہاتھ لگانا مجھپر
ایک ہی وار مین سر تن پہ نہ جلاد رہے

گیسوئے یار کا نظارہ جو ہو جائے رضا
بیڑیان پائون مین پہنے ہوی حداد رہے

مستعد جذبۂ دل گر پئے امداد رہے
وہ پری ساتھ مری صورت ہمزاد رہے

میرے پہلو مین جو وہ غیرت شمشاد رہے
دل مرا ہجر کے آلام سے آزاد رہے

تجھکو سننا ہے اگر نغمہ سرائی میری
بار پھولون کا قفس پر مرے صیاد رہے

وصل اُس حور کا اک روز مقرر ہوگا
ہجر مین صبر اگر اے دل ناشاد رہے

بادہ نوشی کا مزہ موسم گل مین جب ہی
جام مے ہاتھ مین پہلو مین پریزاد رہے

لیکے دل طالب جان ناز ذرا ہو اُن اُف
جنگجو صلح کا انداز ذرا یاد رہے

تیری تقوی کا مین اُسوقت ہون قائل ای شیخ
وہ صنم پاس ہو اور تجھکو خدا یاد رہے

جب کہا وصل مین او صبح نہ طالع ہونا
بولی یہ قول شب ہجر مین بھی یاد رہے

فصد لینا نہین آسان ہے دیوانون کی
وحشیو کہدو ذرا ہوش مین فصاد رہے

نکلکے وہ مجھسے نہین خنجر سے کھنچتے ہی رہین
کشش دل جو ذرا بھی تری امداد رہے

آکے گھر پھر بھی رہے ہم سے خفا وہ ہیہات
ہوکے ہم شاد شب وعدہ مین ناشاد رہے

المدد شوق شہادت سر میدان قضا
آج تو دست و بغل خنجر جلاد رہے

باغ عالم مین پھرا غیر کے ہمراہ وہ گل
اُف قضا پھر بھی ذرا تجھکو نہ ہم یاد رہے

دی صدا موت نے یہ باغ ارم کے در پہ
لڑے اللہ سے اور وہین شداد رہے

روح تن سے مرے یہ کہتی ہوئی نکلے گی
ہوکے آزاد چلے قید کی میعاد رہے

پیر کا طول جوانون کو نہین زیبا ہے
چرخ سے دور رضا نالہ و فریاد رہے

اتنا تو ربط او دل الفت شناس ہے
ظاہر مین گو وہ دور ہی باطن مین پاس ہے

وہ غیرت مسیح دم نزع پاس ہے
مرنے کا مجھکو ڈر نہین جینے کی آس ہے

یہ پوچھتا ہے نزع مین وہ عیسی زمان
ابتو ہم آگئے کہو جینے کی آس ہے

داغ اُسکے عشق کا ہی مرے دل مین جلوہ گر
دیکھو مکان تیرہ مین روشن گلاس ہے

کہتا ہے تنگ ہین وہ سفاک دمبدم
جی بھر کے آب تیغ پیے کسکو پیاس ہے

تاریکی فراق نے ایسا اثر کیا
کالا تمام میرے بدن کا لباس ہے

کیونکر نہ مسجدون مین جلائین چراغ وہ
مرنیکی میرے ان کو خوشی بیقیاس ہے

دنیا سے لیگیا ہون رضا آرزوے وصل
مونس پس فنا مری مرقد مین یاس ہے

محبت بڑھ رہی ہے جب سے اُس بیرحم قاتل کی
ہماری دل کی صورت ہو گئی ہے مرغ بسمل کی

تمنا لکھنا ہے مجھکو آج خال روی قاتل کی
بناؤن روشنائی کیون نہ اپنی آنکھ کے تل کی

دیے ہین جا بجا صندل مسجدون مین خون کے چھاپے
خوشی ہے دید کی قابل ہرے جسم قاتل کی

نہ رکھا ایک تسمہ بھی لگا کشتون کی گردن مین
دہان زخم کرتے ہین ثنا شمشیر قاتل کی

دہان زخم کے مانند کھل جاتا ہے دل ہنسکر
ہوا آتی ہے ہر دم دامن شمشیر قاتل کی

کلیجہ دونون ہاتھون سے بتان سنگدل تھا مین
ذرا بھی گر نظر آجائے بیتابی مری دل کی

نہ کیونکر ہر ورق دیوان کا میری پریشان ہو
سراسر اسمین لکھی ہے رضا دیوانگی دل کی

غزل دیگر

نظر کے سامنے تصویر ہے اُس ماہ کامل کی
ترقی پر بصارت ہے ہمارے دیدۂ دل کی

بدن سے روح تھراتی ہوئی نکلی ہے بسمل کی
سنائین سختیان تلوار نے جب پہلی منزل کی

تمنا اس نے کی تو عقدہ پھر مشکل سے مشکل کی
تری عقدہ کشائی نے گرہ کھولی مری دل کی

نئے انداز سے تصویر کھینچی اپنے قاتل کی
مصور نے لکھی مقتل مین پتلی چشم بسمل کی

اوڑا پھرتا ہے کوسون دور تیری خاکسارون سے
فلک کو ایسی دہشت ہو گئی ہے نالۂ دل کی

سر مقتل جھکا منھ سے مشتاق شہادت ہون
ادا دیکھو کھنچی جاتی ہے مجھسے تیغ قاتل کی

جگہ دی میری لاشے کو زمین کو تو قاتل نے
بنی ہے سینہ پر داغ مین تربت مری دل کی

نہ مرتے مرتے چھوڑا ساتھ میرا عشقِ گیسو نے | چلی گردن پہ بل کھا کھا کے ایدل تیغ قاتل کی
ترا بارِ محبت کام آیا دیکھ او لیلے | خمیدہ ہو کے مجنون بنگیا تصویر محمل کی
بھنور چکر مین موجین مضطرب ہین آجتک دیکھو | گری تھی بحر پر بجلی مری بیتابیِ دل کی
نماز اپنی ہوئی محراب کعبہ مین جزاک اللہ | محبت مرکے بھی کام آگئی ابروے قاتل کی
سرِ مقتل ہوا ہے زخم خندان کا اثر دیکھو | کھلی جاتی ہین کلیان دامنِ شمشیر قاتل کی

رضا ظاہر کرینگے اسطرح سے عشقِ ابرو کو
سرِ مقتل قسم کھائین گے ہم شمشیر قاتل کی

اس شکر لب سے کسی روز جو خلوت ہوگی | شکرین ہن ـ کے ادا لب سے شکایت ہوگی
دخترِ رز پاس ہے بدلی ہوئی نیت ہوگی | اتقوای شیخ نہ قابو مین طبیعت ہوگی
روز اغیار سے یون گرم جو صحبت ہوگی | آتشِ رشک سے کیا کچھ مری حالت ہوگی
سامنے میرے جو وہ سانولی صورت ہوگی | نہ کبھی حشر کے دن تجھسے شکایت ہوگی
تیری چاہت سے ہین رسوائے زمانہ ہونگا | میری الفت سے جہان مین تری شہرت ہوگی
پیچ و تاب آپکے گیسو کے جو یاد آئین گے | اور اُلجھن مرے دل کو شبِ فرقت ہوگی
آکے وہ ماہ جبین سوئیگا خود پہلو مین | وصل کی رات مین بیدار جو قسمت ہوگی
آج ساقی نے لگائے ہین بطِ مے کے کباب | بادہ خوارونکے یہان شیخ کی دعوت ہوگی
نالۂ دل پہ مرے صور کا دھوکا ہوگا | آپ پہلو سے جو اُٹھین گے قیامت ہوگی

ہم نزاکت ہی کو روتے تھے شبِ وصل رضا
شرم بھی آئی اُنھین اور قیامت ہوگی

اشک بنکر مری دامن مین ترا دل آئے | دیدۂ تر یہ سفینہ سوے ساحل آئے
کیونکر اُس کوچے سے اب اُٹھکے رضا دل آئے | تھک کے ہم بیٹھ گئے جب سرِ منزل آئے

یا الٰہی نہ خجالت سر مقتل ہو اُسے
موت سے پہلے جو سر پہ مرے قاتل آئے

تجھ سے ہم کرتے ہین فریاد الٰہی سن لے
لیکے دل کوے بتان مین سے گئے بسمل آئے

آج ہی فیصلہ ہوجائے یہ دھکی تو مٹے
ہم بھی سر دینے کو مشہد مین قاتل آئے

میری آواز پہ وہ گھر سے جو باہر نکلے
نازکی نے یہ صدا دی کہی منزل آئے

قیس کی خاک جو دیوار بنے آہن کی
ناقہ خود روکے تھہرو صاحب محمل آئے

قہر ہوگا یہ سر حشر کسی کا کہنا
ہو اگر کوئی مرا تیر مقابل آئے

آتے دیکھا جو مجھے طنز سے ہنسکر بولے
لیجیے لیجیے وہ رونق محفل آئے

سبزہ رنگونکا مین عاشق ہون اگر وقت ہو
ہاتھ مین لیکے قضا زہر ہلاہل آئے

عرصۂ حشر مین ہم پہونچین گے کیونکر دیکھین
قبر تک چار کے کاندھو نپہ بمشکل آئے

جسم ہے خون سے تر زخم ہین تن کے آلے
دعوے یون حشر مین کرتی تری گھائل آئے

مجھکو دیکھا تو کہا قیس نے خوش ہوکے رضا
جاگی تقدیر مری مرشد کامل آئے

پڑیگی لاش پانی مین جو مجھ بیتاب مضطر کی
کفن بنکر لپٹ جائین گی خود موجین سمندر کی

نہ ملتی کس طرح بعد فنا تربت سکندر کی
ہمیشہ سے زن دنیا ہے دشمن اپنے شوہر کی

زیارت کسطرح ہوگی مجھے اُس حور پیکر کی
سنا ہے مین نے روز حشر ہوگی بھیڑ محشر کی

مدد شوق شہادت جاگ اُٹھی قسمت مرے سر کی
سنا ہے امتحاناً باڑھ وہ دیکھین گے خنجر کی

نہ ارمان میہربانی کا بوقت ذبح بھی نکلا
نہ ٹھہری زخم کے کوچے مین تلوار اُس ستمگر کی

ہوا کرتی ہے اجتک ریگ ماہی اُس جگہ پیدا
گڑی تھی لاش دنیا مین جہان تیرے مضطر کی

نکلوایا ہے جو میرے نامہ بر کو اپنی محفل سے
قیامت ہے وہ یون توہین کرتے ہین پیمبر کی

ترے چاہ ذقن مین پھنسکے سودا کیون نہو دلکو
کنوئین مین گرگئے زائل عقل ہوتی ہے شناور کی

جزاک اللہ غبار خاطر محزون کو دھو ڈالا
شب فرقت مرے کام آئی بارش دیدہ تر کی

جلایا رفتہ رفتہ ہو کے شعلہ زا زبانے کو
ہماری آہ کے ذرے مین ہو تاثیر اخگر کی

جگر روکے کہ دل روکے تمھین کیا تیر یار و تم
وہی پائے گا یہ نعمت کہ ہے جسکی مقدر کی

نگہ ادہر ادہر اک دل چھین لینے پہ ہے آمادہ
لڑائی ہو رہی ہے دونون بانکون مین برابر کی

بڑی مشکل سے وہ آج آئے ہین دن کو مرے گھر مین
الٰہی عاریت دیدے درازی روزِ محشر کی

بھنور مین بحرِ غربت کی پھنسا ہون یادِ گیسو مین
کہان پر لائی ہے دیکھو مجھے گردش مقدر کی

سکھایا شمع نے کچھ سوز ایسا ہجر مین مجھکو
جلاتی ہے کفِ پا کو مری آتش مرے سر کی

ہین مومن تھا اٹھایا قتل پر جب ہاتھ اُس بت نے
دہانِ مرگ سے نکلی صدا اللہ اکبر کی

ملا حسن و توکل پاکے کیا دونون کو استغنا
نہ پروا اُنکو زیور کی نہ خواہش ہے مجھے زر کی

تڑپ کر کہہ رہی ہے لاش میری اے رضا دیکھو
میسر مر کے مٹی ہو مجھے کوئے ستمگر کی

پھر آنکھ تری بزم مین دشمن سے لڑی ہے
اک چوٹ قیامت کی مرے دل پہ پڑی ہے

کس طرح مین او جوشِ جنون قید سے نکلون
رو کے ہوئے زنجیر کی ایک ایک کڑی ہے

مانا کہ دکھاوے کی نہ تھی شیخ کی توبہ
کیون موسمِ گل مین درِ ساقی پہ کھڑی ہے

شرمندہ کنِ سوسنِ گلزار اگر ہے
دنیا مین کوئی شے تو وہ مسی کی دھڑی ہے

فرماتی ہین وہ سنکے درازیِ شبِ غم
کیا وہ مرے بڑھتے ہوئے گیسو سے بڑی ہے

حیرت زدہ ہم تکتے ہین وہ رخ سرِ محفل
یا آئنہ کے سامنے دیوار کھڑی ہے

کل تک تو نہ کھنچتے تھے وہ ہم سے سرِ محفل
دشمن نے کوئی آج ہی بات جڑی ہے

رک رک کبھی بہتے ہین مسلسل کبھی آنسو
بھادون کہ وہ جھالے ہین یہ ساون کی جھڑی ہے

ہان دوستو ہلکے سے جنازے کو اٹھاؤ
میت مرے ارمان کی سینہ مین گڑی ہے

کرتے ہین سب عشاق تری حلقہ بگوشی
کیا جانیے کیا چیز انگوٹھی مین جڑی ہے

تیزی ترے خنجر کی جو دیکھی سرِ مقتل
جوڑے ہوئے ہاتھون کو قضا دور کھڑی ہے

عشاق کے پہلو سے وہ اٹھ جاتے ہین ڈر کر — آواز اذان صور قیامت سے کڑی ہے
بالی ہے خبر نکلے ہین بن ٹھن کے وہ گھر سے — شائد ادھر آ جائین کچھ امید بڑی ہے
ہے کاٹ سوا ئد تری تلوار کی ڈھلکی — آورد نین چھوٹی ہے یہ آمد مین بڑی ہے

ہو گی نہ حسینون سے رضا عقدہ کشائی
جو کھل نہین سکتی وہ گرہ دل مین پڑی ہے

حال کیا خاک وہ پوچھین گے پریشانون سے — جو جھجک جاتے ہین دیوانون کے افسانون سے
کبھی دیوانون کی قسمت کا جو تارا چمکا — ٹکڑے توڑین گے حسینون کے گریبانون سے
تم سے ہم اپنی پریشانی کا قصہ کہدین — خاک تھوڑی سی اٹھا لائین بیابانون سے
نہ کسی طرح مرے شمع کے آنسو شب بھر — جلکے مرنے کا مزہ پوچھیے پروانون سے
وہ اسی تیر کو کھینچین گے قیامت دیکھو — ہم نے رکھا ہے جسے سینہ مین ارمانون سے
پاؤن تک آئین گے اک روز قیامت ہوگی — بڑھتے ہین گیسوے پرپیچ ترے شانون سے
کرتی ہین جب مری زنجیر کی کڑیان فریاد — قفل خود ٹوٹ کے گر پڑتے ہین زندانون سے
قبر سے اٹھتے ہی ہم خلد مین داخل ہونگے — پرسش اعمال کی ہوتی نہین دیوانون سے
دل جگر دونون کلیجہ سے لگائے تھے انھین — پوچھ لو پوچھ لو کھنچتے ہوے پیکانون سے
اللہ اللہ ترقی خیال گیسو — ملنے آتی ہین بلائین تری دیوانون سے
دہر مین آکے فرشتون نے ستم ڈھائے تھے — عیب کیا ہے جو خطائین ہوئین انسانون سے
میرے پاس آکے نہ کیون ناصح و واعظ بیٹھین — عقل لقمان نے بھی سیکھی ہے دیوانون سے
بعد میرے نہوا آباد یہ پیما کوئی — بیٹھکر گرد نہ اٹھی کبھی دیوانون سے

مست ہون چشم محمد کے تصور مین رضا
مے ملی ہے مجھے اسلام کے میخانون سے

شمع کو پوچھتے ہین بزم مین پروانون سے — ساز تو تم کو نہین ہے مری دیوانون سے

کیا لپٹ جائین گے یہ دل سے کلگہ شبِ وصل
آپ بیکار رُکے جاتے ہین ارمانون سے

توبہ شیخ بڑھے گی نہ کبھی ؛ وساقی
دیکھ لے تول کے ٹوٹے ہوے پیمانون سے

تیرے دیوانے بنائین گے مکان رہنے کو
خاک اُڑتی ہوئی آتی ہے بیابانون سے

آگئے ہین جو کبھی وادیِ عرفان کیطرف
راستہ خضر نے پوچھا ترے دیوانون سے

کمسنی نے یہ شبِ وصل شگوفہ چھوڑا
دور جھجکے ہوے بیٹھے ہین وہ ارمانون سے

دل جگر دونون سے اُٹھتے ہین برابر شعلے
پھنک رہا ہون ترے رخسار کے احسانون سے

زاہدون کو جو تیمم کی ضرورت ہوگی
خاک خود اُڑکے پہونچ جائیگی میخانون سے

تنگ آکر جو کبھی آہ کرین گے عاشق
نکل آئین گے حسین عیش کے ایوانون سے

روک اے ضبط چلے آنکھ سے میری آنسو
جانے پائین نہ یہ اطفال دبستانون سے

ہون وہ میخوار اگر دے مجھے زاہد تسبیح
مین نہ بدلون کبھی انگور کے دودانون سے

ہم سے دیوانون نے دیوانہ بنا کر چھوڑا
آنکھین ہر وقت لڑا کر ترے دربانون سے

محفلِ شعر مین سچ پوچھو اگر تم تو رضا
فیض ہم لینے کو آتے ہین سخندانون سے

کیا کہین ہم جی سے کیا اے آسمان دیکھا کیے
محو ہوتے نقشِ ہائے رفتگان دیکھا کیے

انتشارِ نبض اور ایذائے کربِ جانکنی
یاس سے بیٹھے ہوے پیر و جوان دیکھا کیے

عمر بھر گورِ غریبان کی زمین تھی اور ہم
آپ پر مٹنے والون کا مکان دیکھا کیے

بزمِ رندان اور وہ کیفیتِ جوشِ طرب
حضرتِ زاہد بھی کل پیرِ مغان دیکھا کیے

لب تک آکر لختِ دل مہرِ خموشی بن گیا
بڑھ چلے تا دامن [illegible] دیکھا کیے

دل جگر کی بیکسی مین آنکھ سے آنسو گرے
راز افشا ہوگیا اور رازدان دیکھا کیے

تیر بھی افسوس ارمانِ دلِ دشمن ہوا
یاس سے ہم تجھکو اے ابرو کمان دیکھا کیے

اژدحامِ کرب و آفت تھا دلِ عشاق پر
زلف کے کوچے مین لٹتے کاروان دیکھا کیے

نازکی کا پاس اُدھر یان سخت جانی کا خیال
اُنکو ہم وہ ہمکو وقتِ امتحان دکھا کیے

تیرے عہدِ ظلم کا کیا حال ای گردون کہین
منہدم ہوتے ہوے اونچے مکان دکھا کیے

کرب افزائے دلِ پر غم ہوا دردِ جگر
جو مقدر نے دکھایا نیم جان دکھا کیے

دم نکلتے ہی قیامت کا پڑا ہے تفرقہ
زیست مین ہم لطفِ ربطِ جسم و جان دکھا کیے

جنکی بالین پر گئے تم نزع مین ہنستے ہوے
وہ چراغِ زندگی کو گلفشان دکھا کیے

تیرہ بختی نے نہ چھوڑا ساتھ عشقِ زلف مین
ہر طرف ہم آہِ سوزان کا دھوان دکھا کیے

تار رکتا ہی نہین ہے اشکہائے چشم کا
رات دن اس قافلے کو سب روان دکھا کیے

جنکو آگاہی ہوئی ضبطِ فغان کے راز سے
اپنے مرنے کے سبب کو وہ عیان دکھا کیے

داغہائے دل فروغ افزائے بزمِ غم ہوے
سینہ مین ہم شمعِ سوزان کا سمان دکھا کیے

مردمانِ چشم کے روکے نہ جب آنسو رکا
حالِ بیتابیِ طفلِ بے زبان دکھا کیے

باعثِ تزئینِ بزمِ حسن تھی وہ سادگی
ٹکٹکی باندھے ہوے پیر و جوان دکھا کیے

اُنکی باتون نے کیے زخمی ہزارون دل رضا
بزم مین ہم جوہرِ تیغِ زبان دکھا کیے

دیکھا جو اُنکو روح بدن سے ہوا ہوئی
جو ابتدائے عشق تھی وہ انتہا ہوئی

جب رہگذارِ یار مین قسمت رسا ہوئی
سرمہ ہماری آنکھ مین وہ خاکِ پا ہوئی

اللہ ری ترقیِ یادِ بتانِ دیر
کعبہ مین بھی نماز ہماری قضا ہوئی

زہادِ پر غرور کو دینا پڑا حساب
مجرم یہ کہکے حشر مین چھوٹے خطا ہوئی

وہ دل پکڑ کے بیٹھ گئے اُف غضب ہوا
بدنام کوے صبر مین میری دعا ہوئی

پہلو سے صبحِ وصل جو وہ جانِ جان اُٹھا
گھبرا کے روح میرے بدن سی جدا ہوئی

او شاہِ حسن تیری سخاوت پر آفرین
جاگیر ہجر عشق مین ہمکو عطا ہوئی

ہان ہان کہین گے ہم کہ شباب آگیا ترا
شوخی کے پاؤن چوم کے رخصت حیا ہوئی

کیا اس سے بڑھکے ہوگی اذیت فراق کی
دم لب پر آگیا ہی بس اب انتہا ہوئی

ایفائے وعدہ غیر سے ہان ہان ضرور تھا
مین منتظر رہا یہ مجھی سے خطا ہوئی

ہان پھر اُسی ادا سے کہو تم نہین نہین
میری طرف سے وصل کی پھر التجا ہوئی

تیر نگاہ کھا کے بنی جان پر رضا
ہم دل پکڑ کے رہ گئے اُن کی ادا ہوئی

پہلے ہی میری روح نثارِ قضا ہوئی
قاتل خفیف آج تو تیغِ ادا ہوئی

ہان پھر بگڑ کے آپ رقیبون سے آئے کیون
مانا یہ مین نے آہ مری نارسا ہوئی

ہشیار باش تیر چلین گے کمان سے
ایدل کسیکی چشم سیہ سرمہ سا ہوئی

اُن سے کہیگا کون کہ ٹھہرو نہ جاؤ گھر
اور روح تو جو صبح سے پہلے ہوا ہوئی

دل پہ جو ہاتھ رکھکے اُٹھایا حضور نے
ہان یہ ہوا کہ اور اذیت سوا ہوئی

نیزون پہ سر چڑھے شہدا کے پسِ فنا
قاتل تری گلی نہوئی کربلا ہوئی

مانا کہ دور بزم مین بیٹھون حضور سے
یہ بھی تو کچھ بتایئے تقصیر کیا ہوئی

اب کیا کہین کہ تم نہ ملو اپنے پاؤن سے
دل تم کو دیدیا یہ ہمین سے خطا ہوئی

ہنسنا غضب ہوا تو نگہ پھیرنا ستم
دشمن ہماری جان کی ہر اک ادا ہوئی

کیون دین لہو نہ میری رگین فرطِ رشک سے
پابوسِ پائے یار کے قابل حنا ہوئی

شاہد ہین ہم بھی بزم مین او بانیِ ستم
جسپر تری نگاہ پڑی دل ربا ہوئی

کہتے ہین ہاتھ رکھ کے وہ سینہ پہ اے رضا
لواب تو خوش ہو دردِ جگر کی دوا ہوئی

جنون کے جوش مین ہوش و خرد رخصت ہوئی دل سے
روان یہ قافلہ ہوتا ہے آوازِ سلاسل سے

گرہ جس کام مین پڑتی ہی پھر کھلتی ہی مشکل سے
یہ عقدہ منکشف ہمپر ہوا عقدِ انامل سے

شبِ غم مین بجا اپنا نہ نکلا مدعا بسکہ
رکی ہی لب پہ آکر آہ نکلی بھی اگر [illegible]

گلون کے خندۂ مفرط نے لوٹی صبر کی دولت
صدا کانون مین آتی ہے یہ فریادِ عنادل سے

ملی نعمت مگر مجھکو نہ استغنا ہوا حاصل
مِری جان سچ کہون بوسہ دیا تم نے بزدل سے

پڑھی ہی آجکل رتی بھرے ہین کان نحیرون نے
دلِ پُر آرزو رہتے چھُٹینگے اب وہ مشکل سے

غلط بالکل غلط دشوار او رہے انتہا مشکل
کسی کے دید کا ارمان او رنکلے مرے دل سے

تمھارے دلفگارون کو چمن بھی ہو گیا مقتل
نمک پاشی جراحت پہ ہوئی شورِ عنادل سے

زلیخا خواب مین مجھکو نظر آئی ہے سودائی
تن تعبیر اسکی پوچھونگا کسی یوسف شمائل سے

نمک پاشی سے ہرگز کم نہ تھا زخم محبت پر
عدو سے انکا یہ کہنا اٹھادو انکو محفل سے

ترقی حد سے جب بڑھتی ہی ہوتا ہے تنزل بھی
ہوا ہی مسئلہ یہ حل عروجِ ماہِ کامل سے

توجہ ہوگی جب او شعلہ رو برقِ تبسم کی
مثالِ شمع جلکر ہم اُٹھین گے تیری محفل سے

صدائے صور نے پامالیِ دل کا دیا مژدہ
سرِ محشر چلے ہین اُٹھکے ہم مرقد کی منزل سے

وہ درد و غم سہی لیکن نہین ہے رنج کچھ اسکا
خوشی یہ ہے کہ ہم کچھ لیکے اُٹھے تیری محفل سے

بتا او برقِ خنجر دن دہاڑے لوٹ یہ کیسی
سلامت جان لیکر ہم نہ پلٹے کوئے قاتل سے

کسی کے عشق مین سلے آہ کیون رسوا کیا تو نے
رسا ہونا نہ آتا تھا تو کیون نکلی مرے دل سے

بتون کے عشق مین کھوئی جوانی اے رضا تم نے
بڑھاپا آگیا اب تو کرو یادِ خدا دل سے

ہاتھ آئے گوہرِ ذاتِ حق یہ ارمان دل مین ہی
میری کشتی آبِ بحرِ سعی بھی ساحل مین ہی

پاس ہو ارمان ہو کوئی ہو مہمان دل مین ہی
وسعتِ میدانِ محشر کیا اسی منزل مین ہی

قصدِ سیرِ کوئے اُلفت اے رضا کیون دل مین ہی
جادۂ ایذا او غم ہر خار اس منزل مین ہی

اضطرابِ دل جگر کا حال سینے مین نہ پوچھ
برق ہی سیماب ہی جو کوئی اس محفل مین ہی

کیون اشارہ غیر کے گھر کی طرف کرتے ہین آپ
مین نے کب پوچھا ارادہ کس طرف کا دل مین ہی

ہی سیاہی زلف کی میری شبِ دیجور مین
کچھ شباہت آپکے رخ کی مہِ کامل مین ہی

انتہا ئے اضطرابِ شوق اس کا نام ہے
آپ کا عاشق کبھی باہر کبھی محفل مین ہے

پاؤن پر گر کر ملا یہ خاکساری سے عروج
ذبح ہو کر قتلگہ مین سر کفِ قاتل مین ہے

جو نہ پورا ہو کبھی وہ آپ کا اقرار ہے
جو نہ بر آئے تمنا وہ ہمارے دل مین ہے

اُف معاذ اللہ ارے ناز و نیازِ عاشقی
خاک پر مجنون تو لیلےٰ پردۂ محمل مین ہے

تم ہی ہو جاؤ گے برہم بس نہ پوچھو صاف صاف
جسنے دل میرا چرایا ہے اسی محفل مین ہے

کیون جگہ پر ہاتھ رکھکر تیر کھینچا آپ نے
دوسری اب رشک کی ایذا ہماری دل مین ہے

ہم خدا لگتی کہین گے رہکے بتخانے مین بھی
عیب خودداری رضا ہر بت کے آب و گل مین ہے

لب تک آسکتی نہین جو وہ تمنا دل مین ہے
صورتِ تصویرِ عاشق آپ کی محفل مین ہے

نیم وحشی ہین وہ اور میرا تصور دل مین ہے
دشت مین لیلیٰ ہے اور قیسِ حزین محمل مین ہے

دیکھکر مجھکو یہ قول اُس شوخ کا محفل مین ہے
اُنکو جو کچھ مجھسے کہنا ہے وہ میرے دل مین ہے

یون کرین گے وصف کے پردے مین شکوہ روزِ حشر
لذتِ ایذائے تیرِ یار ابتک دل مین ہے

ہو کے یون برخاستہ خاطر کدھر جاتا ہے تو
اے غبارِ قیس لیلیٰ پردۂ محمل مین ہے

گو شو مقصد بر آری غم تو ہوتا ہی غلط
کچھ نہ کچھ تو فائدہ ہی سعیِ بیحاصل مین ہے

مرحبا اے اضطرابِ دل ترقی دیکھ لی
ذبح ہو کر مضطرب سر بھی کفِ قاتل مین ہے

خارِ صحرا کیون نہ ہوا ایذا رسانِ آبلہ
نیشِ عقرب کی طبیعت اسکے آب و گل مین ہے

یہ نہ پوچھو کیا کروگے جاؤ صبحِ وصل تم
کھا کے کچھ ہم سو رہین گے یہ ارادہ دل مین ہے

اے مبارک اے قضا آ تیری بر آئی مراد
آج سربازون کا مجمع کوچۂ قاتل مین ہے

دل جلون کو کب ازل سے فروغِ ظاہری
اشک ریزان شمع بھی دنیا کی محفل مین ہے

اور سینے قیس کے جاتے رہے ہوش و حواس
کیا اثر اُٹھا ہوا لیلیٰ پردۂ محمل مین ہے

رات کو رخسارِ دلبر کا مجھے دھوکا دیا
ای رضا شوخی قیامت کی مہِ کامل مین ہے

آبرو ریزِ شرافت کوئی ارمان دل مین ہے
حرف مقصد سے جو خاموشی لبِ سائل مین ہے

کوئی مجھسے یہ نہ پوچھے کیا ارادہ دل مین ہے
یہ خلاصہ ہے کہ بستر کوچۂ قاتل مین ہے

بے سبب یہ کرب وایذا کب جگر مین دل مین ہے
میہمان تیرِ ستمگر سینۂ بسمل مین ہے

دل دکھائے گی نہ پوچھو آرزو کیا دل مین ہے
دیکھ لو کاسہ گدائی کا کفِ سائل مین ہے

ہان ادھر بھی اک نظر او ہنسنے والے غیر سے
کوئی دل پکڑے ہوے بیٹھا تری محفل مین ہے

سچ اگر پوچھو تو دانا تھا وہی اس دہر مین
آج کہتے ہین جسے ہم خاک بر سر گل مین ہے

ذرّہ ہائے دشت ہنستے ہین الٰہی خیر ہو
قہقہہ دیوار میرے سامنے منزل مین ہے

خود بخود کھنچتا چلا آتا ہے مجنون اِسطرف
جذب ہونا تھا نشین گردِ پسِ محمل مین ہے

باہر آنکھون سے نکل آئے ہین آنسو جوش مین
اپنی ہی قوت سے کشتی روان ساحل مین ہے

دل شکستہ ہو نئی صورت سے کھینچی ہے شبیہ
بھیک کا ٹوٹا ہوا کاسہ کفِ سائل مین ہے

مین ہون یا پروانہ دونون خاک ہو جائینگے آج
وہ بھی ہے رونق فزا اور شمع بھی محفل مین ہے

زمزمون سے آشنا ہوتے نہین جب گوشِ گل
فائدہ کیا بلبلو اس سعیِ بیجا حاصل مین ہے

تھک کے سو جاتے ہین آخر پانون کوی عشق مین
پردۂ ایذا مین حاصل عیش اس منزل مین ہے

نجد مین کیون خود رکے جاتے ہین ناقے کے قدم
طالبِ دیدار لیلےٰ کیا اسی منزل مین ہے

انتہا مین آنکھ سے آنسو نکلتے ہین ضرور
درد کی تاثیر میری سعیِ بیجا حاصل مین ہے

مضطرب ہوکر کسی کا تیر آیا اس طرف
کس قیامت کی کشش کمبخت میرے دل مین ہے

منھ سے ہر لحظہ نکلتی ہے جو آہِ پر شرر
کیا زیادہ باد و آتش میری آب و گل مین ہے

جرمِ ماضی پہ نہ دو تم حشر کی دھمکی مجھے
حال مین ہو جائے وہ ہونا جو مستقبل مین ہے

دیدۂ باطن سے نظارے کیا کرتے ہین ہم
یادِ عارض سے رضاؔ اتنی صفائی دل مین ہے

غزل در قافیہ مشکل

[illegible] جو [illegible] سے دل میں ہے
تم اگر چاہو تو آسانی ہر اک مشکل میں ہے

عشق میں کتنے ہیں کیسے اسکا گذر کس دل میں ہے
انقلاب چرخ سے دیکھا جسے مشکل میں ہے

مرتے مرتے جو نہ پوری ہو وہ حسرت دل میں ہے
رویت دیدار کا طالب بڑی مشکل میں ہے

تیرا ہے دل جگر کو میزبانی کی ہوس
کس طرف تیر ادا آئے بڑی مشکل میں ہے

اس خوشی میں وجد کرتا ہے کہ گھائل ہو گیا
کون کہتا ہے کہ زخمی آپ کا مشکل میں ہے

[illegible] نظارہ نہیں پیش جمال روے یار
طالب دیدار سچ پوچھو تو اب مشکل میں ہے

اک تجھی پر کچھ نہیں موقوف ہے او بے لبی
جسکو آسانی میں دشواری ہو وہ مشکل میں ہے

چاہنے والے ہزاروں دل میں کس کس کی کہے
حسن خود قائل ہے اسکا ہر حسین مشکل میں ہے

طالب [illegible] وہ ستمگر بھی قضا کے ساتھ ہے
ایک باہمت سیر مقتل بڑی مشکل میں ہے

وصل کے اقرار کا طالب ہوں میں بھی غیر بھی
سر جھکا ہے بزم میں وہ شمع بھی مشکل میں ہے

کس کو ظالم اہل محشر کہہ رہے ہیں صاف صاف
کون ہم دونوں میں او قاتل بتا مشکل میں ہے

ہجر میں آتے ہیں وہ یا موت آتی ہے ہمیں
دیکھنا ہے صورت آسانی کی کس مشکل میں ہے

ذکر جب چھیڑا کسی کا ہو گیا بیتاب دل
میری گویائی کی قوت اے رضا مشکل میں ہے

تمت

نظم موسوم بہ صدائے اسلام

کہ در ماہِ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ گفتہ شدہ بود

مسلمانو! یہ غفلت تا بکے لازم ہے ہشیاری
نہ جو ٹوٹے کرو وہ دین سے عہدِ وفاداری

تمھارے بھائیون پہ ظلم کی چلتی ہین تلوارین
معاذ اللہ نہین کچھ تم کو احساسِ ستمگاری

بتاؤ موت! کیونکر رشتۂ تارِ نفس توڑین
نقاہت سے جنھین اب سانس لینے مین ہو دشواری

شہیدون کی رگون سے خون کے فوارے بہتے ہین
زمینِ رزمگہ پر ہو رہی ہے آج گلکاری

اکابر نے تمھارے جسکو اپنے خون سے سینچا ہے
مخالف چاہتے ہین آج اُٹھ جائے وہ پھلواری

گرا دے اپنے دو آنسو تو ہی اے دیدۂ عبرت!
بہادر آج دنیا مین ہین محتاجِ عزاداری

موافق بنکے لیتے ہین جگر مین چٹکیان دشمن
ہمارے زخم پر رکھتے ہین مرہم بھی تو زنگاری

یہ کیسی گفتگو ہے صلح دیدو ایڈریانوپل
دبے وہ جو سرِ میدان ہوا ہو جنگ سے عاری

دبایا پوری قوت صرف کرکے بابِ عالی کو
اور اُسپر ہم سے کہنا سب یہ افواہین ہین بازاری

نہ جب ہم قرض دینگے ترک خود ہی صلح کر لینگے
خدا کا شکر دشمن کی چلی یہ بھی نہ عیاری

یہ سن رکھو کہ کامل[۱] اب وزارت کے نہین مالک
نہ چلنے پائیگی ہان دشمنو! اب کوئی مکاری

اگر جرأت ہے کچھ آؤ یہی میدان یہی گو ہے
وہی لیجائے جسکو دے شجاعت تاجِ سرداری

ترکون سے خطاب

مسلمانو! کرو ہان بڑھکے الا اللہ کے نعرے
پئے امداد آتی ہے وہ دیکھو! رحمتِ باری

یقینی خضرِ راہِ خلد ہوگا تیغ کا سایہ
نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ ملے گی تم کو سرداری

بہم ہو کر اُٹھین گر پیروانِ حضرتِ خالد[۲]
ابھی دم بھر مین مٹ جائین یہ گیدڑ بھبکیان ساری

غریبون کے جلائے جھونپڑے بھاگے جو ترکون سے
یہ فعلِ وحشیانہ اور پھر دعوائے سرداری

ڈرو نکلے نہ آہِ پر اثر دکھتے ہوئے دل سے
کرینگے وہ نہ کیا کچھ جنکو سر ہے جسم پر بھاری

[۱] کامل پاشا ۱۲

مسلمانون سے خطاب

نصارا ہیں مسلمانو! تمھارے در پئے ایذا
جو سچ پوچھو تو لازم ہے تمھین بھی اُنسے بیزاری

ذرا ہشیار ہو جاؤ ذرا ہشیار ہو جاؤ
تمھین زیبا نہین اب بادۂ غفلت سے سرشاری

وجاہت قوم کی جس سے بڑھے سوچو وہ تدبیرین
بتاتے ہین تمھین ہم دوستانہ شغل بیکاری

یہی انصاف ہے کیا سچ بتاؤ اے مسلمانو!
فلاکت اپنون مین ہو اور ہو غیرون مین زرداری

بہاؤ اپنے ہاتھون سے نہ دولت غیر ملکون مین
کرو ہان ہند کے اقوام سے بیع و شرا جاری

بگولے آتش [illegible] کے کیسے ہوئے جاتے ہین گردون تک
گھٹا افلاس کی ہندوستان پر ہوگئی طاری

چلائین تمنے اپنی قوم پر خود ظلم کی چھریان
تجارت دوسرون کو دی نہین کیا یہ دل آزاری

تم اپنی قوم کی امداد پر ہو جاؤ آمادہ
خود آسان ہو گی وہ جو سامنے آئیگی دشواری

یہ مانا کہ ضرر ہے مگر ضرر یقینی ہے
بڑھے گا جب تو اتر زخم ہو جائیگا خود کاری

تمھاری ہی اگرچہ باعث اعزاز اخوان ہے
تمھین جب منحرف ہوگے کریگا کون دلداری

تم اپنی قوم کی عزت بڑھانے کی کرو کوشش
زمانہ پھر کریگا خود تمھاری ناز برداری

بڑھا کر صنعت و حرفت کو مالا مال ہوجاؤ
کرو دل کھول کر پھر لڑنے والون کی مددگاری

اسی صورت سے لازم ہو خیال قوم بھی تمکو
سمجھتے ہو ضروری جسطرح اپنی سمجھداری

کرو قربان کے بچون پر فدا دولت مسلمانو!
یتیمون کی خدا نے فرض کی ہے ناز برداری

دعا

دعا کرتے رہینا ہم آئین رضا آمین کہنے کو
کہان ہین کس طرف ہین طالبانِ رحمتِ باری

الٰہی کشتِ دشمن پر غضب کی اوس پڑ جائے
الٰہی منکرانِ دین کو دکھلا شانِ قہاری

الٰہی ہو اثر پیدا ہماری سرد آہون مین
مٹے تثلیث کی دنیا سے ہان اب گرم بازاری

الٰہی پھر مسلمانون کا سب پر رعب چھا جائے
الٰہی راس آئے شیرِ غرّندہ کی بیداری

وہ چھوٹے ہی سہی لیکن ترے ہی نام لیوا ہین
مسلمانون سے بھاگے موڑ کر منھ ذلت و خواری

سہرا در صنعت توشیح کہ بتقریب ختنہ جناب راجہ سعادت علی [illegible] رئیس نانپارہ ابن امیر کبیر سخنور بے نظیر جناب راجہ اشفاق [illegible] اشفاق آف اسٹیٹ محمدی ضلع کھیری نظم [illegible]

۲	پھولوں کے سہرے پہ باندھا گیا پر زر سہرا	لائق دید ہے نوشاہ ترا [illegible] سہرا	۲۰
۵	ہار پھولوں کا ہو طرہ ہو کہ سر پہ سہرا	اوج اقبال [illegible] شدہ [illegible] سہرا	۱
۴	دیکھ لی جوشِ جوانی میں نمو کی قوت	نہ رہا بن کے ترے [illegible] سہرا	۵۰
۵۰	تازگی سے عرق آلودہ جبیں ہوتی ہے	اور ہوا جاتا ہے خوشبو سے معطر سہرا	۱
۵۰	نظریں پڑتی ہیں حسینانِ جہاں کی اسپر	جنبشیں فخر سے کرتا ہے برابر [illegible]	۳۰۰
۲	[illegible] اقبال کی موجیں ہیں کہ لڑیاں اسکی	کیوں نہ ہو غیرتِ دامانِ سمندر سہرا	۳۰
۴۰	تہنیت خواں ہیں نہ کیوں تم میں [illegible] انصاف	آج اقبال نے باندھا ہے ترے سر سہرا	۱
۱	آئینہ عارض شفاف کا ہے پیش نظر	مانگ لایا ہے سکندر سے [illegible] سہرا	۴۰
۱۰	یہ غلط ہے نظر آتے نہیں دن کو تارے	تیرے ماتھے پہ ہے تاروں کا منور سہرا	۳۰۰
۷	زیب مسندِ زرتار سرِ محفل ہے	اور سر پہ ہے عجب شان سے پر زر سہرا	۱
۷۰	عطر سے سینچے گئے ہونگے شجر پھولوں کے	بے سبب کب ہے ترے سر پہ معطر سہرا	۲
۲۰	کیسی لطف دکھاتی ہے مرے نوشہ کی	دو سرے چلتے ہیں ہاتھوں پہ اٹھا کر سہرا	۴
۳۰	لوگ ہر سمت سے آتے ہیں پئے نظارہ	کششِ حسنِ حسینان ہے ترے سر سہرا	۲۰
۱	اک بہانہ ہے فقط آئنہ برداری کا	دیکھنے بزم میں آیا ہے سکندر سہرا	۴
۶۰	سنتی ہیں جنسے ہوتی ہے بصارت افزوں	بے سبب لوگ نہیں دیکھتے پر زر سہرا	۲
۱	اے رضا جا نہیں سکتی کبھی خوشبو اسکی	میں نے باندھا گلِ معنی کا بنا کر سہرا	۴۰

تواریخ طبع دیوان ہذا

از استاد با کمال فخر سلطنت آصفی جہان ہر زبان سرتاج سخنوران جناب مولانا الشیخ محمد احمد صاحب اختر تخلص خلف استاد مسلم الثبوت حضرت امیر مینائی نور اللہ مرقدہ از حیدرآباد دکن

کیا ختم سخن سب حمد اللہ	بہ قوت شکر ہے خدا داد
اختر نے لکھا یہ مصرع سال	دیوان رضا ہے اک پریزاد
	۱۳۳۲

از نتیجہ فکر طوطی شکرستان فصاحت بلبل ہزار داستان بلاغت آشنائے شعر و سخن یکتائے ہر علم و زبان آفتاب برج ریاست مہر سپہر ریاست جناب راجہ محمد اشفاق علی خان صاحب بہادر دام اقبالہ آف اسٹیٹ محمدی ضلع کھیری مصنف تصویر عالم وغیرہ تلمیذ حضرت مصنف دیوان ہذا

ہوگیا طبع وہ دیوان صد شکر	جسکے مشتاق تھے سب اہل سخن
ہے یہ استاد رضا کی تصنیف	اسکا ہر لفظ ہے آئینۂ فن
بانکے الفاظ زبان نازک ہے	دل دکھاتی ہے مضامین کی پھبن
طرز بندش پہ تصدق شوخی	ہے ہر اک شعر مین بیساختہ پن
ہے سراپا یہ سخن کا گلزار	شوق سے دیکھین نہ کیون غنچہ دہن
گل مضمون وہ کھلے ہین اس مین	جسکے آگے ہے خجل رنگ چمن
دیکھے عاشق جو اسے فرقت مین	بھول جائے ستم چرخ کہن
سنکے ہر شخص تڑپ جاتا ہے	کیا ہی دلدوز ہے انداز سخن
ہے یہ دیوان کہ جام جمشید	نظر آتا ہے زمانے کا چلن

دلفریب نظم کیا۔ ایک گہر ایک ایک مصرع ہے
غزل جو دیکھیے مطلع سے مقطع تک مرصع ہے

جو دیکھو کوئی مصرع زیب و زینت سے نہیں خالی
بعینہ بیت ابروی صنم ایک ایک مطلع ہے

اگر شعر اس کے [illegible] نہ ہو اگر دیکھے
کہئے وہ مطلع خورشید ہے جو اس میں مقطع ہے

[illegible] تاریخ زیبا ہے
اگر لکھوں۔ تصاویر حسینان کا مرقع ہے

از نتیجۂ [illegible] جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل جانشین حضرت امیر مینائی نور اللہ مرقدہ از حیدرآباد دکن

زیبا کیا حسن سے نور افشان
جس نے روشن کیا ہے نام رضا

طبع دیوان کی خوب ہے تاریخ
مونس جان ہے یہ کلام رضا

از نتائج افکار جناب منشی عتیق احمد صاحب جذب بریلوی تلمیذ حضرت مولانا رضا فرنگی محلی مصنف دیوان ہذا

مرحبا چھپ گیا کلام نفیس
دلنشین ہے ہر اک ادا اسکی

فکر تاریخ ہے اگر اے جذب
نغمۂ دلربا لکھو تم بھی

از صاحب ذہن سلیم جناب خواجہ محمد ابراہیم صاحب خشتم لکھنوی تلمیذ حضرت مصنف دیوان ہذا مدظلہ

مرحبا دیوان نادر چھپ گیا
کون کر سکتا ہے اسکی ہمسری

رنگ میں ڈوبا ہوا ہر شعر ہے
بندشیں بے مثل عیبوں سے بری

مصرع تاریخ لکھدو اے خشتم
اسکو کہتے ہیں قدیمی شاعری

از رشحۂ کلک گہر سلک جناب منشی سید محمد یوسف صاحب رسا فیض آبادی تلمیذ حضرت مولانا رضا فرنگی محلی مدظلہ

مشکل زمانہ بدلا انداز نظم سابق
اب یہ کلام دیکھیں ہیں کس طرف سخنگو

ابتک ہیں واقف فن موجود اس زمیں پہ
بیجا نہیں تفاخر دنیا پہ لکھنؤ کو

بلبل کا رنگ پھیکا کرتے ہین شوخ نغمے
پھولا پھلا چمن ہے دستانسرائیونکا
رنگ بہار جوشی اَشوب امتحان ہی
وجد آفرینیونکا صبر آزمائیونکا
رعب سخن سرانے تاریخ طبع لکھی
لوایک باغ پھولا بلبل نوائیونکا

ازنتائج افکار گہر بار جناب نواب ابو المعظم سراج الدین احمد خانصاحب سائل دہلوی
داماد بلبل ہندوستان داغ دہلوی مرحوم

ہوا امیر سے مخلص کا دیوان طبع
کرے اُسکو مقبول عالم خدا
اُنکا ہین کہا مجھسے روئے سخن
طلب مجھسے ہے قطعہ تاریخ کا
مشاہیر فن سے ہون یہ خواہشین
کہان مین کہان طبع کا مادّہ
بھلا برکتا لقدر رضا لکھنوی
مجھے اپنے دل مین سمجھتے ہین کیا
سخن سنج مین تھا مین دن کیا جواب
کہ ناگاہ ہاتف نے مجھسے کہا
نہین مجھسے پوشیدہ اُسکے صفات
مجھے علم ہو از الف تا بہ یا
تجھے فکر ناحق ہے اس باب مین
مرا شعر دیتا ہے سن کا پتا
یہی شعر لکھ بھیج سائل وہان
اسی سے نکل آئے گا مادہ
مفصل کلام رضا۔ دیکھکر
کہا بس۔ مفصل کلام رضا
۱۳۳۲ھ

ازشاعر شیرین زبان محسود زمان جناب منشی محمد سعید خانصاحب سعید لکھنوی
تلمیذ حضرت مصنف دیوان ہذا مدظلہ

چھپا وہ دیوان واقف فن کہ جسپہ قربان بانی سدا
ہر ایک ادا پر نثار ہو دل ہر ایک بندش کی شان اچھی
مسیحی سن مین سعید لکھدو یہ مصرع سال طبع تم بھی
خیال نادر طبیعت عالی کلام ماہر زبان اچھی
۱۹۱۴ع

دیگر

دیکھکر چھپتے ہوے نادر کلام
طبع کی تاریخ کا گر عزم ہے
فی البدیہہ لکھدو یہ مصرع سعید
اک یہی دیوان بحر نظم ہے
۱۳۳۲ھ

از واقف دقائق فن جناب مرزا سلیمان بیگ صاحب سلیمان ہادی تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ از حیدر آباد دکن

دیوان رضا بہ بزم عالم ۔۔۔ شد جلوہ فگن بطرز محبوب

تاریخ بہ عیسوی عیان شد ۔۔۔ معشوق جہان کلام مرغوب

۱۹۱۶ع

از نتیجۂ فکر عالی شاعر نازک خیال ناظم شیرین مقال جناب مولوی حاجی سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری مدظلہ العالی از حیدر آباد دکن

رضا صاحب کا دیوان ہو گیا طبع ۔۔۔ مخمور دیکھکر کرتے ہین آتش آتش

یہ دیوان ہی بہارستان الفاظ ۔۔۔ بہار لالہ و گل کا ہے روکش

معانی کی ضیا الفاظ مین ہے ۔۔۔ عیان ہی گرمیِ مضمون آتش

بڑھا ہی بندشون مین حسن ایسا ۔۔۔ حسین بھی گر کبھی دیکھین کرین غش

لکھا ہے شیفتہ نے معجمہ سال ۔۔۔ غزل ہر ایک ہی دلچسپ و دلکش

از شاعر شیرین زبان جناب منشی ابو الفضل محمد تصدق حسین خان صاحب لکھنوی ارشد تلامذۂ مصنف دیوان ہذا

لو چھپ گیا وہ دیوان اے قدردان اُردو ۔۔۔ اُکھنا جسے بجا ہے روحِ روان اُردو

استاد کہنہ فن کی فکرون کا ہے نتیجہ ۔۔۔ بڑھ جاے کیون نہ اس سے اعزاز شان اُردو

اتنا بلند مضمون ایسا خیال عالی ۔۔۔ گویا بنا دیا ہے اک آسمان اُردو

مردہ زبان مین اسنے اک تازہ روح پھونکی ۔۔۔ لو آگئی دوبارہ پیکر مین جان اُردو

رنگ قدیم بھی ہی رنگ جدید بھی ہے ۔۔۔ ہر رنگ مین کھنچی ہے تصویر شان اُردو

یہ ہے معلم فن یہ ہے مجدد فن ۔۔۔ اس سے سبق پڑھین سب اہل زبان اُردو

گر رہبری نہ کرتا یہ اور چند دن تک ۔۔۔ تا حشر پھر نہ ملتا ہمکو نشان اُردو

ہر ایک شعر اسکا دل مین اُتر گیا ہے ۔۔۔ تیرون سے بڑھ گیا ہے اتنا بیان اُردو

ہان شمس تم بھی کہدو تاریخ عیسوی ہین   نظم شکیب ارا حسین زبان اُردو ۱۹۱۱ء

از جامع دقائق واقف حقائق جناب مولانا مولوی محمد صبغت اللہ صاحب صبغت لکھنوی فرنگی محلی ہمشیرہ زادہ و تلمیذ حضرت مولانا رضا فرنگی محلی

دیوان چھپ گیا ہے استاد مستند کا   پیشانیان عدو کی کیونکر نہون عرق ریز

مصرع ہے ایک لیکن تاریخین دو عیان ہین   نیرنگ چشم خوبان ۔ منظوم درد انگیز ۱۳۳۲ھ — ۱۳۳۲ھ

از سخنگوی بیمثال جناب منشی عبد الغنی صاحب صبر لکھنوی تلمیذ حضرت مصنف دیوان ہذا

یہ استاد بے مثل کا ہے کلام   نہ کیون ہو سراپا فصیح و بلیغ

کرو پیش تم بھی یہ تاریخ صبر   ہے دیوان اچھا فصیح و بلیغ ۱۳۳۲ھ

از جامع علوم صوری و معنوی جناب مرزا عثمان بیگ صاحب عثمان دہلوی تلمیذ حضرت مصنف دیوان ہذا از حیدر آباد دکن

صاحب تصنیف مولانا رضا   شاعری مین بھی ہین مشاق کہن

مستند کیونکر نہ ہو ان کا کلام   لکھنؤ مین ہین یہی استاد فن

دیکھکر دیوان کے اشعار کو   دور ہو جاتے ہین سب رنج و محن

استعارہ روزمرہ بول چال   کسقدر خوبی سے ہین پر تو فگن

ناز کی چھریان جگر مین چبھ گئین   چھینتا ہے دل ادا کا بانکپن

ہر غزل کی تازگی کہتی ہے خود   نظم کا پھولا پھلا ہی یہ چمن

طبع کی تاریخ معجم مین لکھو   جلوۂ بزم سخن ہے یہ سخن ۱۳۳۲ھ

از عالم بیمثال شاعر نازک خیال جناب مولانا محمد عزت اللہ صاحب عزت لکھنوی فرنگی محلی برادرزادہ و تلمیذ حضرت مصنف دیوان ہذا مدظلہ

لیجے چھپکر ہوا تیار وہ دیوان آج   جسکے سب اشعار ہین دلچسپ دلکش دلربا

بانکپن ہر لفظ مین ہر بیت معنی خیز ہے   منتظر اہل نظر ہے یہ کلام باصفا

شاعری سے آپکو زائد نہین ہے بستگی
رات دن ہے درس و تصنیف ہی کا مشغلہ

شرحون مین رکھا ہی تفہیم معانی کا خیال
چھپ چکے ہیں جید حواشی ترجمے بے انتہا

شاعری بھی واقفان علم کو آسان ہے
ہوگیا اس فن مین بھی شہرت شہرہ آپکا

فکر ہی عزت اگر تاریخ کی تم کو لکھو
دھوم مشتاقون مین ہے معجز بیان دیوان چھپا

از سخنگوے باتمیز جناب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب عزیز صدیقی متوطن ... تلمیذ
حضرت مولانا رضا فرنگی محلی مدظلہ

چھپا خوب استاد یکتا کا دیوان
ہے بے انتہا کیون مسرت ہو دل کو

عزیزا اسقدر فکر تاریخ کیون ہے
کھلا غنچہ آرزو آج کہدو

از واقف رموز سخن ماہر دقائق فن جناب نواب بدھن صاحب فرہاد لکھنوی

مشاطۂ عروس سخن مخلصی رضا
شانہ طراز زلف پریشان حسن و عشق

دانائے کل رموز حقیقت نما ہین یہ
علم ادب کی جان ہے دیوان حسن و عشق

شاعر ہین کہنہ مشق بھی ہین مولوی بھی ہین
کیا کیا پرائے نظم ہے سامان حسن و عشق

خوش رنگ و خوش نما گل مضمون ہین نو بنو
دیوان کا ہر ورق ہے گلستان حسن و عشق

ہر بیت پر خزانۂ قارون نثار ہے
ہر اک غزل ہے گنج فراوان حسن و عشق

وہ بات نظم کی جو خدائی مین فرد تھی
مضمون لکھا وہی جو تھا جان حسن و عشق

فرہاد اپنی بلبل دل کا یہ قول ہے
دیوان ہے یا کوئی چمنستان حسن و عشق

از شاعر ہمہ دان محسود زمان جناب منشی محمد مختار احمد خان صاحب مختار لکھنوی
مصنف واسوخت مختار وغیرہ درصنعت معجم

ہر لفظ ہے رضا ترے دیوان کا لاجواب
قربان تیرے اس سخن بے نظیر کے

فکر رسا کو کہنہ مضامین نہین پسند
ثابت ہوا فقیر نہین تم لکیر کے

تاثیر شعر مین ہے ترے معجزہ کا لطف
لب کھل گئے صفت مین ترے عیب گیر کے

مختار لکھنوی کی دعا ہے یہ اے رضا — روشن ترا بھی نام ہو مثل امیر کے

از نتیجۂ طبع شاعر نا پیدا جناب مولوی معین الرحمٰن صاحب معین رئیس ابراگاؤن ضلع نواب گنج بارہ بنکی تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ

طبع نادر گشت این دیوان یکتا در جہان — چون شد دلفریب و دلنشین و دلربا

اے معین آمد ندا از ہاتف غیبی بمن — کن رقم تاریخ طبعش بحر الطاف رضا ١٣٤٢

از جامع حقائق و واقف دقائق جناب مولانا محمد نجیب احمد صاحب نجیب لکھنوی فرنگی محلی سلمہ اللہ القوی

شدہ طبع نظم رضائے سخنور — پر است از محاسن تہی از معائب

ز نظم بلیغش کہ ہر رکن او ہست — رفیع المعانی کثیر المطالب

بہار و دیوان این سخنور تو گوئی — بود صائب وقت بارای صائب

در ان عالم است آفرین گوی ہر یک — چہ آتش چہ ناسخ چہ مومن چہ غالب

نجیب از پئے سال تاریخ طبعش — بگو نظم عالی و الا مناقب

١٣٤٢ ھ

تمت

بحمد که آفرید مرا   بهزاران گنه گزید مرا

عیب دار کس نخرد   او بصد عیبها خرید مرا

رقمه المذنب سید علی

راقم سے مل سکتا ہے۔ اسکے علاوہ حضرت مصنف مدظلہ
کی عربی فارسی تمام تصانیف جنکی مجموعی قیمت
سو روپیہ کے ہے میرے ذریعہ سے
روانہ ہو سکتی ہیں